إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ: تحقیق وہ جنھوں نے کہا، ہمارا رب اللہ ہے پھر اُس پر استقامت کی پس اُنکو نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم۔

ذکرِ رحمتؒ

۲۱۰۴ الف

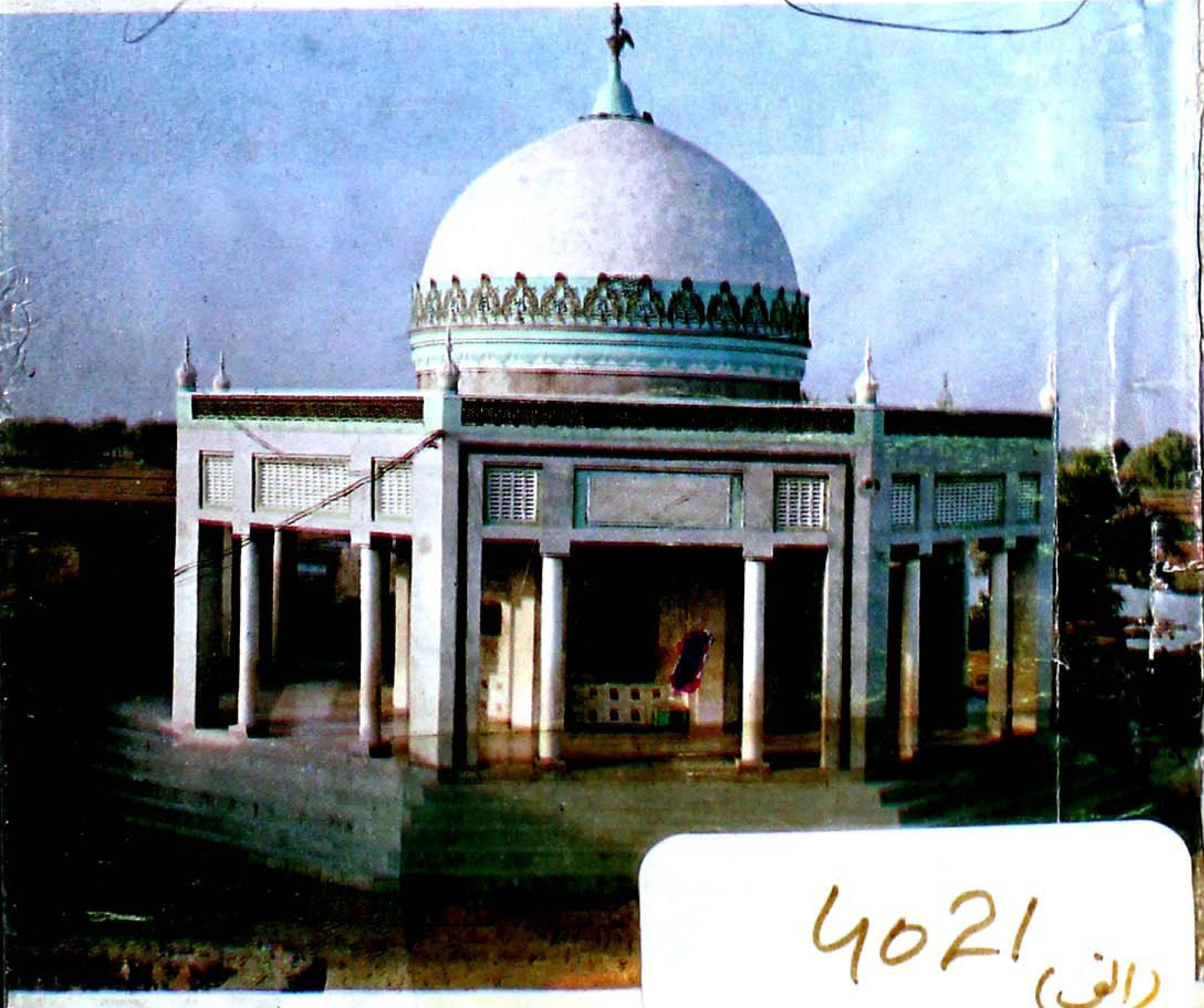

4021 (الف)

منجانب: صوفی معراج دین
ساکنہ کھنگ شریف، لاہور۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ

۱۰۲۱ لہ الف

ذکرِ رحمت

سوانح حیات قدوۃ السالکین الحاج میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گھنگ شریف

خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت حضرت شیر ربانی محبوب سبحانی میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شرقپور شریف

طابع و ناشر

صوفی باصفا حضرت الحاج پیر محمد رفیق صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ

گھنگ شریف، ڈاکخانہ خاص ضلع قصور

ملنے کا پتہ

صوفی معراج دین سکنہ گھنگ شریف لاہور

Marfat.com

87297

~~84747~~

نام کتاب : ذکرِ رحمت

مرتّبہ : مولانا پروفیسر قاری مشتاق احمد

طابع وناشر : حضرت میاں محمد رفیق صاحب سجادہ نشین گھنگ شریف

تصیح کنندہ : مولانا الحاج محمد اسحاق صدیقی مہتمم مدرسہ احیاء العلوم بھائی پھیرو

قاری محمد یوسف صاحب

کتابت : محمد عاشق حسین ہاشمی ۔ لاہوریاں والہ ضلع لائل پور

قیمت : روپے صرف

اس کتاب کو مندرجہ ذیل مکتبوں سے حاصل کر سکتے ہیں :۔

مکتبہ حامدیہ ، داتا گنج بخش روڈ ۔ لاہور

مکتبہ احیاء العلوم اہلسنت وجماعت رجسٹرڈ بھائی پھیرو (قصور)

مدرسۃ الرحمت گھنگ شریف ۔ ضلع لاہور

(مطبوعہ) نائس کوالٹی پرنٹرز

بیسمنٹ غفور مارکیٹ ۹ ۔ بہان محمد روڈ

نزد بمبئے کلاتھ ہاؤس نیو انارکلی لاہور ۔ فون ۱ ۔ ۲۳۷۶۸۰

Marfat.com

۰۲۱ ل الف

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	کرامات اولیا کا ثبوت قرآن و حدیث صحیحہ سے	۴
۲	ذکر کرامات خواجہ امام علی شاہ صاحب	۱۱۹
۳	مقدمہ	۱۳
۴	حمد باری تعالیٰ	۲۶
۵	اقوالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵
۶	حالاتِ زندگی	۴۰
۷	کرامات حضرت میاں رحمت علی صاحب	۴۶
۸	مناظرے	۸۱
۹	فقر و زہد	۹۵
۱۰	درویشی اور فقیری کی فضیلت	۹۷
۱۱	درویشی اور فقیری کے آداب	۱۰۲
۱۲	زہد کی حقیقت	۱۰۴
۱۳	زہد کی فضیلت	۱۰۶
۱۴	دربیان نیت	۱۰۸
۱۵	نیت کی حقیقت	۱۱۰
۱۶	نیت کے سبب بعض اعمال کے بدلنے کے بیان میں	۱۱۳
۱۷	شجرہ منظومہ	۱۱۴
۱۸	شجرہ منثورہ	۱۱۶
۱۹	حالات حضرت خواجہ امیرالدین صاحب	۱۲۵
۲۰	حضرت خواجہ باقی باللہ کا مجدد علیہ الرحمتہ کے پاس جانا	۱۳۹
۲۱	دعائے مبارک حضرت قطب العالم میاں صاحب گھنگ شریف	۱۴۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرامات اولیا کا ثبوت قرآن و حدیث صحیّہ سے

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ۚ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ؕ پارہ ۱۱ رکوع ۱۱

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ
یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ؕ پارہ ۱۹ رکوع ۱۹

" اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے۔ پہلے اس کے کہ وہ میرے حضور میں مطیع ہو کر حاضر ہوں۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کا وزنی تخت اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے میرے پاس پہنچ جائے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور بلقیس دربار کے تخت کے مقام کا درمیانی فاصلہ دو مہینہ کی راہ کا تھا اور طول و عرض تخت کا آپ سن چکے ہیں کہ اسّی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا اور تیس گز اونچا۔ اتنے بڑے وزنی تخت کو اور اتنی دور دراز سے حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے ہیں کہ بلقیس سے پہلے پہلے یہاں کوئی لے آئے۔ فرمائیے اتنی دور سے اتنے بڑے تخت کا اتنی جلدی آجانا کیا قرین قیاس ہے۔ ہرگز نہیں۔ عقل میں یہ بات آتی ہی نہیں مگر قرآن پاک فرماتا ہے:

Marfat.com

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ پارہ ۱۹ رکوع ۱۸

ترجمہ :- ایک جنّ اٹھا اور کہنے لگا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس لے آؤں گا۔ پہلے اس کے کہ آپ کا یہ اجلاس برخاست ہو۔" (یعنی ختم ہو کچہری) -

---

دیکھئے وہ جن کہہ رہا ہے کہ حضور آپ کا یہ دربار برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں وہ تخت یہاں لا سکتا ہوں۔ مگر حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نہیں، میں اس سے بھی جلد تر چاہتا ہوں تو

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ، فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ -

ترجمہ :- ایک علم والا اُٹھا اور اس نے عرض کی کہ میں وہ تخت آپ کے حضور میں حاضر کر دوں گا، پہلے اس کے کہ آپ آنکھیں جھپکیں۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا۔

دیکھیئے ایک علم والے نے کیا کرامت دکھا دی کہ اتنا بڑا وزنی تخت جسے کئی آدمی ہلا تک نہ سکیں۔ اور اتنی دور سے جہاں دو مہینے میں صرف پہنچا جاتے اور واپسی کے لیے دو مہینے مزید درکار ہوں سلیمان علیہ السلام کا وہ سپاہی اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے لے بھی آیا۔ معلوم ہوا کہ وہ عالم پل بھر کے عرصہ میں اتنی دور چلا بھی گیا اور پھر آ بھی گیا

Marfat.com

اور آیا بھی اتنی عظیم چیز کو ساتھ لے کر اور پھر مزید حیران کرنے والی یہ بات کہ گیا بھی اور آیا بھی اور دربار سے غائب بھی نہیں ہوا۔

کیوں دوستو یہ ایک عالم و ولی کی طاقت ایک بہت بڑی طاقت ہے یا نہیں جو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ میرے بھائیو ان اللہ والوں کو جو جو طاقتیں عطا ہوئی ہیں وہ چونکہ ممتاز اور مخصوص ہیں جو عوام کو نہیں ملیں۔ اس لیے عوام کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔ مگر سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں ہمارے ایمان میں تو آتی ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ بے شک بے شک ان اللہ والوں کو وہ طاقتیں ملی ہیں کہ بقول رومی علیہ رحمہ ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ایک مثال آیئے ان اللہ والوں کی طاقت و کمال کی ایک مثال سنئے۔ دیکھئے لوہا جب آگ کی بھٹی میں ڈال دیا جائے تو تھوڑی دیر کے بعد اس لوہے کا وہ پہلا رنگ ڈھنگ باقی نہیں رہتا۔ آگ کی طرح سرخ ہو جاتا ہے۔ اور اس آگ کے ہی فیض سے وہ کام بھی کرنے لگتا ہے جو آگ کرتی ہے۔ یعنی آگ کا کام جلانا ہے تو جو لوہا آگ میں کچھ عرصہ رہ کر باہر نکلا ہو وہ بھی جلانے لگتا ہے۔ اب اس لوہے کو آگ تو نہ کہا جائے گا۔ مگر ڈرایا بھی اسے اسی طرح جائے گا جس طرح آگ سے ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ اگر آگ میں ہاتھ ڈالنے سے ہاتھ جل جاتا ہے تو اس لوہے کو بھی ہاتھ لگانے سے ہاتھ جل جاتا ہے۔ بلا تشبیہہ جو مقبولانِ حق اپنے محبوب حقیقی کی محبت کی بھٹی میں اپنے آپ کو ڈال چکے ہیں۔ وہ اگرچہ خدا تو نہیں بن جاتے مگر کام ان کے ایسے ہو

Marfat.com

جاتے ہیں جو دراصل ہوتے فاعل حقیقی کے ہی ہیں مگر ظہور ان کا ان اللہ والوں سے ہونے لگتا ہے۔ جیسے تپے ہوئے لوہے کی جلانے کی صفت اگرچہ آگ ہی کی صفت ہے۔ لیکن آگ کی اس صفت کا ظہور اس لوہے میں سے ہونے لگتا ہے۔ مولانا رومیؒ نے اسی لیے ارشاد فرمایا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ شود

آپ اس تپے ہوئے لوہے کی طرف بڑھیں تو گویا آگ پکار اٹھتی ہے کہ خبردار اسے ہاتھ لگایا تو میں جلا دوں گی اس طرح حدیث قدسی میں موجود ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۹

مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

ترجمہ:۔ جو میرے کسی ولی سے بیر رکھتا ہے اسے میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ جنگ کرے"۔

دیکھا آپ نے کہ ان اولیاء کرام کی طرف دست گستاخی بڑھانا خدا تعالیٰ کے غضب و جلال کو دعوت دینا ہے۔ اس لیے مولانا رومی نے فرمایا۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں کند

حدیث پاک

آپ نے یہ لوہے کی مثال سنی۔ اب آپ حدیث پاک بھی سُنیئے تاکہ یہ مثال اور بھی زیادہ آپ کی سمجھ میں آسکے اور پتہ

Marfat.com

تک سکے کہ ان اللہ والوں کی طاقتیں کس نوع کی ہیں ۔ یہ حدیث قدسی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب کثرت نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّذِيْ يَبْطِشُ بِهٖ وَرِجْلَهُ الَّذِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ ط مشکوٰۃ شریف ۱۸۹

ترجمہ :" میں اس ولی کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے ، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے ۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے عطا فرما دیتا ہوں ۔ "

تو فرمائیے کہ جس مقبول حق کی یہ شان ہو اس کے لیے نزدیک و دُور کا امتیاز ہی کب باقی رہ جاتا ہے اور دور کی چیز کا دیکھنا اور دور کی آواز کا سننا اس کے لیے محال کیسے رہ سکتا ہے ۔ جب خدا فرماتا ہے کہ یہ کان میری طاقت سے سنتے ہیں اور یہ آنکھیں میری طاقت سے دیکھتی ہیں تو پھر اب جو نہ مانے کرامات اولیاء اللہ کی تو اس منکر کو بھی قرآن و حدیث سے قوی تر دلائل کہاں سے ملے گا ۔ جب ہم نے قرآن پاک سے کرامات اولیا کو ثابت کر دیا ہے ۔

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ط ۝

ترجمہ :۔ پس ساتھ کس بات کے پیچھے اسکے ایمان لاویں گے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

Marfat.com

ہے قرآن پاک کو چھوڑ کر وہ کون سی کتاب کو مانیں گے جوان کے پاس لائی جائے۔"

کرامت دوسری اولیا اللہ کی بدلائل قرآن مجید

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ پارہ ۱۵ سورۃ کہف رکوع دوسرا۔

ترجمہ:۔" اللہ فرماتا ہے کہ ہم یا رسول اللہ ان اصحاب کہف کا صحیح واقعہ تیرے سامنے بیان فرمارہے ہیں۔ یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے۔ اور ہم نے ان کی ہدائت میں ترقی دی تھی۔ ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیے تھے جب کہ یہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے سامنے بادشاہ دقیانوس کے۔ اور بیان دیتے وقت کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے۔ ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو پکاریں۔ اگر ایسا ہو تو ہم نے نہائت ہی غلط بات کہی۔ کیونکہ یہ ایمان دار کی شان نہیں۔"

تفسیر:۔ لکھا ہے کہ دقیانوس ممالک روم کو تسخیر کرتے وقت جب شہر افسوس میں پہنچا تو وہاں ایک مقتل بنایا۔ جن بتوں کی وہ پوجا کرتا تھا شہر والوں کو حکم دیا کہ تم سب بھی ان کی پرستش کرو۔ جس نے اس کا حکم مانا نجات پائی اور جس نے نہ مانا اس پر آفت آتی

Marfat.com

دورِ حکومت میں ایک جگہ چھ جوان تھے جو بہت بزرگ تھے اور سب اللہ اس شہر کے شہزادے
تھے۔ شہر میں رہ کر خدا کی عبادت اور دعا میں مشغول رہتے۔ جناب الٰہی میں عرض
کرتے تھے کہ اس فتنے کے شر سے بچا۔ غرض کہ ان کا حال اس دقیانوس کے گوش گزار
ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ گرفتار کرو۔ جب وہ جوان حاضر ہوئے تو دقیانوس نے ان کو
بہت دھمکیاں دیں۔ مگر انہوں نے تسبیح کا طریقہ نہ چھوڑا۔ اپنے ایمان پر ثابت قدم
رہے۔ اس پر دقیانوس نے حکم دیا کہ ان کے کپڑے اتار لیے جائیں۔ جب
اتار لیے گئے پھر بولا کہ تم ابھی نوجوان ہو۔ میں نے تم کو مہلت دی تم
اپنے دین سے باز آؤ۔ پھر اس شہر سے دقیانوس کسی اور شہر چلا گیا تو ان نوجوانوں
نے اس کو بہتر موقع غنیمت جان کر اپنے کام میں مشورہ کیا۔ سبھوں کی رائے یہی قرار پائی۔
کہ یہاں سے بھاگ چلیں۔ ہر ایک نے اپنے باپ کے گھر سے تھوڑا تھوڑا مال خرچ راہ کے
واسطے لیا۔ اور ایک پہاڑ جو اس شہر کے قریب تھا اس طرف چل نکلے۔ بقولہ تعالیٰ:۔

وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ
يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ۝

ترجمہ:۔ جب کہ تم ان سے اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہو
گئے تو اب تم کسی غار میں جا بیٹھو۔ تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔
اور تمہارے لیے تمہارے کام میں سہولت مہیا کر دے گا۔

تفسیر:۔ راہ میں ایک چرواہا ان کے پاس جا پہنچا اور ان کے دین میں داخل ہوا۔
اور ان کے ساتھ ہو لیا۔

دیکھئے اولیاء یعنی خدا کے دوستوں کی یہ بھی ایک کرامت ہوتی ہے کہ جب ان کی

Marfat.com

صحبت نصیب ہوتی ہے تو انسان گو کتنا بھی جاہل اور گناہ گار ہو وہ ان کی صحبت سے کامل انسان بن جاتا ہے۔ جس طرح جو یہ عیالی ایک جانگلی آدمی تھا مگر ان کی صحبت کے فیض سے وہ بھی کامل ولی بن گیا اور اس کا بھی ذکر خدا نے قرآن مجید میں فرمایا۔

اور عجیب کرامت ان کی یہ ہے کہ ایک کتے نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ اور وہ کتا ان کے پیچھے دوڑتا تھا۔ ہر چند اُسے ہانکا۔ اس نے پیچھا نہ چھوڑا کتے نے آخر تنگ آکر عرض کی کہ تم مجھ سے نہ ڈرو، اس واسطے کہ میں خدا کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ تم آرام سے سوئیں اور میں تمہاری پاسبانی کروں گا۔ بقولہٖ تعالیٰ :۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ؕ

ترجمہ:۔ اور ان کا کتا پھیلائے ہے اپنے دونوں ہاتھ غار کے سامنے۔

دیکھئے یہ کتنی بڑی کرامت ہے ان کی کہ کتے نے ان کے ساتھ باتیں کیں۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ ان کی صحبت کے فیض سے اللہ تعالیٰ نے اس کی اضافت ان کی طرف کی یعنی کتا اصحاب کہف کا جویں جو فرمایا کلبھم کے معنی یعنی کتا ان کا یعنی ولیوں کا کتا تو پھر کبھی۔ دیکھا ہی کے ولیوں کے کتے کی کیسی شان ہوتی ہے جویں جو کسے نے فرمایا۔ ع

”کتا بھی ولی ہوتا ہے ولیوں کی گلی کا“

پھر دیکھا حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتے کی کیسی شان بیان کی۔ ان کی صحبت کے فیض کے سبب سے۔ بقول سعدی ؎

سگِ اصحابِ کہف روزے چند ؛؛ پے نیکاں گرفت مردم شد

Marfat.com

ترجمہ:- کتا اصحاب کہف کا چند روز
نیکاں کا پیچھا لیا اور آدمی ہوا

تیسری کرامت ان کی یہ ہے کہ ان کی صحبت کے فیض سے وہ کتا انسان بن گیا۔
اور چوتھی کرامت ان کی یہ ہے کہ حشر کو وہ آدمی بن کر بہشت میں جائے گا۔ اور پانچویں کرامت ان کی یہ ہے کہ جب اصحاب کہف کے نام لکھ کر کسی لڑکے کے گلے میں باندھے جائیں جو روتا ہو تو کبھی نہ روئے گا۔ اور ان کے نام ام الصبیان مرض کے لیے بہت ہی فائدہ مند ہیں اور بخار کے لیے بھی۔
دیکھا اولیاء کرام کی کتنی کرامتیں قرآن پاک سے ثابت ہوئیں اور خدا تم کو دیکھنے والی آنکھ عطا کرے۔

Marfat.com

مقدّمہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْد قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

(اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔")

(پ ۴، آل عمران)

اس آیتِ کریمہ میں اس امر کا احساس دلایا گیا ہے کہ امتِ مرحومہ میں ایک ایسی جماعت کا قیام ناگزیر ہے جو "دعوت الی الخیر"، "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کا عظیم فریضہ ادا کرے، بنیادی طور پر یہ فریضہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے اور امم سابقہ میں یہ عظیم اور اہم فریضہ انبیاء ورسل (علیہم السلام) سرانجام دیتے رہے۔ ماضی میں کوئی دور بھی شریعت سے خالی نہیں رہا اور رشد وہدایت، تعلیم وتزکیہ اور تبلیغ وانذار کا کام جاری وساری رہا۔ اس وقت نبوّت ورسالت جاری تھی، اس لئے نبی کے بعد نبی اور رسول کے بعد رسول مبعوث ہوتا رہا؛ لہٰذا یہ فریضہ بخوبی ادا ہوتا رہا اور یہ کام جاری رہا یہاں تک کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نبوّت ورسالت سے سرفراز ہوتے۔ گذشتہ انبیاء کا دائرۂ تبلیغ ان کی اقوام، بستیوں اور علاقوں تک

Marfat.com

محدود رہا، لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کافۂ ناس کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ عالمین کے لئے نذیر ہیں اور آپ کی نبوّت و رسالت عالمگیر اور ہمہ گیر ہے۔ آپ پوری کائنات کے لئے رسولِ معظم اور ہادئ اعظم ہیں۔ آپ کا پیغام ابدی اور دائمی ہے۔ آپ کی تعلیم جامع، ہدایت واضح اور کامل و اکمل ہے، آپ کا دین تمام ادیانِ عالم پر غالب اور آپ کی شریعت شرائع سابقہ کی ناسخ اور جامع ہے۔ آپ عالمین کے لئے حجتِ کامل ہیں اور آپ کا دین تمام ادیانِ عالم سے اکمل و اتم، افضل و بہتر، واضح اور روشن ہے، آپ کی اتباع اور پیروی ہی میں نجات ہے۔ خداوندِ ذوالجلال نے آپ پر نبوّت و رسالت کو ختم فرمایا، ہدایت آپ پر ہی پہنچ کر تمام ہوئی۔ ختمِ نبوّت کا سہرا آپ ہی کے سرِ مبارک پر بندھا، آپ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں اور یوں ہی آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں، آپ کا پیغام سرمایۂ حیات اور سرِّ نجات ہے۔ آپ کی عظمت و فضیلت، رفعت و شوکت مسلّم اور اظہر من الشمس ہے، آپ آسمانِ نبوّت کے نیّرِ اعظم اور ماہِ تمام ہیں۔ آپ نے ۲۳ برس کے مختصر عرصہ میں جو کام کیا، انبیائے ماسبق میں اس کی نظیر و مثیل نہیں، یہ آپ کی نبوّت و رسالت، عزّت و عظمت، رفعتِ شان کا روشن نشان اور عظیم دلیل و برہان ہے۔ یہ عظیم کام یا کارِ نبوّت کیا تھا، اس کی تفصیل تو ممکن ہی نہیں اور نہ کسی فردِ بشر میں اتنی طاقت ہے کہ اس کا احاطہ کر سکے یا اس پر قدرت رکھے؛ تاہم ایک دو باتیں جو اس امر کی متضمن ہیں پیشِ خدمت ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے "یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ" (پ ۴۔ آل عمران) پڑھتا ہے تم پر اس کی آیات اور ستھرا کرتا ہے تمہیں اور تمہیں سکھاتا ہے کتاب و حکمت۔

اس آیتِ مبارکہ میں رسول کے کام اور منصب کی توضیح ہے اور اس میں رسول کے ذمے جو کام لگائے گئے ہیں، وہ یہ ہیں:

(ا) آیاتِ الٰہی کی تلاوت

(ب) تزکیۂ نفوس

(ج) تعلیم کتاب و حکمت

Marfat.com

قسمِ اوّل، تو وصولِ وحی، حفاظتِ وحی اور تعلیمِ وحی سے متعلق ہے تاکہ پیغامِ خالق مخلوق تک پہنچے اور آپ کی تلاوتِ آیات سے وہ احکام، اوامر و نواہی، اخبار و غیوب اور حقائقِ امور سے آگاہی حاصل کریں۔ یہ امر آپ کے ساتھ خاص ہے۔

دوم، تزکیہ نفوس ہے اور یہ منصبِ عظیم ہے، لوگوں کے احوال کی جانچ، ان کی طہارت و صفائی، کدورتوں کا مٹانا اور اپنے اخلاقِ حسنہ سے انہیں قریب لاکر قلوب کی دنیا میں انقلاب برپا کرنا اور انہیں فیضانِ نظر اور کرامتِ صحبت سے صیقل کرنا اور انہیں اس قدر جلا بخشنا کہ وہ معرفتِ ربّانی کے متحمّل ہو جائیں اور ان کے ظاہر و باطن میں مطلوبہ روحانی استعداد پیدا ہو جائے۔ یہ بھی آپ ہی کا خاصہ ہے اور اس میں آپ حرفِ آخر ہیں اور آپ کا اسوۂ حسنہ اس پر شاہدِ عدل ہے۔

سوم، تعلیمِ کتاب و حکمت ہے، اس کا مقصد لوگوں کے عقائد، اعمال و افعال کی درستگی اور انہیں بحفاظتِ تمام جادۂ مستقیم پر گامزن کرنا اور منزل کی صعوبتوں اور خطرات سے آگاہ کرنا، ذوق و شوق، طلب و جستجو کا پیدا کرنا ہے، اس ضمن میں آپ ہی کی ذات اور ہر آپ کا ہر قول و فعل و عمل حجتِ تمام ہے۔ آپ نے حیاتِ ظاہری کے دوران یہ سارا کارنامہ بحمال خوبی سرانجام دیا۔ آپ نے آیاتِ الٰہی کی تلاوت اور تزکیہ نفوس کر کے ایک عظیم قدسی جماعت تیار کی جس کا ہر فرد نجم ہدایت اور اختر رشد و عرفان ہے، آپ نے انہیں معلّمِ کتاب ہونے کی حیثیت سے کتاب و حکمت کی تعلیم سے مزیّن اور آراستہ کیا، آپ کا فیضان عام تھا اور جو نفوس اس سے بہرہ مند ہوئے، ان کے بارے میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْم" میرے اصحاب ہدایت کے ستارے ہیں اور پھر مزید ارشاد فرمایا "کُلُّھُمْ عُدُوْل" ان میں سبھی عادل ہیں، یعنی ان نفوسِ قدسیہ میں سے ہر فرد ہادی و مہدی، عادل و مکرّم ہے اور یہ ایسا عظیم شرف ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مزید برآں ارشادِ گرامی ہے "بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ" (تم جس کسی کی بھی اقتداء و پیروی کرو گے، ہدایت پالو گے) یہ قدسی جماعت فی نفسہٖ وہی جماعت ہے جو پیغامِ رسول اور کار و منصبِ رسول کی بالکلیہ امین ہے، لیکن آپ نے کارِ تبلیغ کے سلسلہ میں ایک ٹھوس قدم اٹھایا اور مسجدِ نبوی میں ایک چبوترہ

Marfat.com

بنوایا، اُس پر سائبان لگوایا اور درس و تدریس، تعلیم و تربیت، تبلیغ و ہدایت کے عملی پروگرام کی بنیاد رکھی۔ اصحابِ صفّہ کا یہ پاکیزہ گروہ اسی لئے ترتیب دیا گیا کہ وہ "دعوت الی الخیر"، "امر بالمعروف" "نہی عن المنکر" کا فریضہ ادا کرے۔ اس درس گاہ سے فیضان حاصل کرنے والے بے شمار تھے۔ گو اصحابِ صفّہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی، لیکن یہ قدسی گروہ اپنے مشن میں ہمیشہ سرگرم عمل رہا؛ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ، ابوذر غفاری، ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) اسی قدسی جماعت کے افرادِ مکرّم ہیں۔

چونکہ آپ پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی اور وحی کا دروازہ بند ہوگیا؛ لہٰذا کارِ نبوّت کی ذمّہ داری امت کے سپرد کر دی گئی، کیونکہ امت فیضانِ رسول کے باعث اس کی اہل تھی اور ان پر لازم کر دیا گیا کہ وہ تبلیغی ذمّہ داریاں خود سنبھالیں۔ امت میں سے ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ وہ تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے لگ جائے، بلکہ اس کے لئے ایک مخصوص گروہ کی نشان دہی کی گئی جیسا کہ "مِنْکُمْ اُمَّۃٌ" سے ظاہر ہے، تبلیغ دین ایک عظیم منصب اور کارِ گراں ہے جس کا دائرہ تعلیم کتاب و حکمت سے تزکیۂ نفوس تک ہے۔ یہ عام لوگوں کا کام نہیں کہ وہ تبلیغ کے نام پر مخلوقِ خدا پر تفاخر کریں اور خود کو صحابہ کے مثل سمجھنے لگ جائیں، حالانکہ یہ امر صحابہ کی خصوصیات سے ہے نہ کہ یہ ہر کس و ناکس اس خصوصیت میں شرکت کرنے لگ جائے۔ یہ عظیم فریضہ بالواسطہ خدمتِ رسالت ہے اور یہ منصب اہلیت و خصوصیت کا متقاضی ہے؛ لہٰذا یہ اس گروہ کا فرض ہے جو ان خصوصیات کا حامل ہو جو ایک معلّم، حکیم، مصلح اور مزکّی میں پائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان خصوصیات کے بغیر یہ خدمت کما حقّہٗ انجام نہیں پا سکتی۔ وہ خصوصیات اور وہ خوبیاں کیا ہیں، تو جاننا چاہیئے کہ وہ خصوصیات اور محاسن حسبِ ذیل ہیں جن کے بغیر مراد تک پہنچنا مشکل ہے:

(ا) کتاب و سنّت کا علم

(ب) عمل

(ج) خلوص اور احساسِ فرض

Marfat.com

اعمال کا دارو مدار خلوص و نیت پر ہے اور نیت و خلوص کے بغیر کوئی عمل معتبر نہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی" (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی) جب تک کسی کام میں نیت خالص لوجہ اللہ نہ ہو، نہ ہی وہ عمل مقبول ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں برکت ہوتی ہے؛ لہٰذا خلوص لازم ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ" دین خلوص کا نام ہے اور یہ خلوص حیاتِ انسانی کے تمام گوشوں کو محیط ہے اور اس کے بغیر دین داری مکمل نہیں ہوتی۔ اخلاص احساس فرض کا پیش خیمہ اور مقدمہ ہے اور اس کے بغیر فرض کی ادائیگی ہو ہی نہیں سکتی۔ چوتھی شرط محبّتِ رسول ہے اور یہ امر اصل الاصول ہے، محبّتِ رسول، سرِ دین، مغزِ قرآن اور روحِ ایمان ہے۔ یہ بنیادی اور حقیقی شرط ہے اور باقی تمام شرائط اس کی فرع ہیں، محبّتِ رسول کے بغیر رضائے الٰہی، مغفرت باری اور تقرب الی اللہ ممکن ہی نہیں اور یہ محبت تمام امور سے فائق ہونا لازم ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص کامل الایمان نہیں ہو سکتا، جب تک کہ مجھے اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ رکھے) اس فرمانِ کریم سے ظاہر ہے کہ اکمالِ ایمان محبّتِ رسول کے بغیر ممکن نہیں، محبّت اتباع و عمل کا تقاضا کرتی ہے؛ لہٰذا محبّت تب صادق ہے، جب اتباعِ رسول کا شرف بھی حاصل ہو، مختصراً ان چاروں شرائط کی وضاحت کے ساتھ یہ امر بخوبی معلوم ہو گیا کہ ان خصوصیات کے حامل صرف وہی لوگ ہیں جنہیں ہم علماءِ ربانی یا اولیاء اللہ کہتے ہیں اور یہی وہ قدسی گروہ ہے جن پر تبلیغِ دین کی ذمّہ داری ڈالی گئی ہے۔ ان حضرات کی تبلیغی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اوپر کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کا دائرۂ عمل حسبِ ذیل ہے۔

(ا) تعلیم کتاب و حکمت

(ب) تزکیۂ نفوس

Marfat.com

یہ دونوں امور باہم لازم و ملزوم ہیں اور ایک دوسرے کا منطقی نتیجہ ہیں، امرِ اوّل تعلیم کتاب وحکمت سے متعلق ہے اور یہ کام اہلِ علم وفضل کا ہے اور یہی وہ طبقہ ہے جس سے اولیاء اللہ منتخب ہوتے ہیں۔ یہاں یہ جاننا لازم ہے کہ یہ اصحاب علم وفضل علماء حق کا گروہ ہے اور مذہب برحق اہلِ سنّت وجماعت ہے اور اس کے علاوہ تمام فرقے ضلالت وگمراہی کا شکار اور حق وصواب سے دُور ہیں، یہی وہ جماعت ہے جس کی حقانیت کے شاہد متقدمین اور متاخرین ہیں اور ہمیں اس پر تفصیل وتوضیح کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" اور اہلِ سنّت کی حقانیّت کی ایک واضح برُہان اس میں اہلِ علم وفضل اور اولیاء اللہ کی کثرت ہے اور ولایتِ الٰہی حق کو مستلزم ہے، ولایت کے لئے بھی علم شرط ہے، لہٰذا اہل اللہ کا اہلِ علم ہونا لازم ٹھہرا۔ پس ہم یہاں کہہ سکتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ قدسی جماعت دو حصّوں میں بٹی ہوئی ہے اور ان میں ایک طبقہ "علماء" کا اور دوسرا گروہ اولیائے اللہ کا ہے اور یہ دونوں آپس میں مربوط ہیں۔ لہٰذا تعلیم کتاب وحکمت کا فریضہ دونوں کی ذمّہ داری ہے، کیونکہ دونوں میں ایک طرح کی مناسبت اور خصوصی تعلّق ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ولایت بدوں علم حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا علماء بنیادی طبقہ ہے اور اس سے اولیاء اللہ منتخب اور خاص ہیں، علم شرطِ ولایت ہے اور ولایت بالعموم بغیر علم کے ممکن نہیں، البتہ یہ الگ بات ہے کہ پروردگار عالم اپنے فضل سے کسی کو خاص کرلے، مگر سنّتِ الٰہیہ یوں عام نہیں، لہٰذا جب خداوند ذوالجلال کسی اَن پڑھ کو اپنے فضل سے نوازے، تو اسے علم سے بھی نواز دیتا ہے اور وہ "فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ" ہے اور یہ کہ اس پر کچھ واجب نہیں، تاہم وہ اپنی سنّت کو تبدیل نہیں کرتا۔ امتِ مرحومہ میں جس قدر اولیاء اللہ گزرے ہیں، وہ سب علماء ہی تھے۔ راہِ سلوک جاہل کے بس کی بات نہیں اور نہ ہی وہ اس منزل کا راہی اور راہل ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ع

علمے باہجھ جے کوئی کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہُو

تعلیم کتاب وحکمت کا فریضہ ان دونوں طبقوں پر ہے اور دونوں ہی اسے ادا کرتے رہے ہیں،

Marfat.com

اور کر رہے ہیں، لیکن تزکیۂ نفوس کا کام اولیاء اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ امر دم ہر ذی علم کا کام نہیں، اس کے لئے روحانیت، عرفان کی ضرورت ہے اور یہ کام تعلیم کتاب و حکمت کا منطقی نتیجہ اور ثمرہ ہے، لہذا یہ منصب اولیاء اللہ کا ہے جو دونوں مقامات پر حاوی ہیں اور یہ بات مطالعاتی نہیں بلکہ مشاہداتی ہے کہ اولیاء اللہ کی فقط ایک نگاہِ فیض وہ کام کرتی ہے کہ برسوں کا وعظ و نصیحت نہیں کر سکتا۔ عارفِ رومی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو کیا خوب بیان فرمایا ہے، کہتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یہ اہل اللہ کا کمال اور ان کی صحبت کا اثر ہے کہ شقی سعید، ناقص کامل، جاہل عالم، فاسق عاشق، کاذب صادق اور بدبخت، نیک بخت بن جاتے ہیں۔ گم کردۂ منزل نہ صرف منزل پا لیتے ہیں، بلکہ ہادئ منزل، غواصِ طریقت اور شناورِ بحرِ حقیقت بن جاتے ہیں۔ عارفِ رومی رحمتہ اللہ علیہ نے اہل اللہ کی صحبت اور اس کی تاثیر یوں بیان فرمائی ہے ؎

گر تو سنگِ خارائی مرمر شوی،

چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی،

یہ اولیاء اللہ کی جماعت کیا ہے؟ یہ اولیاء اللہ کی جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی نائب ہے جن کے وجود خیر و برکت کا ذریعہ، ہدایت کا واسطہ، عرفان کا زینہ اور روحانیت کے مظہر ہیں، جن کی ذات معرفتِ ربانی کا خزینہ ہے جو ماسویٰ سے بیگانہ اور صحبتِ حق کی بدولت یگانہ ہیں جو عشقِ رسول میں فنا اور واصل بالحق ہیں جن میں سے ہر فرد کا قدم کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے اور جن کا عمل و اخلاص سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت مستحکم ہے جن کا ظاہر، پاکیزہ و صاف باطن روشن و شفاف ہے۔ یہ لوگ خطراتِ دنیا سے آزاد اور غمِ آخرت سے محفوظ ہیں۔ پروردگارِ عالم نے اپنے ان بندوں کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ہے" اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (خبردار! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں، ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے)

Marfat.com

(د) محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم)

یہ چاروں خصوصیات صرف علمائِ ربانی (اولیاء اللہ) میں پائی جاتی ہیں اور وہی ان محاسن کے حامل ہیں۔ علماء کی عظمت علم و عمل سے ہے اور عالمِ ربّانی کے لئے یہی اوّلین شرائط ہیں، علم اساس ہے اور عملِ تعمیر عمل کے لئے علم شرط ہے اور علم سے مراد "تبلیغی نصاب" نہیں بلکہ پختہ و راسخ علم مراد ہے، علم پر عمل اس کا حق اور تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم بغیر عمل کے اور عمل بدوں علم بیکار اور سعیٔ لا حاصل ہے۔ علم حکمت کا متقاضی ہے اور عمل حکمت کی متابعت کا نہ کہ "چلّہ کشی" کا جیسا کہ ہمارے زمانے میں "تبلیغوں" کا چلن ہے۔ حقیقت میں علم و عمل لازم و ملزوم ہیں اور تحصیل علم بھی عمل ہے، لہٰذا فقط عمل پر انحصار خطا ہے اور یوں ہی علم کا معاملہ ہے، جہل علم کی ضد ہے اور جہل ظلمت و تاریکی ہے، جبکہ علم نور اور روشنی ہے اور نور کے بغیر راہ نہیں ملتی اور راہ پر چلنا عمل ہے تو عمل جب درست اور بے خطر ہے۔ جب علم ہو، ورنہ نہ ہی عمل درست ہوتا ہے اور نہ ہی خطرات سے نجات ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم کو جاہل پر فضیلت ہے اور اسی لئے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝" کیا علم والے اور بے علم برابر ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں، کیونکہ علم صفت ہے اور اس صفت سے ہی فہم و ادراک کے باب کھلتے ہیں جیساکہ علم کی تعریف ہی یہی ہے " اَلْعِلْمُ صِفَةٌ يَصِيْرُ بِهَا الْجَاهِلُ عَالِمًا " (علم ایک وصف ہے جس سے جاہل عالم بن جاتا ہے) اور پروردگارِ عالم ارشاد فرماتا ہے " وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝" (اور نہیں سمجھتے، مگر علم والے) اس آیت میں واضح اشارہ ہے کہ علم ہی کی بدولت تفہیم و ادراک، تحقیق و معرفت کے بستہ ابواب کشادہ ہوتے ہیں، جبکہ جاہل اس نعمت سے بیگانہ و محروم ہیں؛ لہٰذا علم نعمت غیر مترقبہ ہے جو ذاتِ باری کی معرفت اور صفاتِ الٰہی کی پہچان کے لئے ضروری ہے۔ علم کا مقصد حقائقِ اشیاء کی معرفت، خالق کی پہچان، خشیت و خوفِ الٰہی، حصول رضا اور تقرب الٰہی ہے اور ایسا علم بامقصد ہے اور بے مقصد اور غیر نفع بخش علم سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے پناہ چاہی ہے۔ ارشادِ اقدس ہے " اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ " (اے اللہ!

Marfat.com

ہیں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے)، پس علم مفید وہی ہے جو بندے میں، عاجزی، فروتنی، تواضع، انکساری، حلم اور بردباری پیدا کرے اور اسے علم سے عمل میں لطف و آسانی، روح کو تسکین اور رضائے الٰہی حاصل ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" پ ۲۲ (اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں)، جو علم خوف و خشیتِ الٰہی سے بیگانہ کردے، وہ در حقیقت علم ہی نہیں، اور اگر ہے تو غیر مفید، بے کار اور لاحاصل ہے، اور جو لوگ علم کی بدولت خوف و خشیتِ الٰہی کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوتے ہیں، وہی سچے عالم ہیں اور ایسوں ہی کی شان میں ارشادِ رحمٰن ہے "وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" (اور جنہیں علم دیا گیا، ان کے درجات بلند فرمائے گا)

حقیقی اور مفید علم کتاب و سنت کا علم ہے اور یہی علم مقبول و منظور، محبوب و صواب ہے اور یہی علم اصل الاصول ہے اور علم پر عمل نورٌ علیٰ نور ہے، علم بغیر عمل کی مثال پروردگارِ عالم نے یوں ارشاد فرمائی ہے "مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا" (ان کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی، گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھاتے) یعنی علم بغیر عمل حیوانیت اور حماقت ہے، اعمال رضاءِ الٰہی اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں اور عمل سے ہی ایمان کی حقیقت آشکارا ہوتی ہے اور عمل ہی ادعائے ایمان کا ثبوت ہے۔ اعمال و کسب پر ہی جزا و سزا ہے، اچھے اعمال تقرب الی اللہ اور محبت الٰہی کا واسطہ ہیں اور بُرے اعمال اس کی ناراضی اور ناپسندیدگی کا ذریعہ ہیں، حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نے ارشاد فرمایا "یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ" (بندہ نفل پڑھ پڑھ کر تقرب الٰہی حاصل کرتا ہے) اور فرمان عالیشان ہے "اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ" (اللہ کے نزدیک وہی اعمال پسندیدہ ہیں جو دائمی ہوں، اگرچہ مقدار میں قلیل ہوں)، پس یہ بات واضح ہوگئی کہ علم نعمت ہے اور عمل تحدیثِ نعمت اور دونوں کے بغیر مراد حاصل نہیں ہوتی اور علمائے ربانی کی یہ اولین شرطیں ہیں۔ تیسری شرط خلوص ہے۔ خلوص سے مراد کسی کام کا خالص اللہ ہی کے لئے کرنا، یعنی نیت کا ستھرا ہونا۔

Marfat.com

ان دوستوں کی علامت کیا ہے، ارشاد ہے "اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ o (یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، دوسری جگہ ارشاد ہے" اِنۡ اَوۡلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ o (اس کے دوست تو بس وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں) تقویٰ، خوفِ خدا، معصیت سے پرہیز، خلوصِ عمل اور تسلیم و رضا کا نام ہے، تقویٰ ایمان کی جان ہے؛ لہٰذا اہل اللہ کا گروہ اربابِ ایمان و تقویٰ ہے، اصحاب ذکر و فکر ہے، یہ ذوقِ مجاہدہ میں مشغول اور شوقِ مشاہدہ میں مصروف ہیں، ان کے قلوب کشفِ براہین اور اسرارِ معرفت کے امین اور ان کے وجود نصرتِ الٰہی کے نشان ہیں، ان کی دوستی خدا کی دوستی اور ان کی عداوت خدا سے بغاوت ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے مینار اور عظمتِ دین کے سراج ہیں۔ یہ عشق رسول کے نقیب، خالق کے حبیب ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ اگر وہ کسی معاملہ میں خدا کی قسم کھائیں تو اللہ اسے پورا فرما دیتا ہے۔ زمین ان کے قدموں سے آباد ہے اور یہی ملکِ خدا کے سچے منتظم اور والی ہیں اور یہی وہ گروہ ہے جو فی الحقیقت اربابِ حل و عقد ہے اور یہی اصحابِ تصرّف ہیں۔

ان ہی کے تصرفات و کرامات کی بدولت تزکیہ نفوس کا کام ہوا اور ہو رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ سلاطین اسلام نے باستثنائے چند، تبلیغ اسلام نہیں کی، بلکہ اس کا سہرا بھی اولیاء اللہ ہی کے سر ہے، اسلام بادشاہوں کی کوششوں سے نہیں، اولیاء اللہ کی بدولت پھیلا ہے۔ مشرق ہو یا مغرب شمال ہو یا جنوب، ہر طرف اولیاء اللہ کی عملداری ہے اور ان کی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں بھی تبلیغ اسلام کا فریضہ حضراتِ اولیاء کرام نے سرانجام دیا۔ حضرت علی بن عثمان جلابی (المشہور حضرت داتا گنج بخش)، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت بوعلی قلندر، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور ان بزرگوں کے خلفاء و ارشد تلامذہ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کی عظیم مساعی نے کفرستانِ ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کی اور انوارِ اسلام سے ہندوستان کو منوّر و روشن کر دیا۔ اگر یہ قدسی گروہ نہ ہوتا، تو آج پاکستان بھی موجود

87297

Marfat.com

نہ ہوتا۔ یہ گروہ سپاہ و لشکر سے۔ بے نیاز توکل علی اللہ اپنے فرض کو ادا کرتا رہا جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ برصغیر کروڑوں مسلمانوں سے آباد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامیانِ برصغیر پاک و ہند اہل اللہ سے جو ان کے منجی و محسن ہیں، بے تحاشا اور والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے تذکارِ خیر سے اپنی محافل کو آباد اور روشن رکھتے ہیں اور ان کے ذکرِ خیر سے روحانی سکون پاتے ہیں۔

مذکورہ اکابرینِ ملت میں سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات انتہائی اہم ہیں۔ آپ نے ایک طرف تو اپنے اسلاف کی خدمات کو محفوظ کیا اور دوسری طرف سے سرکاری طور سے چلائی گئی الحاد و زندقہ کی تحریک کو ملیامیٹ کیا، اسلام کو اغیار نے کم، اپنوں نے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو دوہرے محاذ پر جہاد کرنا پڑا اور یہ حقیقت ہے کہ اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو تاریخ ہندوستان کا کچھ اور ہی نقشہ پیش کرتی، آپ نے مغلیہ دورِ سلطنت میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی ابتدا کی اور کشتیٔ ملت کو بحفاظت تمام ساحلِ مراد تک پہنچایا۔ آپ نے تجدید و احیاء دین کا کام کیا اور اسے ٹھوس بنیادوں پر استوار کیا اور آپ کے بعد آپ کے ارشد خلفاء اس محاذ پر کام کرتے رہے اور کروڑوں بندگانِ خدا کی ہدایت و راہ نمائی کی۔

حضرت قطب العالم اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری بھی حضرت مجدد کے خلفاء سے تھے۔ آپ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں آفتاب بن کر ابھرے اور سرزمینِ پنجاب کو اپنے فیضان سے مستفید و مستنیر فرمایا۔ آپ درویشِ کامل صوفی باصفا اور تعظیم شرع میں منفرد تھے۔ آپ نے تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں تقریباً نصف صدی تک خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو جو مقبولیت و محبوبیت حاصل ہوئی، وہ آپ کی عظمتِ ولایت کا روشن ثبوت ہے۔ بیسویں صدی کے پہلے ربع میں آپ واصل باللہ ہوتے۔ آپ نے پنجاب کے علاقہ میں رشد و ہدایت کی عظیم تحریک جاری کی، اور اسلامیانِ پنجاب میں دینی بیداری پیدا کردی۔ آپ کے خلفاء نے آپ کی اس عظیم تحریک کو متحرک رکھا اور یہ آپ کا فیضان ہے کہ آپ کا مشن زندہ اور آپ کی دینی تحریک روشن اور سرگرم عمل ہے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت قطب العالم میاں غلام اللہ شرقپوری (المعروف ثانی صاحب) جو آپ کے برادر

Marfat.com

مکرّم بھی ہیں۔ حضرت قطبِ وقت سیّد نورالحسن شاہ صاحب کیلیانوالے، حضرت قطب العصر سیّد اسمٰعیل شاہ صاحب کرماں والے، حضرت قطبِ وقت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربل شریف والے اور حضرت قطب العصر میاں رحمت علی صاحب گھنگ شریف والے بہت معروف ہیں۔ یہ تمام اصحاب گو آج ہم میں موجود نہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے ہر ایک صوفی باصفا، مرد کامل، شہباز طریقت اور عارفِ حقیقت تھا۔ ان اصحاب نے دینی بیداری، خدمت و تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا اور اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی سچی نیابت و خلافت کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ درجات سے نوازے (آمین)

زیرِ نظر رسالہ "ذکرِ رحمت" حضرت قطبِ وقت میاں رحمت علی صاحب (گھنگ شریف والے) کا تذکرہ ہے جو اس سلسلۂ مروارید کے ایک گوہرِ تابدار ہیں۔ راقم مکتبۂ حامدیہ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہاں علماء کی مجلس لگی ہوئی تھی۔ حضرت مولانا محمد انوارالاسلام صاحب، حضرت مولانا سلطان باہو (خلف الرشید مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب، اچھروی) اور مولانا محمد اسحاق صدیقی بھائی پھیرو والے یہ تینوں میرے مکرّم دوست اور مشفق و مہربان بھی تشریف فرما تھے؛ اتنے میں جناب صوفی معراج دین صاحب (مرید خاص حضرت میاں رحمت علی صاحب) تشریف لائے اور اس رسالہ کے لکھنے کی فرمائش کی۔ تینوں اصحاب نے یہ کام میرے ذمّہ لگا دیا، ان کے اصرار پر اور حضرت میاں صاحب کی عقیدت کے پیشِ نظر میں نے یہ ذمّہ داری قبول کر لی اور اس رسالہ کی ترتیب و تصویب شروع کر دی۔ مجھے اپنی علمی کم فرمائیگی کا مکمّل اعتراف ہے اور ناظرین سے التماس ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی غلطی پائیں تو از راہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ اس کی تصحیح ہو سکے، اس کے ساتھ ہی میں اپنے لئے یہ سعادت سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ خدمت سونپی گئی وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق۔

زیرِ نظر رسالہ میں میں نے حضرت ممدوح کی پسند کا خیال رکھا ہے اور جو مواد مجھے مہیّا کیا گیا ہے اسے حتی المقدور تہذیب کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن مضامین کو پسند فرماتے۔ اسے بتصرف تمام پیش کیا ہے؛ لہٰذا اس رسالہ کے مضامین کی فہرست حسب ذیل ہے:

87297

Marfat.com

۱۔ مقدمہ

۲۔ حمد و ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ اقوالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۔ حالاتِ زندگی (سوانحی خاکہ حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

۵۔ کرامات حضرت میاں صاحب

۶۔ شجرہ شریف

نیز موجودہ سجادہ نشین حضرت میاں محمد رفیق صاحب کا تہِ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے میرے لئے موجودہ کتاب کا مواد فراہم کر کے راستے کو ہموار کیا اور موجودہ دربار شریف کی زیب و زینت بھی انہی کی مرہونِ منت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سائے کو تادیر اہلِ سنت وجماعت پر قائم و دائم رکھے، آمین، ثم آمین۔

مجھے امید ہے کہ حضرت میاں صاحب کے مریدین معتقدین اس رسالہ کو حسبِ آرزو پائیں گے اور یہ "تذکرہ" ان کے روحانی ذوق کی تسکین کرے گا اور یہ ذکرِ جمیل ان کے قلوب کی طمانیت کا باعث ہوگا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

احقر العباد،

قاری مشتاق احمد ایم۔ اے

لیکچرار، گورنمنٹ کالج۔ باغبانپورہ لاہور

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ و ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو احد، صمد اور وحدہٗ لا شریک ہے، وہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا و یگانہ ہے۔ وہ موجود قدیم ہے اور اس کی ذات قدیم، غیر محدود، مکان وجہت جسم و جسمانیت، کیف و کیفیت سے منزہ ومبرا ہے، اس کے نہ اولاد ہے، نہ بیوی اور نہ خود کسی کی اولاد ہے، وہ ان علائق سے پاک، غائت درجہ تجرد میں ہے، وہ سبحان ہے، بے مثل اور بے نظیر ہے، نہ اس کی مثیل اور نہ ہی کسی کو اس کیساتھ کوئی مماثلت یا مشابہت ہے، وہ مکان و زمان کی حدود سے پاک ازلی ابدی ہے، وہ خود ہی دہر ہے۔ وہ عظیم الشان بادشاہ، کبریائی کا مالک ہے، وہی اول وہی آخر ہے، وہ حیّ اور قیوم ہے، وہی باقی ہے اور اس کی ذات موجب آفت نہیں، وہی ایک معبود، بندگی کے لائق ہے، وہی جہانوں کا رب اور خالق ہے۔ تمام مخلوقات کا خالق اور پروردگار ہے۔ انسانی اوہام میں متصور اشیاء کا بھی خالق ہے، جیساکہ ارشاد فرماتا ہے اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اس کی ایسی صفات ہیں جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں، دائم رہیں گی۔ یہ صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات مگر ابدی ازلی اور غیر حادث ہیں، وہ ایسا علیم ہے کہ اس کا علم ہر شے کو محیط ہے، اس کا علم حقیقی، ذاتی اور لامتناہی ہے۔ وہ قدرت والا ہے، وہ سمیع و بصیر ہے، وہ وہم و گمان، عقل و قیاس، ادراک و ادراک میں نہیں آتا اور نہ ہی کوئی نظر اس کا ادراک کر سکتی ہے، کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا بلکہ وہ سب کو محیط ہے، وہ اونگھ اور نیند سے پاک ہے، رحمٰن اور رحیم ہے، رؤف ہے کریم ہے، شکور ہے حلیم ہے، مومن ہے، مہیمن ہے، عزیز اور غالب ہے، قہار ہے جبار ہے، مگر اس کی رحمت اس کے غضب

Marfat.com

پر سبقت لے گئی، وہ ستار ہے، غفار ہے، عادل، توآب، وُدود اور وہاب ہے، درگزر کرنے والا یعنی عفوؔ اور برؔ رحیم ہے، مدبر اور حکیم ہے۔ یہ سارا نظامِ ہستی اس کی تدبیر سے رواں ہے۔ وہ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے، تو کن فرماتا ہے تو ہو جاتی ہے اور وہ اپنے امر پر غالب ہے، جن وانس، حور وملائک، ارض وفلک، عرش وکرسی، لوح وقلم، شمس وقمر، نجوم وکواکب اسی نے پیدا فرمائے، کائنات کی ہر شے اس کی قدرت وتخلیق کا شاہکار ہے، وہ مالک ہے زمین وآسمان کی بادشاہی اسی کے لئے ہے، جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے، جسے چاہے معزز کردے اور جسے چاہے محروم عزت کردے، جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے، وہ ہر شے پر قادر، علی الاطلاق بادشاہ ہے اور اس پر کوئی امر واجب نہیں، سبھی اُس کے حضور عاجز اور اس کے بندے ہیں اور وہ غنی عن العلمین ہے، مخلوقات اس کے حضور بے کس اور فقیر ہے اور وہ ہر روز نئی شان والا ہے، اُس نے اپنے فضل سے مخلوق کو تخلیق کیا، فرشتوں کو نور سے، جنوں کو نار سے اور انسانوں کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ اس نے اپنے فضل وکرم سے حضرتِ انسان کو مکرّم فرمایا اور اپنی نیابت وخلافت کے تاج سے ساری مخلوقات میں برگزیدہ کیا۔ اس نے بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے اور یہ اس کا اولادِ آدم پر خاص فضل واحسان ہے، کتابیں نازل فرمائیں اور بالآخر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی نعمت تمام فرمائی، ان پر نبوت ورسالت ختم فرمائی اور ان کے دین کو پسندیدہ فرمایا اور ہدایت ونجات کا مدار قرار دیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ سب ستائش اُسی ذاتِ پاک کے لئے ہے جو خود ہی حامد اور محمود ہے اور جو کچھ ہم کہیں یا بیان کریں وہ اس سے بلند وبالا اعلیٰ واولیٰ، وراء الوریٰ ثم الوراء الوریٰ ہے۔

حمد باری تعالیٰ کے بعد صلوٰۃ وسلام ہو اس رسولِ معظم جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خدا کے حبیب، رسولوں کے سردار وامام ہیں جن کو پروردگارِ عالم نے جہانوں کے لئے بشیر ونذیر

Marfat.com

اور رحمتِ مجسم بنایا، جن کی ذاتِ گرامی اہل ایمان کے لئے رؤف رحیم ہے جو صاحب خلق عظیم ہیں جن کا وجود مسعود آیتِ الٰہی اور برہانِ رب ہے جن کی ذات خلاصۂ کائنات اور تمام فروع کی اصل الاصول ہے جو خلق میں بے مثل اور بے نظیر ہیں، اگر وہ نہ ہوتے، تو پروردگار اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا اور نہ ہی یہ بزم ہستی عدم سے وجود میں آتی۔ وہ ذات کائنات کی غائت اولی اور معرفتِ الٰہی کا حقیقی سرچشمہ و گنجینہ ہے، پروردگار نے انہیں سراج منیر فرمایا اور ان کے نور کو اپنے نور سے خلق فرمایا اور پھر اس نورِ کریم سے سب انوار پیدا فرماتے اور یہ ساری کائنات انہی کے ظہورِ قدسی کا صدقہ ہے۔ پروردگارِ عالم ان کے ظہور قدسی کا ذکر یوں فرماتا ہے "قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ہ (بے شک تمہارے پاس آیا اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب) اس آیتِ کریمہ میں نور سے مراد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اور روشن کتاب سے مراد قرآنِ کریم ہے۔ مفسرین کرام نے بھی نور سے مراد حضور علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات لی ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں پروردگارِ عالم نے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو نورٌ سے یاد فرمایا ہے اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آپ نہ صرف نورِ حق ہیں، بلکہ ساری کائنات کو روشن و منور فرمانے والے ہیں اور اگر آپ کا نور ظاہر نہ ہوتا تو بزم کونین نہ سجائی جاتی، آپ کا نور تخلیق میں سب سے اوّل ہے۔ مفسرین کرام کی ایک جماعت نے آیت کریمہ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ میں ھُوَ کی ضمیر کا مرجع آپ ہی کو قرار دیا ہے جس سے یہ امر روشن ہے کہ آپ ہی مخلوق میں اوّل ہیں، اور سب سے پہلے آپ ہی کے نور کو پیدا کیا گیا۔ حدیثِ قدسی ہے کہ پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا "کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا" (میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا) میں نے چاہا کہ مجھے جانا جائے تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مخلوق کی تخلیق کی تو سب سے پہلے کسے پیدا فرمایا؛ چنانچہ اس ضمن میں چند احادیث وارد ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ" (سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا) دوسری روایت میں ہے "اوّل ما خلق اللّٰہ القلم" (سب سے پہلے اللہ نے قلم کو تخلیق کیا) تیسری روایت میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" (سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا) علمائے حدیث نے پہلی

Marfat.com

روایت کے ثقہ ہونے میں کلام کیا ہے اور یہ حدیث ان کے نزدیک متحقق نہیں اور اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے، تو عقل صفت ہے جو موصوف کو مستلزم ہے؛ لہٰذا موصوف کا اوّل ہونا لازمی ہوگا، نہ کہ صفت کا، اور اگر کوئی موصوف تھا جو عقل کی تخلیق سے پہلے تھا، تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ وہ ذات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھی جو عقلِ کل ہیں اور اوّل ہونے کے بارے میں آپ ہی کا ارشادِ گرامی ہے کہ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" (یعنی پروردگارِ عالم نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا) دوسری روایت میں قلم کی اولیت کا ذکر ہے، تو جاننا چاہیئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اسے لکھنے کا حکم دیا۔ قلم نے عرض کی مولیٰ کیا لکھوں؟ پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا اُکْتُبْ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلَی الْاَبَدِ (لکھ دے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے) قلم نے بموجب فرمانِ الٰہی لکھا اور خشک ہو گیا جیسا کہ ارشاد ہے "جَفَّتِ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ" یہ حدیث معانی کا خزینہ ہے اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقیب ہے۔ اگر قلم اوّل ہوتا تو اسے یہ حکم نہ دیا جاتا کہ "لکھ دے جو کچھ ہو چکا ہے" اس سے ظاہر ہے کہ پیدائشِ قلم سے پہلے کچھ ہو چکا تھا اور جو ہوا تھا وہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور و تخلیق تھا۔ پس قلم کی اولیت حضور کی اولیت سے متناقض نہیں اور آپ کی اولیت جیسا کہ تیسری روایت سے ظاہر ہے خود بخود واضح ہو گئی، اس ضمن میں ایک اور روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے سب سے اوّل کس چیز کو پیدا فرمایا، تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ" (اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی پیدائش سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا) یعنی خدا نے اپنے نورِ ذاتی سے نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کیا، اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ آپ خدا کا جزو یا حصہ ہیں، ہمارے نزدیک ایسا تصور بھی شرک ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ تجلّی ذات اور مظہرِ صفاتِ رب ہیں۔ آپ کا نور تجلّی اوّل ہے اور باقی جملہ انوار اسی نورِ کریم سے متفرع ہیں۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اگر خداوند ذوالجلال آپ کو پیدا نہ فرماتا تو کچھ بھی پیدا نہ کرتا یہاں تک کہ اپنا پروردگار ہونا بھی،

Marfat.com

ظاہر نہ کرتا، یعنی ارشاد ہے "لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ" "اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔ یعنی آپ خدا کے ایسے حبیب یگانہ ہیں جن کی خاطر سے پروردگارِ عالم نے ظہورِ ذات وصفات کو چاہا، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

میں سراپا مخزنِ راز ہوں میں بابوں مدتوں راز میں
ترا شوقِ دید کشاں کشاں مجھے کھینچ لایا مجاز میں

پروردگارِ عالم نے اس نور کو اپنے قرب سے نوازا اور لطف وعنائت کی آغوش میں رکھا اور اپنے عرش کی زینت بنایا، حدیث میں ہے کہ جبرائیل علیہ السّلام سے آپ نے استفسار فرمایا "مَا عُمْرُكَ يَا جِبْرَئِيْلُ" (اے جبرائیل تماری عمر کتنی ہے) انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب ارض وفلک نہیں تھے، عرشِ اعظم کی پیشانی پر ایک نورانی ستارہ طلوع ہوتا تھا جو ہر ستّر ہزار برس کے بعد ظاہر ہوتا میں نے اس کوکب نور کو بہتّر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ اس سے میری عمر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا جبرائیل! معلوم ہے؟ کہ وہ ستارہ کیا تھا، جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کی حضور مجھے معلوم نہیں کہ وہ ستارہ کون تھا تو آپ نے فرمایا، جان لو کہ وہ ستارہ میں ہی تھا۔ ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا ؎

جلتے ہیں جبرائیل کے پَر جس مقام پر
ان سب حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

عالمِ ارواح میں آپ کا نور انوارِ انبیاء پر غالب آیا اور اس مہرِ درخشاں کے حضور ان کے کواکبِ تابندہ ماند پڑ گئے اور اس عالم میں آپ کا نور ہی انبیاء کی تہذیب وفیضان کا ذریعہ تھا۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

خلّاقِ دو عالم نے آپ کا اسم پاک اپنے اسمِ صفاتی محمودؔ سے مشتق فرمایا اور آپ کے مقدس نام کو اپنے نام کے ساتھ عرشِ اعظم کی پیشانی پر لکھا، پیشانی وساقِ عرش پر ہی نہیں، حور وغلمان کی پیشانیوں

Marfat.com

جنّت کے شجر و حجر قصور و ابواب پر بھی لکھ دیا۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں آسمانوں میں "احمد" اور زمین میں "محمد" ہوں۔ جب پروردگارِ عالم نے آدم علیہ السلام کے اندر روح پھونکی، تو انہوں نے عرش کی پیشانی پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا دیکھا۔ عرض کی اے پروردگار یہ کون سی ذاتِ پاک ہے جن کا نامِ نامی تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے، ارشاد ہوا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُکَ اے آدم اگر یہ نہ ہوتے، تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ یہ نور پشتِ آدم یا پیشانی آدم میں رکھا گیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد رکھی گئی، جب حضرتِ آدم علیہ السلام سے لغزش کا صدور ہوا اور آپ زمین میں ڈالے گئے، تو آپ کی توبہ بھی حضور علیہ السلام کے اسم گرامی کے وسیلۂ جلیلہ سے ہوئی اور اگر آپ کی بارگاہِ بیکس پناہ کا وسیلہ نہ ہوتا، تو آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہوتی۔ ملّا جامی رحمتہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجیتنا

آپ کا نور نسلاً در نسل منتقل ہوتا رہا۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے جو افضل و بہتر تھے، ان میں رکھا۔ پھر قبائل کو منتخب فرمایا تو مجھے سب سے بہتر خاندان میں پیدا کیا، پھر گھروں پر نظرِ انتخاب پڑی، تو مجھے سب سے بہتر گھر میں پیدا فرمایا۔ میں ذاتی اور نسبی لحاظ سے تمام انسانوں سے بہتر ہوں۔ آپ اصلابِ طاہرہ سے ارحامِ طیّبہ کی طرف منتقل ہوتے رہے بعض علماء نے آیتِ کریمہ "وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ" سے یہی مراد لیا ہے۔ تمام انبیاء و رُسل آپ کی بشارتیں دیتے رہے اور قرآنِ حکیم کی آیت "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ" اس پر دال ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ کے وقت آپ کے ظہورِ قدسی کے لئے دعا مانگی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے آپ کی بشارت دی۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں دُعائے خلیل اور نویدِ مسیحا ہوں۔ ظہورِ قدسی سے پہلے ایامِ فترت تھے، یعنی حضرت عیسیٰ کے بعد رسولوں کی آمد کا سلسلہ بند تھا اور یہ عرصۂ فترت تقریباً چھ سو برس کا طویل زمانہ تھا۔ دنیا قعرِ مذلت میں ڈوبی ہوئی تھی، جہالت و تاریکی کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے، زمانہ ہدایت سے بیگانہ تھا۔ شرائعِ سابقہ میں تحریف و تبدیل کرنے والے کھل کھیل

Marfat.com

رہے تھے، حق مغلوب ہورہا تھا اور باطل کا دُور دُورہ تھا۔ آدمیت مفقود اور انسانیت معدوم تھی، عزّت و شرافت مٹ چکی تھی، رزائل اور اخلاقِ فاسدہ کا عروج تھا کہ حجابِ فترت اٹھا، انتظار کی مدت تمام ہوئی اور یکایک آسمانِ نبوت و رسالت کا نیرِ اعظم اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہوا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ؎

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی

چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی،

ظہورِ قدسی کے وقت ستارے جھک گئے، فرش سے عرش تک روشنی پھیل گئی، فضائیں معطر ہوگئیں، روح پرور ہوائیں چلنے لگیں، نسیم سحر کے جھونکے پیغامِ صبحگاہی دینے لگے۔ حور و غلمان باہم مبارک باد اور پیغامِ تہنیت دینے لگے، ابواب جنّت کھل گئے، درہائے جہنّم بند کر دیئے گئے، فرشتے فوج در فوج نغمہائے درود و سلام گانے لگے، کائنات رقصِ مسرّت میں محو ہوگئی۔ عرش کی چوٹی، شرق و غرب کی سرحدات، بامِ کعبہ پر پرچمِ انوار لہرا دیئے گئے، آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کا بیان ہے میں تنہا تھی، مگر مجھے خلوت گراں نہیں تھی اور نہ ہی مجھے کسی نوع کا بار تھا کہ اچانک میرے پاس چار عورتیں آئیں، گویا کہ قبیلہ بنی عبد مناف کی عورتیں ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ وہ کون ہیں، تو وہ بتانے لگیں کہ وہ سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السّلام، آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون، حوّا زوجہ آدم علیہ السّلام اور مریم بنت عمران والدہ عیسیٰ علیہ السّلام (رضی اللہ تعالیٰ علیہنّ اجمعین) ہیں اور وہ مجھے تسلّی و تشفّی اور مبارک باد دینے آئی ہیں اور کہنے لگیں اے آمنہ! تو سردارِ دو جہاں کی نعمت سے مالا مال ہے۔ جب ولادت شریفہ کا وقت ہوا تو فرماتی ہیں "مجھ سے نور علیحدہ ہوا" اور فرش سے عرش تک نور پھیل گیا اور اس کی روشنی میں میں نے بصرے اور شام کے محلاّت دیکھ لیے، دریائے ساوہ خشک ہوگیا، بحرِ سماوی جاری ہوگیا، آتش کدۂ فارس بجھ گیا، کسریٰ شاہِ ایران کے محلاّت کے چودہ کنگرے

Marfat.com

گر گئے، سطیح کا شجرِ حیات کٹ گیا، وحوش نے کلام کیا، شیاطین پر قیامت ٹوٹی اور ابلیس نوحہ کناں غاروں میں سر پر خاک ڈالنے لگا، اصنامِ کعبہ تھرتھرا کر گر گئے اور دیوارِ کعبہ مجرائی ہوگئی اور ہر طرف سے یہی مژدۂ جاں فزا ملنے لگا ؂

فَجَاءَ مُحَمَّدٌ بَشِيْرًا نَذِيْرًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

ولادت باسعادت کے وقت آپ نے سجدہ فرمایا اور لب ہائے مبارک پر رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ کے الفاظ تھے۔ آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے، آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ آپ ختنہ شدہ اور غسل دیئے ہوئے تھے اور جسمِ نازنین سے کستوری کی مانند خوشبو مہک رہی تھی۔ ملائکہ نے آپ کو کائنات کی سیر کرائی اور سبز ریشمی کپڑے میں ملفوف والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔ آپ کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ آپ کو رعب و دبدبہ سے مدد دی گئی۔ آپ کے لئے غنائم حلال کر دیئے گئے اور آپ کے قدوم میمنت لزوم کا صدقہ ساری زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا۔ حضرت شفاء (والدہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی دایہ ہیں۔ آپ نے چند روز اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش فرمایا۔ ثویبہؓ، امّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کی مرضعہ ہیں لیکن رضاعت وخدمت کا کثیر شرف حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہوا اور یہ نعمتِ کونین ان کے ہاتھ آئی۔ حلیمہ کی اونٹنی جو انتہائی سست رفتار تھی اور جس کے باعث وہ اپنی ہمراہی دائیوں سے پیچھے رہ گئی تھیں، آپ کی برکت سے قوی و تیز رفتار ہوگئی، آپ کے قدوم میمنت لزوم کا صدقہ حلیمہ کا گھر روشن ہوگیا اور جمالِ نبوت نے اسے چراغِ شب سے بے نیاز کر دیا۔ حلیمہ کی بکریاں موٹی ہوگئیں اور قبیلہ بنی سعد رحمتوں کا گہوارہ بن گیا۔ ایامِ طفولیت میں شرحِ صدر ہوا اور حلیمہ اس واقعہ سے خائف ہوئیں اور یہ امانتِ عظیم سیدہ آمنہ کے سپرد کر دی، چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی اور آٹھ سال کی عمر شریف تھی کہ دادا خواجہ عبدالمطلب نے بھی عدم کو رختِ سفر باندھا۔ یہ دُرِّ یتیم ابوطالب کی کفالت میں آیا اور اپنی منازلِ شباب طے کرنے لگا۔ پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی

Marfat.com

ہوئی۔ صادق و امین، صادق الوعد متقی مشہور ہوئے اور جب آسمانِ نبوت کا یہ ماہِ تمام عمر کی چالیس منزلیں طے کر چکا، تو نزولِ وحی کی ابتدا ہوئی اور آفتابِ نبوت و رسالت جگمگانے لگا اور اپنے نور سے سارے عالم کو منور و روشن کرنے لگا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(میں نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منشاء کے پیشِ نظر یہاں ختم کیا ہے، کیونکہ انہیں ذکر میلاد بہت محبوب تھا، ورنہ اس کی تفصیل کے لئے دفتر درکار ہے؛ چنانچہ میں ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب کو سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس رباعی پر ختم کرتا ہوں ؎

بلغ العلےٰ بکمالہٖ   کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ   صلوا علیہ وآلہٖ

Marfat.com

اقوالِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

دلائلِ شرعیہ میں حدیث کا مقام کتاب اللہ کے بعد ہے۔ حدیث کے لغوی معنی: بات، خبر، جدید، قول، گفتگو، قصہ اور کہانی کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں حدیث سے مراد قول و فعل و تقریرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حدیث کو علماء دین پیغمبر تعبیر فرماتے ہیں اور حدیث قرآن کی توضیح و تشریح ہے۔ علمِ حدیث کے بغیر قرآن کی تفہیم ممکن نہیں۔ لہٰذا حدیث کا علم ضروریاتِ دین سے ہے اور اس علم کا انکار گویا قرآن کا انکار ہے۔ کیونکہ جس ذاتِ مبارک کی معرفت قرآن عطا ہے۔ اسی کی زبانِ فیض ترجمان کے ارشادات و اقوال کا نام حدیث ہے۔ حدیث کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور اس پر علماءِ امت کا اجماع ہے۔ حدیث علوم و معارفِ قرآن کا خزینہ ہے اور اس کی بدولت احکامِ شرعیہ کی عمل کی راہیں استوار ہوتی ہیں۔ لہٰذا علماءِ امت ہر دور میں تعلیمِ حدیث کا اہتمام کرتے رہے اور ہمارا دور اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہے کہ ہمارے پاس علمِ حدیث کا ذخیرہ محفوظ و منضبط صورت میں موجود ہے۔ حدیث کا شوق بڑھانے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عام مسلمانوں کو احادیث کی ایک ایسی تعداد یاد کرنے اور لکھنے کی خصوصی تاکید فرمائی جو آسانی سے یاد ہو سکے۔ یہ تعداد چالیس ہے۔ ان کے حفظ و اشاعت کی فضیلت کے ضمن میں ارشادِ گرامی ہے "کہ جس نے میری امت میں اشاعتِ دین کے لیے چالیس حدیثیں حفظ کیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسے فقہاء و علماء کے زمرہ میں اٹھائے گا۔" یہی وجہ ہے کہ علماءِ امت کی اکثریت نے مختلف عنوانات کے تحت اربعین حدیث ترتیب دیں۔ حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب العالم، زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد

Marfat.com

خلفاء سے تھے۔ مرشدِ طریقت کی طرح آپ کو بھی اشاعتِ دین سے خاص شغف تھا، علماء سے بڑی عقیدت و محبّت تھی۔ آپ خود بھی وعظ فرماتے تھے، آپ کی مجلس زیادہ تر علمی روحانی ہوتی۔ آپ مختصر کلام فرماتے، مگر جو بھی کہتے وہ حدیثِ رسول ہوتی یا اس کا مفہوم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خاص ارشاداتِ عالیہ جو اکثر آپ کے وردِ زبان رہتے یا مجلس میں ذکر ہوتے یا پند و موعظت کے وقت فرماتے۔ یہاں تبرکاً درج کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین ذکرِ رسول کے ساتھ ذکر و کلامِ شیخ کی حلاوت سے بھی معمور ہوں اور انہیں اپنانے کی تحریک و توفیق ہو۔

۱۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے نیت کی۔

۲۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر (خوب) ہے۔

۳۔ اسلام کی بنیاد پانچ امور ہے۔ (۱) اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) نماز پنجگانہ کا قیام (۳) زکوٰۃ کا ادا کرنا (۴) خدا کے گھر کا حج کرنا بشرطیکہ استطاعت ہو (۵) ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

۴۔ تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر استقامت کر۔

۵۔ ایمان، خوف اور امید کے درمیان ہے۔

۶۔ نماز دین کا ستون ہے، زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے، روزہ آگ سے ڈھال ہے۔ حج پچھلے گناہوں کو دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کچیل کو، نماز میں شفاء ہے، نماز مومن اور کافر کے درمیان وجہِ امتیاز ہے۔

۷۔ صدقہ بلا کو ٹالتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے۔

۸۔ حیاء سراسر خیر ہے۔

۹۔ جس نے اپنی قدر پہچانی وہ ہلاک نہیں ہوتا۔

۱۰۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

۱۱۔ بھلائی تو بہت ہے۔ لیکن بھلا کرنے والے کم ہیں۔

۱۲۔ مومن نیک اور کریم ہوتا ہے، فاجر دھوکہ باز اور کمینہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

۱۳۔ بُرائی کو چھوڑنا صدقہ ہے۔

۱۴۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی، اُن میں سے نجات دینے والی یہ ہیں (۱) ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا (۲) امیری ہو یا غریبی ہر حال میں میانہ روی اختیار کرنا (۳) رضامندی یا ناراضگی ہر حالت میں انصاف کرنا، ہلاک کرنے والی باتیں یہ ہیں۔ (۱) بخل کرنا (۲) خواہش نفس کی پیروی (۳) تکبر کرنا۔

۱۵۔ جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی۔

۱۶۔ اے اللہ میں حرص (طمع) سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفس کی طرف لے جاتی ہے۔

۱۷۔ خبردار! یقیناً بدن میں ایک لوتھڑا ہے، جب وہ تندرست ہو تو سارا بدن ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ بگڑے تو سارا بدن بگڑتا ہے جان لو کہ وہ لوتھڑا دل ہے۔

۱۸۔ یقیناً حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہات سے بچا، تو اس نے اپنے دین اور آبرو کو سلامت رکھا اور جو شخص شبہات میں پڑا وہ حرام میں پڑ گیا۔

۱۹۔ دین خلوص (خیرخواہی) کا نام ہے۔

۲۰۔ اس بات کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اور اس کی طرف مائل ہو جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

۲۱۔ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اُس چیز کو چھوڑ دے جس سے اسے مطلب (کام نہیں)

۲۲۔ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، تو وہ بھلی بات کہے یا وہ خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، تو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

۲۳۔ طہارت نصف ایمان ہے۔

۲۴۔ الحمد للہ کہنا، سبحان اللہ کہنا، اللہ اکبر کہنا، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔

۲۵۔ نیکی حسن خلق ہے، گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو نہ چاہے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

Marfat.com

۲۶۔ تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت لازم ہے۔

۲۷۔ تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ کی طاقت سے زائل کردے، پس اگر ایسا نہ کرسکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر یہ بھی نہ کرسکے تو دل سے اُسے بُرا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

۲۸۔ آپس میں حسد نہ کرو، باہم بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو۔

۲۹۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقیر (ذلیل) جانتا ہے۔

۳۰۔ دنیا میں یوں رہو گویا تو پردیسی یا راہگیر ہے۔

۳۱۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۳۲۔ جھگڑے سے بچو، کیونکہ یہ عزت کو تباہ کردیتا ہے اور غفلت کو تازہ کرتا ہے۔

۳۳۔ تم میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو۔

۳۴۔ ذکر کرنے والے کی مثال اس طرح ہے جس طرح زندہ اور ذکر نہ کرنے والی کی مثال اس طرح ہے جس طرح مردہ۔

۳۵۔ جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان اور اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی ضمانت دے۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۳۶۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے لڑائی کرنا کفر ہے، آپس میں سلام پھیلاؤ۔

۳۷۔ اُس کی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے کرتا ہے۔

۳۸۔ سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو۔

۳۹۔ کام کرنے والا اللہ کا دوست ہے، مزدور کی مزدوری اُس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

Marfat.com

۴۰۔ زیادہ ہنسی سے بچو، اس لئے کہ زیادہ ہنسی سے دل مُردہ ہوتا ہے اور چہرہ کے نور کو زائل کرنے والی ہے۔

۴۱۔ توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے، تائب اس طرح ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

۴۲۔ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ۔

۴۳۔ وہ مومن نہیں جس کی برائیوں سے اُس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

۴۴۔ آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔

۴۵۔ نیک اور بُرے ہم نشین کی مثال مشک کے اٹھانے والے اور دھونکنی پھونکنے والی کی طرح ہے۔ پس مشک اٹھانے والا تجھے کچھ دیدیگا یا پھر تو اُس سے اچھی ہوا پائے گا۔

۴۶۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین، اولاد، تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ رکھے۔

۴۷۔ نیکی کی دعوت دینے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

صلی اللّٰہ علی النبیّ الامی واٰلہ، صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃً وسلامًا علیك یارسول اللّٰہ،

Marfat.com

حالاتِ زندگی

پرانا کاہنہ شہر لاہور کی نواحی بستی ہے، یہ بستی لاہور سے قصور جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ یہ بستی خاصی پر رونق ہے اور ارد گرد کے دیہات کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس بستی کے مغرب کی طرف تقریباً تین چار میل کے فاصلہ پر وہ معروف قصبہ ہے جسے لوگ "گھنگ شریف" کے نام سے جانتے ہیں، یہی وہ گاؤں ہے جو قطب العصر حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مولد و مسکن و مدفن ہے، آپ کے والد بزرگوار چوہدری چراغ دین صاحب اس گاؤں کے خوش حال زمیندار تھے۔ یہ سادہ منش اور صوفی قسم کے بزرگ تھے۔ دین کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ گاؤں کی مسجد کے مہتمم بھی تھے۔ کاشتکاری سے جو وقتِ فراغ ملتا، اُسے خدمتِ مسجد میں صرف کرتے، علماء اور اہل اللہ کے ساتھ قلبی ارادت رکھتے تھے، اگرچہ گھنگ کے گرد و نواح کا علاقہ نیک نام نہیں تھا، مگر چوہدری صاحب اپنی شرافت اور دینداری کی وجہ سے احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت میاں صاحب کی والدہ ماجدہ "طالع بی بی" بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ بھی نماز روزے کی پابند اور دیندار خاتون تھیں، بڑی خلیق اور مہمان نواز تھیں، گھریلو کام کاج سے فارغ وقت ذکر و یادِ الٰہی میں گذارتیں۔ یہ دونوں میاں بیوی اپنی پاکیزہ عادتوں کی وجہ سے سارے گاؤں میں ممتاز اور نیک نہاد تھے، کیونکہ ہر درخت اپنے پھل سے اور آدمی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے، شور زمینوں سے سنبل و سوسن اور گل نسترن پیدا نہیں ہوتے، بلکہ قابل زمینوں ہی سے اچھی فصلیں حاصل ہوتی ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اَلْوَلَدُ

Marfat.com

"سِرُّ الاَبِیہِ" بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے۔ میاں صاحب قدس سرہٗ کی عظمت کا راز یہ بھی ہے کہ نہیں ایسے نیک نہاد والدین کی آغوشِ تربیت میسر آئی۔ حضرت میاں صاحب ۱۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ مجھے ولادت سے پہلے اس امر کی اطلاع تھی کہ نومولود معمولی بچہ نہیں، بلکہ ایک درویش کامل ہوگا، یہی وجہ تھی کہ والدہ ماجدہ کو آپ سے خصوصی انس تھا اور وہ آپ کی زیادہ دیکھ بھال کرتیں۔ جب آپ پانچ برس کے ہوئے، تو والدہ نے آپ کو تعلیمِ قرآن کے لئے مسجد میں بھیجنا شروع کیا۔ آپ کی پیشانی سے سعادت کے آثار روشن تھے، ذہین و فطین تھے، جلد ہی سارا قرآنِ حکیم ناظرہ ختم کیا۔ اس دوران طبعِ اقدس پر تلاوت کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ سارا سارا دن تلاوتِ کلامِ پاک میں مشغول رہتے، نماز باقاعدگی سے پڑھنی شروع کی، گھر کا ماحول دینی تھا اور اس کے اثرات ان امور کے متقاضی تھے، مسجد میں آپ نے دینی علوم سیکھنا شروع کئے اور خدمتِ مسجد کو اپنا اولین فریضہ بنالیا، آپ کے والد بزرگوار میاں صاحب کے ان مشاغل کو دیکھ کر متعجب بھی ہوتے اور مسرور بھی، ابتداءً انہوں نے چاہا کہ آپ کاشتکاری کی طرف راغب ہوں، مگر آپ کا دل کسی اور ہی طرف لگا ہوا تھا۔ آپ اپنے والد بزرگوار کا ہاتھ بٹاتے، لیکن زیادہ وقت خدمتِ خلق، خدمتِ مسجد، صحبتِ اہلِ علم اور ذکرِ الٰہی و یادِ الٰہی میں گزارتے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سوز و گداز بڑھ گیا، اور طبع شریف، صحبت و فیضانِ پیرِ کامل کی متلاشی ہوئی۔ آپ ابھی پندرہ برس کے تھے، لیکن اپنے ہمعصروں سے منفرد تھے۔ آپ کے دادا بھی آپ سے خاص مانوس تھے۔ وہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے خاص نیازمندی رکھتے تھے اور گاہے گاہے ان کے درِ اقدس کی حاضری سے بہرہ مند ہوتے رہتے، اس دفعہ جب وہ اپنے نو عمر پوتے کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے، تو سرکار شرقپوری نے اس بچے پر خصوصی توجہ فرمائی۔ حضرت کی دعاؤں سے بہرہ مند ہو کر جب گھر واپس لوٹے، تو دل کی دنیا میں ایک انقلاب تھا، کسی کروٹ سکون نہیں تھا، بس دل یہی چاہتا تھا کہ میاں صاحب کے دربار پر حاضر رہیں۔ بالآخر جب ضبط کے بند ٹوٹ گئے، تو والدین سے اجازت لے کر حضرت سرکار شرقپور کے آستانہ پر حاضر ہو گئے اور بیعت کی درخواست کی۔ سرکار

Marfat.com

شرقپور آپ کے دادا جان سے پہلے ہی فرما چکے تھے "کہ یہ بچہ ہمارے لئے ہے اور ہم اسے بیعت کریں گے"۔ آپ نے استغاثۂ رحمت منظور کیا اور میاں صاحب کو نقشبندی سلسلہ میں بیعت فرمایا۔ وقت بیعت آپ نے سورۃ فتح کی یہ آیت پڑھائی۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

(بے شک جنہوں نے تیری بیعت کی تو بس انہوں نے اللہ ہی کی بیعت کی، ہاتھ اللہ کا ان کے ہاتھوں پر ہے) آپ کو اوراد و ظائف، تلاوتِ قرآن، پابندیٔ صوم و صلوٰۃ اور تعظیمِ شرع کی خصوصی تلقین کی، شرفِ بیعت سے مشرف ہو کر آپ احکامِ شیخ کی پابندی میں لگ گئے اور تادمِ حیات مصروف رہے، آپ نے گھنگ میں اقامت و تبلیغِ دین کو شعار بنالیا اور اپنی تمام زندگی اس امر کے لئے وقف کر دی، آپ گو سادہ منش تھے، مگر جاذب شخصیت کے حامل تھے، جلد ہی مرجع خلائق بن گئے۔ اپنے علاقہ میں "مولوی رحمت علی" "حضرت میاں صاحب" "صوفی رحمت علی" کے القاب سے مشہور ہو گئے، یہ سب مرشدِ کامل کا فیض تھا اور سرکار شرقپور اپنے اس مرید باصفا سے غافل نہیں تھے؛ چنانچہ ایک موقعہ پر مرشدِ کامل کی نظرِ کرم ہو گئی اور انہوں نے فرمایا "مولوی جی اساں تساں نوں بیعت دی اجازت دتی" اور دستارِ خلافت سے نواز کر "سحابِ رحمت" بنا دیا، حالانکہ آپ کو حضرت مرشد کی صحبت میں بیٹھنے کا زیادہ موقعہ نہ ملا، اس کی غالب وجہ آپ کی نو عمری تھی، مگر آپ نے شیخ کامل کی ہر بات کو یوں اپنایا کہ مرشدِ کامل کے محبوب و دلنواز بن گئے، آپ خود فرمایا کرتے تھے "جب ابرِ رحمت برستا ہے تو روڑی پر بھی برستا ہے اور سحابِ کرم کی بوندیں جب سیپ کے منہ میں پڑتی ہیں، تو وہ ایک بوند پانی بطنِ سیپ میں گوہرِ یکتا بن جاتا ہے اور میرے شیخ نے مجھ پر یوں ہی کرم کیا ہے، ورنہ کہاں میں اور کہاں شیخ کامل کی ذات پاک" خلعتِ خلافت ملنے پر آپ اپنے کام میں بالکلیہ مصروف ہو گئے اور لاہور کے نواحی علاقوں میں اپنی تحریک کا آغاز کر دیا، بس کیا تھا مخلوقِ خدا کو دریائے رحمت بن کر سیراب کرنے لگے، علماء و فضلاء و حفاظ و قرّاء سے خاص محبت تھی، گاہے گاہے علماء کو بلاتے اور تبلیغِ دین کا موثر انتظام فرماتے، علماء میں شاید ہی ایسا ہو جو حاضرِ خدمت نہ ہوا ہو۔ مناظرِ اسلام شیر بیشۂ اہل سنت

Marfat.com

حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ خصوصی انسیّت تھی اور یہی حال حضرت مناظرِ اسلام کا تھا۔

آپ اوراد و وظائف کے بڑے پابند تھے، ذکر اسم ذات اور درود شریف کی کثرت پر بڑا زور دیتے تھے، کم گو، مشغولِ حق رہتے، مریدین اور متوسّلین سے فرماتے "بیلیو اساڈا طریقہ تے ایہوای اے ہتھ کار ول، دل یار ول"، تعظیمِ شرع کے معاملہ میں انتہائی سخت تھے۔ داڑھی منڈوں، داڑھی کتروں کو سخت ناپسند کرتے اور نماز میں صفِ اوّل میں کھڑے نہ ہونے دیتے اور آپ کا یہ عمل حضرت مرشدِ کامل کے تتبّع میں تھا۔ ایسے لوگوں سے اکثر فرماتے؛ "بیلیا مسلمان تے ہوگیا ایں پر شکل تے مسلماناں والی بنا، تینوں حضور نال محبّت اے تے اپنی شکل وی کملی والے ورگی بنا، خالی سُکّا محبّت دا دعویٰ نہیں چلدا۔" ہر مرید اور ملنے والے کو تلاوتِ قرآن اور نماز کی خصوصی تلقین فرماتے، طبیعت میں عاجزی اور فروتنی تھی، غصّہ میں کم آتے اور رعب جلال میں ہوتے تو کسی کو تاب لانے کا مجال نہ تھا، شب بیدار رہتے اور ساری رات قیام فرماتے۔ فاضلِ جلیل حضرت مولانا سلطان باہو (خلف الرشید حضرت مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کا بیان ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں رہا ہوں، میں نے میاں صاحب کو ہمیشہ ذاکر و شاغل پایا، مولانا موصوف حافظ قرآن بھی ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے میاں صاحب سے بڑھ کر تلاوتِ قرآن کا شائق اور قائم اللّیل نہیں دیکھا۔ لب و لہجہ اور اکثر عادات میں مرشدِ کامل کا اثر نمایاں تھا۔ چند مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی مشرف ہوئے، تجرّد کی زندگی گزاری۔ تجرد صوفیاء کا اہم مسئلہ ہے۔ بعض صوفیاء اس سے بچنے پر زور دیتے ہیں اور بعض تجرّد کے حق میں ہیں۔ گو تجرّد خلافِ سنّت ہے، مگر اہل اللہ کی ایک جماعت ایسی بھی گزری ہے جو تجرّد کی زندگی گزارتے رہے اور آفتِ شادی سے بچے رہے، چنانچہ ہم یہاں تفہیم ناظرین کے لئے کشف المحجوب سے مخدوم الاولیا سرکار علی بن عثمان جلابی المعروف حضرت داتا گنج بخش کا ارشاد نقل کرتے ہیں؛

"میں کہتا ہوں حضور نے ارشاد فرمایا ہے "لِی حِرْفَتَانِ الْفَقْرُ وَالْجِهَادُ" میرے لئے

Marfat.com

دو حرفے ہیں، فقر اور جہاد، تو اسے بھی اختیار کرنا چاہیئے اور اس پیشہ کے علاوہ تمام پیشے ترک کرنے چاہیئیں۔ اگر عورت بموجب حدیث پسند ہے تو بموجب پیشے بھی یہی دو پسند ہونے چاہئیں، لیکن چونکہ عورت کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے، تو اس پر حدیث میں سند لانا آسان ہوگیا اور فقر چونکہ مشکل ہے، جہاد ایسی تکلیف ہے جس کی کہ قوت نہیں ہوتی؛ لہذا اس طرف رغبت دشوار اور مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی پچاس برس شہوت کی اتباع میں گزارے اور خیال کرے کہ میں پابندِ سنت ہوں تو وہ بڑی غلطی پر ہے۔"

سرکار ہجویری کے نزدیک نکاح اور فقر (جس کے ساتھ تجرّد ہو) دونوں سنت ہیں، لیکن فقر مع تجرّد نکاح سے اولیٰ ہے اور یہ تصوّف کا اہم مسئلہ ہے اور صوفیوں کے حال کے مطابق ہے۔ اگر وہ رضاء و ارادۂ الٰہی نکاح میں پاتے ہیں، تو نکاح کے بندھن کو اختیار کرکے سنت کی متابعت کرتے ہیں اور اگر پردۂ غیب اور حکم تقدیر سے مجرّد ہونا مقدر دیکھتے ہیں، تو اس میں پاک دامنی کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب بھی انہی صوفیا سے تھے جن کے لئے تجرّد اولیٰ تھا۔ یہ تجرّد کی زندگی آئینہ کی طرح شفاف تھی اور اس امر کا ثبوت تھا کہ ممدوح ماسوا سے بیگانہ واصل باللہ تھے۔ عمومی پند و نصیحت، وعظ و تبلیغ کے علاوہ گھنگ شریف میں اجتماعاتِ جمعہ سے خطاب فرماتے اور یہ مجالس فی الحقیقت کیف و سرور اور وجد و عرفان کا گہوارہ ہوتیں، حیاتِ ظاہری کے آخری سالوں میں علیل رہنے لگے، نقاہت بڑھ گئی۔ آخری سال یہاں تک صاحبِ فراش ہوئے کہ کھانا پینا مطلقاً چھوٹ گیا، اشارے سے پانی وغیرہ طلب کرتے، مگر جب پیش کیا جاتا، تو ملاحظہ فرماکر واپس کر دیتے؛ گفتگو مطلقاً ترک کردی، بس خاموش، متفکر رہتے، لیکن اس دوران بھی ہونٹ ہلتے رہتے اور قلب جاری رہتا، اشارے کنائے سے کوئی بات کرتے، جب تک صحت رہی گھنگ شریف سے ملحق نہر کے کنارے جو کنواں ہے، وہاں بعد نماز عصر باقاعدہ تشریف لے جاتے رہے، مگر آخری ایام میں یہ معمول بھی جاتا رہا اور بالآخر ۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ کو یہ شمعِ رحمت خاموش ہوگئی انّا للہِ وَاِنّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور مخلوق خدا کا وہ اژدہام تھا

Marfat.com

کہ اس علاقے میں اُس کی نظیر نہیں ملتی، ہر آنکھ پرنم تھی اور دل غم سے چور تھے، دور دُور سے لوگ شامل جنازہ ہوئے۔ آخری سفر انتہائی پرشکوہ تھا۔ سالکِ راہِ طریقت حضرت مخدوم صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں گوہرِ رحمت کو صدفِ قبر کے سپرد کردیا گیا اور یوں یہ آفتابِ ہدایت روپوش ہوگیا۔ آپ سرکار شرقپوری کی آخری نشانی تھے اور آپ کی وفات کے بعد اعلیٰ حضرت شرقپوری کا کوئی بلاواسطہ خلیفہ نہ رہا۔ گو آپ کے شیخ کامل، آپ کے برادرانِ طریقت اور آپ خود ہم میں موجود نہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان عارفانِ طریقت اور عُشاقِ راہِ حقیقت کے فیضان کے چشمے اَب بھی جاری ساری ہیں اور مولیٰ تعالیٰ انہیں قیامت تک باقی رکھے (آمین) الحاج محمد رفیق صاحب جو آپ کے بھتیجے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب نے ان کی دستار بندی کی اور فی الوقت وہ آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ بھی بڑے صوفی منش اور سلجھی ہوئی شخصیت ہیں، آپ میاں صاحب کے مشن کو زندہ رکھے ہوتے ہیں، اللہ ان کی عمر و ہمت میں برکت فرماتے (آمین) ے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

Marfat.com

کرامات

حضرت میاں رحمت علی صاحب قدس سرہٗ

کرامت ایسے فعل کو کہتے ہیں جو عقل واوہام کا ناقض ہوتا ہے، کرامت دلیل ہے اور صداقتِ ولایت کو ظاہر کرنے والی ہے، جھوٹے سے کرامت کا صدور ناممکن ہے اور ولی کذب پر واقع نہیں ہوتا اور ولی اللہ کی طرف سے کرامت کا ظہور اس کے حال کی درستگی کی علامت ہے۔ کرامت کا اظہار شرع کے منافی نہیں؛ البتہ ولی پر کرامت کا چھپانا لازم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کرامت ولایت کی پہچان نہیں اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ فلاں سے کرامت نہیں دیکھی؛ لہٰذا وہ اللہ کا ولی نہیں ہے کرامت سے بڑھ کر شریعت کی متابعت اور اس پر استقامت کرنا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے "اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ" استقامت علی الدین کرامت سے بڑھ کر ہے، ولی کے لئے لازم نہیں کہ وہ کرامت دکھائے ہاں اگر کسی ولی سے یا مدعیٔ ولایت سے کرامت یا اس کی مثل کوئی بات ظاہر ہو جو شرع میں درست ہو تو یہ امر اس ولی کے لئے رسول کی عظمت و صداقت کا ثبوت ہے اور یہ اس پر خاص فضل رب ہے؛ تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی فعل کرامت کو خود سے منسوب نہ کرے ور اسے فضلِ پروردگار شمار کرے۔ یہاں یہ جاننا چاہیے کہ کرامت صرف ان مومنوں کے لئے خاص ہے جو مطیع و فرماں بردار ہیں اور ولی کے لئے ایمان شرط ہے، چونکہ ہر ولی اپنے نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور اس کی اطاعت و محبت کی بدولت اس مقام پر فائز ہوتا ہے پس ولی کی کرامت اس کے نبی و رسول کے معجزہ کا عین یا عکس ہے اور محبت نبی کا ثبوت اور مشاہدین کے لئے یقین کی ترقی کا باعث ہوتی ہے۔ اہل کفر سے کرامت ممکن نہیں بلکہ محال ہے اور اگر کوئی اس نوع کی بات

Marfat.com

ہوتو اُسے معونت کہیں گے، لیکن وہ بھی شبہ و تعجّب سے خالی نہیں ہوتی، کیونکہ کافر ایمان کی نعمت سے محروم ہوتا ہے اور اس سے علاماتِ کذب ضرور ظاہر ہوں گی اور ان امور کے جانچنے کے لئے علم و بصیرت کی روشنی درکار ہے۔ اہل اللہ کے لئے کسی وجہ اور کسی شکل میں بھی احکامِ شرع اور سنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی کچھ کرنے کی ہمت نہیں اور نہ ہی وہ اس کے مجاز ہیں اور ان کے لئے بجز تسلیم و قبول کے چارہ نہیں اور نہ ہی اہل اللہ کی کرامات حضرات انبیاء کے معجزات کی ناقض ہیں بلکہ وہ کرامات درحقیقت ان کے نبی کا ہی ان کی غیبت میں معجزہ ہیں۔ کرامت کا چھپانا بعض صوفیاء کے نزدیک صرف لازم ہی نہیں، بلکہ شرطِ ولایت ہے اور نہ ہی کوئی ولی اپنی کرامت بالارادہ اور بتکلف ظاہر فرماتا ہے۔

کراماتِ اولیاء کتاب و سنّت سے ثابت ہیں اور اہل سنّت و جماعت کراماتِ اولیاء کو حق تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں حضرت آصف بن برخیاء کی کرامت کی تفصیل، حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کو حضرت ذکریا علیہ السّلام کی کفالت کے دوران مختلف النوع میووں کے ملنے کا بیان ہے اور اسی طرح اصحابِ کہف کا قصہ ہے، یہ سارے واقعات کرامت کی حقانیت اور ثبوت پر دال ہیں، احادیث نبوی میں حدیث الغار اور حدیث جریح راہب مشہور ہیں۔ کرامت کی تحقیق کے لئے ان اخبار و احادیث کی طرف جو ان دو کے علاوہ بے شمار ہیں، کے مطالعہ کی ضرورت ہے جس سے اہلِ سنّت کے مسلک کی حقانیت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی اور صدق و ایقان کی دولت نصیب ہوگی۔

امتِ مرحومہ میں بے شمار اولیاء اللہ گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں اور بفضلہ تعالیٰ تاقیامت موجود رہیں گے۔ ان کی کرامتیں بھی بے حد و شمار ہیں جن کی تفصیل کے لئے ایک عظیم دفتر درکار ہے۔

اس باب میں ہم قطب العصر حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت قدوۃ السالکین شمس العارفین میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ) کی وہ کرامات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں، جو ہمیں آپ کے مریدین، متوسلین، عقیدتمندوں، دوستوں اور احباب کی معرفت معلوم ہوئی ہیں تا کہ اس مردِ کامل کے ذکر سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور قلوب کو تسکین پہنچے اور حضرت ممدوح کے فیضان

Marfat.com

کے بیان سے پرانی یادیں تازہ ہوں جن کی تشنگی ابھی تک باقی ہے۔

۱

ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں برسوں حضرت میاں صاحب کی اقتدا میں نمازِ جمعہ پڑھتا رہا اور آپ بالعموم گھنگ شریف میں ہی نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔ ایک مرتبہ میں کسی کام سے لاہور چلا گیا جمعہ کا دن تھا، میں نے خیال کیا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھ لوں؛ چنانچہ میں اپنے کام سے فارغ ہو کر داتا صاحب کی مسجد میں پہنچا، میں نے دیکھا کہ حضرت میاں صاحب بھی وہیں نماز جمعہ پڑھ رہے ہیں، میں آپ کو بغور مصروف نماز دیکھتا رہا۔ شام کو جب واپس گاؤں پہنچا، تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ میاں صاحب آج لاہور گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا نہیں، بلکہ میاں صاحب نے یہیں جمعہ کی نماز پڑھائی ہے۔ میں بڑا متعجب ہوا اور میں نے کہا کہ میں نے تو انہیں مسجد داتا صاحب میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور تم کہتے ہو کہ انہوں نے یہاں نماز پڑھائی ہے اور لاہور بھی نہیں گئے۔ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے "بیلیا کسے دا پردہ کھولنا چنگی گل نئیں، ہن چپ ای رہیں، اللہ تینوں جزائے خیر دیوے گا"۔

۲

حضرت مولانا عبدالغفور صاحب خطیب مسجد بلھے شاہؒ قصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب قبلہ میاں صاحب کا شہرہ سنا تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی درخواست کی، آپ نے بکمال مہربانی بیعت فرمایا اور ضروری تلقین کے بعد کچھ اوراد وظائف بھی پڑھنے کا حکم دیا۔ میں اس شرف سے مشرف ہو کر واپس قصور پہنچا۔ مجھے چوری چھپے فلم دیکھنے کی عادت بد تھی حسبِ عادت مجھے فلم بینی کا شوق چرایا اور میں گھر سے نکلا اور لاہوری دروازہ کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میاں صاحب قبلہ ایک حلوائی کی دکان پر کھڑے مجھے دیکھ رہے ہیں، میں اند

Marfat.com

ہی اندر شرمسار ہوا اور آپ سے آنکھیں ملائے بغیر سٹیشن کی طرف چل دیا اور ابھی سٹیشن کے قریبی سینما سے کچھ فاصلے پر تھا کہ حضرت پھر ایک پنواڑی کی دکان پر کھڑے نظر آئے اور میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں دل میں بہت نادم ہوا اور فلم کا ارادہ ترک کر کے آپ سے آنکھیں چرا کر گھر واپس لوٹ آیا۔ صبح مختلف جگہوں سے اپنے پیر بھائیوں سے پوچھا کہ حضرت رات تشریف لائے تھے تو کس کے ہاں ٹھہرے سب نے لاعلمی کا اظہار کیا اور متعجب ہوئے، میں نے کہا کہ میں نے انہیں رات یہاں دیکھا ہے، وہ سب حیران تھے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؛ چنانچہ میں اسی روز آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور پیر بھائیوں سے پوچھا کہ کیا حضرت رات قصور تشریف لے گئے تھے، انہوں نے کہا ہرگز نہیں، میں اور حیران ہوا اور جب حضرت کے حضور حاضر ہوا تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا "مولوی جی! نہ اوہ کم چنگا سی، نہ ایہہ کم چنگا اے" یعنی اب اس بات کی تشہیر درست نہیں، بلکہ اس کا اخفاء لازم ہے، کسی نے سچ کہا ہے ؎

"سچا پیر اوہ اے جنہوں مریدی خبر ہووے"

۴

مولوی دین محمد صاحب مؤذن جامع مسجد تھانے والی کاہنہ نو بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سے بڑی ارادت تھی اور میں گاہے گاہے خدمت اقدس میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ فلم بینی کا مجھے بہت چسکا تھا۔ میں نے جمعرات کی شام فلم دیکھی اور اگلے روز حضور کی اقتدا میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے حاضر ہوا، چونکہ میں متشرع بھی تھا، اس لئے اگلی صف میں بیٹھ گیا۔ جب حضور تشریف لائے اور وعظ شروع کیا، تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے "بیلیو بہن لوگ داڑھیاں لکا کے پہلے فلماں دیکھ دے نے تے فیر میرے پچھے جمعہ پڑھن آجاندے نے، ایڈے بے شرم ہو گئے نے نالے ایہو جے شیطانی کم کردے نے تے وڈیک پہلی صف وچ کے بہہ جاندے نے، بیلیو دو کم نئیں ہندے یاں رب نوں راضی کر دیاں شیطان نوں، پر مومن بندے تے اپنے رب نوں ای راضی کردے نے"

Marfat.com

میں یہ سن کر پانی پانی ہوگیا اور نماز سے فارغ ہوکر حضور کے روبرو توبہ کی اور آئندہ اس فعلِ شنیع سے بچنے کا عزمِ صمیم کیا۔ حضرت نے یہ دیکھ کر دُعا دی۔

۴

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ شاہ پور سے برکت علی نامی ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا اور آپ سے عرض کرنے لگا حضور! میرا دل سیاہ ہوچکا ہے اور اس پر غفلت کے دبیز پردے پڑ گئے ہیں، لاکھ کوشش کرتا ہوں، میرا دل ذکرِ الٰہی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ حضور صاحبِ سلسلہ بھی ہوں، مگر قلبی کیفیت روز بروز دگرگوں ہوتی جا رہی ہے۔ براہِ کرم نظرِ عنایت فرمائیں تاکہ میں اس قساوت و غفلتِ قلبی سے نجات پاؤں، آپ یہ سن کر متبسم ہوئے اور فرمایا "بلیا درود شریف پڑھیا کر سب کجھ ٹھیک ہو جاوے گا۔" میں نے عرض کی حضور میرا دل مائل ہوتا ہی نہیں، پڑھوں گا کیسے، آپ نے فرمایا "بھئی تینوں آکھ دتے ہے کہ سب کجھ ٹھیک ہو جاوے گا۔" میں جب حضرت سے مل کر واپس لوٹا، تو میرے دل کی کیفیت بدل چکی تھی اور جوں ہی وقتِ نماز ہوتا، مجھے شدید شوق ہوتا اور جب میں ذکر کرتا یا درود شریف پڑھتا تو مجھے اپنے سامنے حضرت نورانی صورت میں جلوہ گر نظر آتے اور کبھی ایک نور مجھے ڈھانپ لیتا۔ میں دوبارہ حاضرِ خدمت ہوا اور اپنی اس کیفیت کا ذکر کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا "برکت علی ہُن ٹھیک ہے نا، پر گل سُن چپ تیرے لئی چنگی اے نالے بھیداں جر کے رکھ" اس دن سے آج تک اللہ کا کرم ہے، مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گر تو سنگِ خارائی مرمر شوی،
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

۵

گھنگ شریف کے بُلند البوچ کا بیان ہے کہ میں کسی کام سے شہر گیا ہوا تھا، جب واپس لوٹا

Marfat.com

کاہنہ میں مجھے میرے دوست اللہ دتہ نے کہا کہ میں گھنگ جانے کا ارادہ ہی کر رہا تھا، میں نے کہا کیوں خیر تو ہے کہنے لگا آج خیال تھا کہ حضرت میاں صاحب کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھوں۔ میں نے کہا بڑا نیک ارادہ ہے میرے ساتھ چلو، اللہ دتہ میرے ساتھ چل دیا، ہم دونوں گھنگ کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں تربوز کا کھیت نظر پڑا اور ہمارے دل للچائے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نہیں تھا جو ہمیں دیکھے، میں نے ایک تربوز توڑا اور آدھا آدھا بانٹ کر نہر کے کنارے بیٹھ کر کھایا اور پھر حاضر خدمت ہوئے۔ ابھی نمازِ جمعہ میں کافی وقت تھا اور بہت سے لوگ حضرت کے روبرو حاضر تھے۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ اتنے میں حاضرین میں سے ایک نے آپ سے عرض کی کہ حضور مجھے بیعت کرلیں، آپ متبسم ہوئے اور فرمانے لگے "یارا بیعت ہو کے کیہہ کریں گا، جھڑے اگے بیعت ہوئے ہوئے نے اوہ کہڑے چنگے عمل پئے کردے نے، گھروں جمعہ پڑھن واسطے آوندے نے تے رستے وِچ چوری دے ادھوانے (تربوز) کھاندے نے فیر آکھدے نے اسی تے سچے مریداں، پر جس ویلے بندہ بے ایمان ہو جاوے تے اوہنوں رب دی شرم وی نئیں رہندی" ہم یہ سن سن کر شرم سے پانی پانی ہو گئے اور آئندہ کے لئے چوری سے توبہ کی۔

٦

معراج دین (رباجی والے) کا بیان ہے کہ مجھے اور میرے چند ساتھیوں کو اطلاع ملی کہ حضرت میاں صاحب راجہ جنگ آئے ہوئے ہیں۔ ہم حاضری کا قصد کر کے پیدل ہی راجہ جنگ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ہرے چھولیے کے کھیت تھے، ہمارے دل للچائے اور ہم میں سے کچھ ساتھیوں نے کھیتوں سے ہرے چھولیے کی ٹہنیاں توڑیں اور کھانے لگے۔ میں نے اُن سے کہا کہ یارو! یہ اچھا کام نہیں ہے، ہم حضرت سے ملنے کے لئے جا رہے ہیں؛ لہٰذا ہمیں چوری نہیں کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کوئی بات نہیں، ہمیں تو بھوک لگی ہوئی ہے؛ تاہم میں خواہش کے باوجود باز رہا۔ جب راجہ جنگ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ چائے پی رہے تھے

Marfat.com

آپ نے ہمیں دیکھتے ہوئے فرمایا "بھئی ایہناں بیلیاں نوں بھی چاء شاہ پلاؤ، ایہناں نوں بھکھ لگی ہوئی اے، چوری دے بھولیکے نال تے کجھ نئیں بندا، حلال حلال ای اے، پُر حرام کھان والے نوں جو لبھے بھکھ دا بہانہ کر کے سب کجھ کھا جاندے نے"۔ یہ سُن کر ہم سب شرمندہ ہوئے اور میں اس قدر نادم ہوا کہ میری گھگی بندھ گئی۔ حضرت نے فرمایا "خالی رون نال کم نئیں بن دا، توبہ کرو تے رب کولوں ڈرو، اوہ بڑا مہربان اے"۔ سبحان اللہ کتنے روشن ضمیر تھے۔

۷

خان محمد ملتان والے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اُس وقت سر میں تیل کی مالش کرا رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر میاں صاحب قبلہ مجھے اپنے سر مبارک کی ٹوپی تبرکاً عطا فرمائیں۔ جب آپ فارغ ہوگئے تو حال احوال پوچھا، روٹی کھانے کے بعد میں نے واپسی کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت عطا فرمائی اور کہنے لگے "بیلیا ایہہ ٹوپی بھی لئی جا" میں یہ سن کر قدموں میں گر پڑا، فرمانے لگے "بیلیا توں منگی سی تے ہن لئی جا، کوئی گل نئیں"۔

۸

حاجی محمد اسحٰق فیض آباد والے بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے دو دوستوں کے ہمراہ حضرت کی زیارت اور آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے گھنگ شریف روانہ ہوئے۔ جب ہم نہر کے کنارے پہنچے چند عورتوں کو کپڑے دھوتے دیکھا، میرے دونوں دوستوں نے ان عورتوں کو بُری نظروں سے گھورا، میں نے کہا یہ اچھا کام نہیں، تو وہ بولے ایک نظر دیکھنا جائز ہے۔ میں نے کہا اس میں شک نہیں، پر اچانک نہ کہ قصداً اور پھر اس بیہودگی کے ساتھ وہ چپ ہو گئے۔ جب ہم حضرت کے آستانہ پر پہنچے، تو آپ غسل فرما رہے تھے۔ ہم نے سوچا جمعہ کی نماز پڑھ کر مل لیں گے اور وہاں سے اٹھ کر مسجد

Marfat.com

میں آ گئے۔ حضرت تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا، دورانِ تقریر ہماری طرف دیکھ کر فرماتے "آنکھ کا زنا بدنظری ہے اور جب نیت میں فتور ہو تو ایک نظر بھی حرام ہے" پھر اسی پر مدّلل تقریر فرمائی ہم دل ہی دل میں سمجھ گئے کہ یہ ہماری طرف اشارہ ہے۔ جب ہم جمعہ کے بعد حاضر خدمت ہوئے، تو آپ نے فرمایا "حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دے کول کجھ بیلی ملن واسطے آئے تے رستے وچ تاڑ بازی کردے ہوئے آئے، آپ ہوراں نے انہاں نوں ویکھیا تے کہن لگے مَاحَالُ بِقَوْمٍ يَتَرَشَّحُ الزِّنَاءُ بِأَعْيُنِهِمْ۔ اوس قوم دا کیہ حال اے جنہاں دیاں نظراں توں زنا پیا ٹپکدا اے"، ہم یہ مزید سن کر شرم سے پانی پانی ہو گئے اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔

۹

قصبہ جودہو کا عبدالرحمٰن بیان کرتا ہے کہ میری پہلی بیوی فوت ہو گئی اور میں غمزدہ رہتا تھا، مجھے عقدِ ثانی کی فکر تھی، انہی دنوں مجھے گاؤں کی ایک عورت بہت اچھی لگی اور میں اس پر فریفتہ ہو گیا، میں نے بہت کوشش کی کہ اُس کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے، مگر کوئی صورت نہ بنی اور نہ ہی اُس عورت کے گھر والے راضی ہوئے، ادھر میرا حال پتلا تھا اور مجھے اُس کی چاہت بہت بڑھ گئی۔ ستم بالائے ستم وہ عورت بھی میرے ساتھ نکاح پر خوش نہیں تھی اور میری طرف اس کا کوئی میلان نہیں تھا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "بیلیا نکاح ہو جاوے گا، درود شریف پڑھیا کر، حالی کجھ دیر اے پڑو ہنجیح کرے ہیں" میں نے حسب الحکم ورد شروع کیا چند دن گزرے ہوں گے کہ وہ عورت جو مجھے دیکھنا پسند نہ کرتی تھی، میری طرف مائل ہو گئی اور یہاں تک کہ مجھ سے برائی سرزد ہو گئی۔ اُسی ہفتے حضرت ہمارے گاؤں کے چودھری کھیڑا کے گھر دعوت پر تشریف لائے، تو میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ مجھے دیکھ کر آپ برہم ہو کر کھڑے ہو گئے اور مجھے کان سے پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور زور سے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور غصے سے کہنے لگے "بے شرما نکاح تے ہو جانا سی، پر ایہہ بُری حرکت کیوں؟" میں آپ کے قدموں میں گر پڑا اور آپ کے روبرو

Marfat.com

توبہ کی اور آپ سے دعا کی درخواست کی، فرمانے لگے " بے شرما! روتے رب کریم کولوں معافی منگ میں کی کر سکناں آں، اچھا اوہ غفور الرحیم ہے۔"

۱۰

کوٹ مہتاب دین کے چودھری چراغ دین کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم نے اپنے گھر محفل میلاد کرائی۔ اس محفل پاک میں حضرت میاں صاحب بھی مدعو تھے، اختتامِ محفل پر جب دسترخوان چنا گیا تو میاں صاحب بھی شریک ہوئے۔ آپ کھانا تناول فرما چکے تو گفتگو کا سلسلہ چل نکلا۔ اسی دوران میرا لڑکا ہدایت علی عرف "شاہکار" حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا۔ حضور میری دو بیویاں ہیں، مگر اولاد سے محروم ہوں، چاہتا ہوں کہ اسی مقصد کے تحت تیسری شادی کر لوں، ایک جگہ خیال ہے، مگر وہ لوگ مانتے نہیں، دُعا کریں کہ کام بن جائے۔ آپ نے فرمایا تیسری شادی نہ کرو، اللہ کو منظور ہو گا۔ تو انہی سے اولاد عطا کرے گا۔ ہدایت علی نے دُعا کے لئے اصرار کیا، تو آپ موج میں آ گئے فرمانے لگے " چنگا بیلیا ساڈی مَن تے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دی سیرت پاک تے اک ودھیا جہیا جلسہ کرا جہدے وچہ مولوی محمد عمر صاحب ہوراں دی تقریر ہووے، نالے نیاز پکا، مولا کریم تینوں انہاں بیویاں توں ای اولاد دیوے گا" میں نے ہدایت علی سے کہا بیٹا! "میاں صاحب جو فرماندے نے اوہو ای کر" چنانچہ اسی سال حسب الحکم جلسہ کرایا۔ ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ اللہ نے پہلی بیوی ہی سے ایک لڑکا عطا فرمایا، یہاں تک کہ دوسری سے دو لڑکے اور عطا فرمائے۔ ہدایت علی جب د[illegible]ارہ حاضرِ خدمت ہوا تو فرمانے لگے "بیلیا ہن تے راضی اے ناں"، اُس نے کہا حضور آپ کے صدقے اللہ کا کرم ہو گیا ہے۔ عارفِ رومی نے کیا خوب کہا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

۱۱

موضع لوناریاں کے چراغ دین کا بیان ہے کہ میرے ایک دوست کا بیان ہے کہ میرے ایک دوست کے ہاں لولاد نرینہ نہیں تھی اور وہ پریشان رہتا تھا، ایک دن وہ مجھے ملنے کے لئے آیا اور کہنے لگا، چراغ دین تمہارے پیر و مرشد حضرت میاں صاحب کا بہت شہرہ ہے۔ مجھے بھی آپ کے حضور لے چلو اور میرے لئے دعا کراو۔ میں نے کہا نیک خیال ہے، چلو شاید حضور کرم کریں۔ ھم دونوں حاضرِ خدمت ہوئے اور گذارش کی آپ نے کچھ دیر توقف فرمایا اور فرمانے لگے: "بیلیا رب تینوں پُتر دیوے گا، اوہدا ناں غلام محمد رکھیں، پر سجناں آپ وی تے غلام محمد بن، داڑھی رکھ، پنجے ویلے نماز پڑھیا کر نالے درود شریف پڑھ" اس نے عرض کی حضور میں نے آج سے ان کاموں کا پکا وعدہ کیا، آپ فرمانے لگے "فیر کم وی جلدی بن جاوے گا انشاء اللہ" حضرت نے دُعا فرما کر رخصت کر دیا۔ ابھی ڈیڑھ سال ہی گزرا تھا کہ پروردگارِ عالم نے اسے فرزند عطا فرمایا اور اس نے حسب الحکم اس بچّے کا نام "غلام محمد" اور اسے لے کر حاضرِ خدمت ہوا، آپ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعا دے کر فرمایا: "بیلیا ہُن تے خوش اے ناں، پر درود شریف نہ چھڈیں"

۱۲

موضع لوناریاں کے ہیرا کا بیان ہے کہ میری بیوی چند عورتوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوئی آپ اس وقت داہنی کروٹ لیٹے ہوتے تھے۔ میری بیوی کی ایک سہیلی نے جو حضرت سے بیعت بھی تھی۔ عرض کی، حضور میری اس بہن کے سات لڑکیاں ہیں اور لڑکا کوئی نہیں۔ دُعا کریں اللہ اس کو بیٹے کی خوشی دے، آپ نے دُعا فرمائی اور کہا "اللہ کرم کرے گا" کچھ عرصہ کے بعد اللہ نے فرزند عطا فرمایا، ہم دونوں میاں بیوی حاضرِ خدمت ہوئے، آپ نے دُعا دی اور بچّے کا نام غلام محمد تجویز فرمایا۔

Marfat.com

۱۳

موضع "جھیڈو" کے میاں نذیر احمد اور میاں محمد دین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کی حیات میں ہم سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے گھنگ روانہ ہوئے، راستے میں ہم نے ایک دوسرے سے کہا یار کیا ہی اچھا ہو اگر حضرت کے پیچھے پہلی صف میں جگہ ملے، ہم مغرب کی نماز کے بعد وہاں پہنچے۔ جب عشاء کا وقت تھا اور ہم نماز کے ارادہ سے مسجد میں داخل ہوئے، لیکن پہلی صف میں جگہ نہ تھی، مجبوراً پچھلی صفوں پر بیٹھ گئے، جب حضرت امامت کے لئے تشریف لائے تو آپ نے پہلی صف پر توجہ فرمائی اور دو صاحبوں کو جو ریش بریدہ تھے، پچھلی صفوں میں جانے کا اشارہ کیا اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "نذیر احمد تے محمد دین تسیں پہلی صف وچہ آجاؤ" ہم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور پہلی صف میں آکر بیٹھ گئے اور حضرت ہماری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے۔

۱۴

ایک صاحب کا بیان ہے کہ نماز جمعہ کے لئے صفیں درست کر رہے تھے کہ حضرت تشریف لائے اور مصلے پر کھڑے ہو گئے، صف اوّل کے دائیں جانب علاقے کا مشہور و بدنام بدمعاش پھلا (پسر امام دین کھنڈ والا) کھڑا ہو گیا۔ آپ کے خادم نے اسے پچھلی صف میں جانے کا اشارہ کیا۔ اس نے آپ کے خادم کو گھور کر دیکھا اور جز بز ہوا۔ آپ نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو کہنے لگے "پھلے توں پچھے ہٹ جا" پھلا بولا "پھلا جتھے کھلو جاوے تے فیر پچھے نہیں ہٹدا"۔ آپ نے فرمایا "پھلیا ایتھے کھلون لئی کسی گل دی لوڑ اے"، پھلا بولا "حضور میں تے فیر کھلو تا جے"، آپ نے پھلے کی طرف توجہ فرمائی، تو پھلا کانپنے لگا "حضور میں داڑھی رکھ لوں گا تے نالے اپنا چال چلن بھی ٹھیک کرلواں گا" آپ نے فرمایا "ہن ایس گل تے کھلو ویں" کہنے لگا "چنگا حضور" آپ نے فرمایا "پھلیا ایتھے ہی کھلو تا رہ" بس چند روز ہی گزرے کہ پھلے میں وہ تبدیلی آئی کہ سبحان اللہ اور وہ

Marfat.com

رکھتا پھرتا تھا ۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(۱۵)

گھنگ کے ملک حاکم علی کا کہنا ہے کہ میں ابتدائی عمر میں بدمعاش تھا اور علاقے کے لوگ مجھ سے خائف رہتے تھے۔ میں عید کے روز نماز کے لئے حضرت میاں صاحب کی مسجد میں آیا اور پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے مجھے دیکھا اور فرمایا "حاکم علی توں پچھلی صف پر چلا جا" میں نے کہا "کیوں"، آپ نے فرمایا "توں داڑھی منڈا این تے میرے پیر دا حکم اے کہ داڑھی منڈے پہلی صف وچ نہ کھلون" میں اکڑا اور میں نے کہا "میں تے فیر کھلوتا جے بھانویں دو ہتھ کر کے دیکھ لو" آپ نے فرمایا "مولا نے چاہیا تے بیلیا تیرے نال ہتھ کراں گے" جب آپ نے یہ فرمایا تو میں اندر ہی اندر لرز اٹھا اور میرے نفس نے مجھے سخت ملامت کی اور میں خیال کرنے لگا کہ درویشوں کے ساتھ مجادلہ اچھا کام نہیں، جب نماز ختم ہو گئی تو میں حضرت کے قریب گیا، تو آپ مسکرانے لگے اور فرمایا "چنگا بیلیا نالے تڑی لاناں اے، نالے ہن سوچناں اے" میں اور حیران ہوا اور میں نے آپ سے معافی مانگی اور توبہ کی، میں نے بیعت کی درخواست کی، آپ نے مہربان ہو کر بیعت فرمالیا، میں نے پھر عرض کی حضور مجھ پر بے شمار مقدمات ہیں، میرا کیا بنے گا۔ آپ نے فرمایا "توبہ کیتی آ، تے ڈٹ کے کھلو، مولا کریم سب کچھ ٹھیک کر دیوے گا" میرا نام دس نمبریوں میں بھی تھا۔ چند روز کے بعد مجھے عدالت میں طلب کیا گیا، جب میں کمرۂ عدالت میں داخل ہوا، تو حاکم عدالت نے کہا تم "حاکو گھنگ" والے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں میں ہی ہوں۔ افسر مجھے غور سے دیکھتا رہا اور کہتا تھا "یہ پولیس والے بھی عجیب ہیں، اس درویش کو کیوں خواہ مخواہ پکڑ لاتے ہیں مجھے تو یہ بدمعاش معلوم نہیں ہوتا" اس نے مجھے چھوڑ دیا، میں حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے ماجرا

Marfat.com

پوچھا، میں نے تفصیل عرض کی، آپ بولے "حاکم علی توں سچی توبہ کیتی اے، ایہوای وجہ اے کہ میرے مولا نے تیری سیاہی دھوچھڈی اے، بلیا پکارہیں سُکتے ای خبراں نے۔"

۱۶

گوالمنڈی لاہور کے محمد اشرف کا بیان ہے کہ میرا لڑکا محمد انور لاپتہ ہوگیا، بہت تلاش کی مگر بے سود، ایک طرف میری بیوی بچے کے غم میں نڈھال تھی۔ دوسری طرف میں پریشان و سرگرداں پھرتا تھا۔ مجھے ایک دوست نے جو حضرت میاں صاحب کا نیازمند تھا، آپ کے پاس جانے کو کہا غرض مند دیوانہ ہوتا ہی ہے، میں فی الفور حضور کے پاس پہنچا اور حقیقت حال عرض کی، آپ نے سن کر فرمایا "بلیا کوئی گل نہیں آجاوے گا" میں نے عرض کی حضور میری بیوی کا بہت بُرا حال ہے اور مجھ سے اس کی بے چینی دیکھی نہیں جاتی، آپ نے فرمایا "چنگا تے دونویں میاں بیوی اے وظیفہ پڑھیا کرو، چھیتی آجاوے گا" میں نے وظیفہ سیکھا اور گھر چلا آیا۔ ابھی ہم نے دو روز ہی پڑھا تھا کہ لڑکا خود بخود گھر آگیا، ہمارے گھر کی رونق بحال ہوگئی۔ میں اُسے ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا "بلیا اے کا کا تے کراچی وچہ جہازاں دی سیر کردا پھرداسی" میرے لڑکے نے اس حقیقت کا اعتراف کیا جس پر میں بہت متعجب ہوا، میں نے حضرت سے دُعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمائی۔ آج وہی لڑکا انتہائی فرمانبردار ہے اور یہ سب آپ کا فیضان ہے۔

۱۷

صوفی معراج دین نے بیان کیا کہ میرا نوجوان لڑکا محمد امین گھر سے ناراض ہوکر چلا گیا۔ وہ ایسا لاپتہ ہوا کہ تلاش بسیار کے باوجود اس کا کوئی سراغ نہ ملا، میں اور میرے گھر والے سخت پریشان تھے، جہاں کہیں پتہ چلتا، میں وہاں جاتا، مگر ناکام لوٹتا، بالآخر تنگ آکر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے دعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمائی اور کہا کہ معراج دین بلیا فکر نہ کر آجائے گا۔

Marfat.com

میں جب گھر واپس پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ محمد امین اپنی والدہ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ اوکاڑہ چلا گیا تھا اور وہاں ایک مل میں کام کرنے لگ گیا تھا۔ کل اچانک میری پنڈلی میں سخت درد اٹھا، میں بہت پریشان ہوا، تھوڑا بہت علاج معالجہ بھی کیا مگر کچھ فرق نہیں پڑا، کل تمام رات اسی کرب و بے چینی میں گزری۔ آج صبح سویرے ہی میاں صاحب تشریف لائے اور مجھے چائے لانے کا حکم دیا۔ میں چائے کے لئے اٹھا تو درد جاتی رہی۔ جب آپ نے چائے پی لی، تو فرمانے لگے، گھر سے ناراض ہو کر کیوں آئے ہو، ابھی لاری پر بیٹھو اور گھر پہنچو، چنانچہ میں آج گھر چلا آیا، میں یہ سن کر بھونچکا رہ گیا اور حضرت کے تصرفات کے گن گانے لگا

۱۸

موضع چھاپہ کے سید صغیر شاہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے راستے ہی میں آپ کے ہاں دو تین روز قیام کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ میرے ساتھی کہنے لگے کہ ہم زیارت کے فوراً بعد واپس آجائیں گے۔ جب ہم آستانہ عالیہ پر پہنچے، تو اس وقت آپ دروازے میں کھڑے تھے، ہم نے سلام عرض کی اور دست بوسی کے بعد خاموش ہو گئے۔ آپ نے ہمیں مہمان خانہ میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لنگر تشریف لائے اور ہمیں کھانا کھلایا۔ جب ہم فارغ ہو چکے تو میرے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے "چنگا بیلیو تساں تے اج ہی واپس جاناں اے، تساں چلو، پر شاہ ہوریں ایتھے دو تین دن رہن گے۔" میں یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور دل سے آپ کی عظمت کا قائل ہو گیا۔ تیسرے دن میں نے آپ سے بیعت کی درخواست کی، آپ نے کرم فرمایا اور مرید کر کے دیگر علاوہ اوراد و وظائف کے نماز تہجد کی بہت تاکید کی۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ میں رات کو وقت پر نہ اٹھ سکتا تھا اور میرے پاس گھڑی بھی نہیں تھی جس سے وقت دیکھ سکتا۔ رات کو اٹھنے کی اس پابندی نے مجھے بہت فکر مند کیا۔ میں اسی خیال میں مگن تھا کہ حضرت باہر تشریف لے گئے اور تھوڑی

Marfat.com

دیر کے بعد ایک شخص نے مجھے بلا مطالبہ و معاوضہ ایک نہایت اچھی گھڑی دے دی، میں نے لے لی اور واپس جانے کے لئے آپ کی اجازت کا انتظار کرنے لگا، آپ جب تشریف لائے تو میں نے اجازت مانگی، آپ نے مسکرا کر اجازت عطا فرمائی اور کہنے لگے "شاہ جی تہجد ضرور پڑھنا، نالے گھڑی تے وکھاؤ، اسی وی ویکھیئے کداں دی اے۔" میں نے گھڑی پیش کی، آپ نے ملاحظہ فرما کر مجھے واپس کر دی اور کہنے لگے "چنگا بیلیا تینوں مبارک ہووے" حالانکہ حضرت کے سامنے گھڑی کا معاملہ پیش نہیں آیا تھا۔ میں نے جان لیا کہ میرا شیخ، شیخ کامل اور روشن ضمیر ہے۔

۱۹

سانده کلاں لاہور کے محمد دین کا بیان ہے کہ میرا لڑکا گم ہو گیا، ہم نے بہت تلاش کی، مگر کوئی سراغ نہیں ملا۔ پریشان ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھا اور پوچھا محمد دین کیسے آئے ہو۔ میں نے ماجرا عرض کیا فرمانے لگے "بیلیو دعا منگو" حضرت نے دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا "چند دناں تک آپ ای آجاوے گا" میں واپس گھر لوٹا، ابھی ہفتہ عشرہ ہی گزرا تھا کہ لڑکا خود بخود گھر پہنچ گیا۔

۲۰

موضع کرنانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے محمد دین ولد فضل الٰہی کا بیان ہے کہ میں جب پہلی دفعہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھے اوراد و وظائف، نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کی خصوصی تاکید کی۔ میں نے تسلیم کیا، مگر دل سے خائف تھا کہ رات کو اٹھنے کی عادت نہیں، کیسے اٹھوں گا، یہ تو خاصا مشکل ہے اور اگر نماز چھوٹ گئی، تو کیا ہو گا، میں ابھی اس ادھیڑ بن میں تھا کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے "توں نیت کر آپ ای جگا لوے گا تے جے کدی قضا بھی ہو جاوے تاں پڑھ لویں، اللہ مددگار اے" میں یہ سن کر آپ کا دل سے قائل ہو گیا۔

Marfat.com

۲۱

ساندہ کلاں لاہور کے محمد لطیف کا بیان ہے کہ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ آپ کی زیارت کے قصد سے گھنگ روانہ ہوا۔ راستے میں معلوم ہوا کہ آپ جودھیاپور تشریف لے گئے ہیں، ہم بھی جودھیاپور چلے گئے، گرمی کا موسم تھا، سخت دھوپ تھی، ہم نے دیکھا کہ آپ آم کے ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے، ہم حاضرِ خدمت ہوئے، میں پنکھا لے کر آپ کو ہوا کرنے لگا، آپ نے فرمایا کیسے آئے ہیں، میں نے عرض کی حضور میں کھیتی باڑی کے کام سے تنگ آگیا ہوں اور میرا ملازمت کرنے کا خیال ہے، آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، میں نے پھر عرض کی حضور ایک جگہ ملازمت مل سکتی ہے، مگر سفارش درکار ہے، کیا کروں، کوئی سفارش نہیں ملتی۔ آپ نے ازراہِ کرم فرمایا "یارہ مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کے جاویں، کم بن جاوے گا" میں رخصت ہو کر جب اُس جگہ ملازمت کے سلسلہ میں گیا، تو میں نے حسب الحکم گیارہ مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ملازم رکھنے والا حاکم آیا، تو اس نے مجھے ملازمت پر رکھ لیا، جبکہ میرے کئی ساتھی جو کہ مجھ سے بہر صورت اچھے تھے، ناکام لوٹے، یہ سب حضور کا کرم تھا۔

۲۲

محمد لطیف مذکور ہی کا کہنا تھا کہ مجھے سگریٹ نوشی کی شدید لت تھی، حقہ اس کے علاوہ پیتا تھا جب حضرت سے بیعت ہوا، تو آپ مجھے نماز و ذکر کی تلقین کی اور حقہ، سگریٹ نوشی سے منع کیا، میں نے پکا وعدہ کیا اور تقریباً دس سال تک پابند رہا۔ ایک روز دوستوں کی محفل میں میں نے سگریٹ پی لیا، مگر مجھے وعدہ خلافی کھٹکتی رہی۔ اس واقعہ کے چند روز بعد حاضرِ خدمت ہوا، تو آپ ناراض ہوئے اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے "وعدہ توڑنا بے شرماں دا کم اے" میں فوراً سمجھ گیا اور آپ سے معافی مانگی اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔ حضرت نے دُعا دے کر رُخصت فرمایا۔ آپ اس حد تک مریدین سے باخبر تھے۔

Marfat.com

۲۳

حاجی قادر بخش صاحب نے خود بیان کیا کہ میں حج کے لئے گیا، تو مکۃ المکرمہ کے محلہ جیاد میں ٹھہرا۔ حج سے فارغ ہو کر ایک حجام سے ڈاڑھی کا خط بنوایا، حجام نے میری ڈاڑھی زیادہ کتر دی اور وہ حدِ شرعی سے کم ہو گئی، گو حجام نے غلطی سے ایسا کیا، مگر میں جانتے ہوئے بھی چُپ رہا؛ تاہم دل میں یہ بات کھٹکتی رہی۔ عشاء کی نماز کے بعد میں سو گیا، تو مجھے حضرت میاں صاحب کی زیارت ہوئی۔ آپ مجھ سے ملے اور فرمایا "حاجی صاحب حج کرن آئے ہو کہ ڈاڑھی منڈان"۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ میں خواب ہی میں بہت شرمسار ہوا، جب آنکھ کھلی تو تہجد کا وقت تھا۔ میں فوراً اٹھا اور پروردگارِ عالم کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگی۔

۲۴

جھیڈو کے ملک سید احمد کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ قتل کے شبہ میں قید ہو گیا، مجھ پر مقدمہ بن گیا اور مجھے عمر قید کی سزا ہو گئی، میں بہت پریشان رہتا تھا کہ یاالٰہی میں نے تو قتل نہیں کیا" مگر یہ سزا مجھے کیونکر مل رہی ہے؛ تاہم میں نے اپیل دائر کی اور حضرت کو دُعا کے لئے کہلوا بھیجا۔ جن دنوں میری اپیل زیرِ سماعت تھی۔ ایک رات حضرت میاں صاحب خواب میں تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ میں جس کمرے میں ہوں، اُسے دو تالے لگے ہوتے ہیں۔ جب حضرت ان کے قریب ہوتے تو وہ تالے خود بخود کھل کر گر گئے اور آپ میرے پاس آگئے اور مجھ سے کہنے لگے "سید یا اٹھ چلیے" میں حسب الحکم آپ کے ساتھ چل دیا اور باہر جیل کے دروازے پر پہنچا، تو ڈر سے کانپنے لگا کہ کہیں پہرے دار مجھے دوبارہ نہ پکڑ لیں مگر میری حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ پہریداروں نے ہمیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور دروازہ کھول دیا اور ہم باہر نکل آئے اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں سمجھ گیا میری رہائی ہونے والی ہے، چند روز ہوئے تھے کہ مجھے رہائی مل گئی اور یہ سب حضرت کا صدقہ ہے۔

Marfat.com

۲۵

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب ایک مرتبہ شاہ پور کانجرا تشریف لائے۔ ایک سید لڑکا جس کا نام محراب علی شاہ تھا، حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا حافظہ اچھا ہو جائے، میرا حافظہ بہت کمزور ہے اور مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔ آپ نے نام پوچھا، تو لڑکے نے بتایا، حضور یہ جان کر کہ یہ لڑکا سادات سے ہے، بہت عزت و احترام سے پیش آئے، اپنے پاس بٹھایا اور از راہِ کرم فرمایا "شاہ جی جدوں وی پڑھنا شروع کرو پہلے ست واری بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو، حافظہ ٹھیک ہو جاوے گا۔" اس کے بعد دُعا فرمائی۔ اُس سید لڑکے کا بیان ہے کہ اب میرا حافظہ انتہائی قوی ہے اور یہ سب حضرت کا کرم ہے۔

۲۶

گھنگ کے سنتری عمر دین کا بیان ہے کہ میری بھینس نے دودھ دینا بند کر دیا۔ میں بہت پریشان ہوا، علاج معالجہ کیا، مگر بے سود، بس اتنا ہوا کبھی دودھ دیتی اور اکثر نہ دیتی۔ اس دوران رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا اور دودھ نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی بڑھی۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور دودھ نہ ہونے کی وجہ بہت تنگی ہے۔ آپ نے فرمایا "اوہدے کن وچ جا کے کہہ دے کہ میاں صاحب آکھ دے نے کہ روزیاں دے مہینے وچ تے سانوں دودھ پلا مڑ تیکی جاوے گی۔" میں نے ایسا ہی کیا، بھینس باقاعدگی سے دودھ دینے لگی اور جوں ہی رمضان المبارک گزرا، اُس نے دودھ دینا بند کر دیا۔ میں پھر حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا "بھئی اوہنے کہنا پورا کر دتا اے ہن اینہوں ویچ دے۔"

۲۷

مشتاق احمد ملتانی کا بیان ہے کہ مجھ پر لاہور میں ملازمت کے دوران مقدمہ بن گیا، میں

Marfat.com

بہت پریشان تھا، میرے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ میں ضمانت کی کوشش میں لگ گیا، مگر بات نہ بنی، میں مزید گھبرا گیا، تاہم کوشش جاری تھی، معاً مجھے آپ کا خیال آیا، تو میں فوراً حاضرِ خدمت ہوا اور اپنی مصیبت سنائی۔ آپ بڑے مہربان تھے، فرمانے لگے "اللہ رحم کرے گا" پھر آپ نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگلیوں پر چھ تک گنا اور چپ ہو گئے، میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ میں چھ روز تک حضرت کے آستانہ پر رہوں گا، چاہے کچھ بھی ہو، ساتویں روز آپ نے مجھے فرمایا "بیلیا پتہ تاں کر تیرے مقدمے دا کی حال اے"۔ میں اسی روز لاہور آیا، تو میری ضمانت اسی دن منظور ہو گئی اور یہ سب آپ کا فیضان تھا۔

۲۸

لاہور کے ریاض صاحب کا بیان ہے کہ میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا کہ ایک شخص اپنی بھینس لے کر حاضر ہوا۔ اُس نے بھینس باہر کھونٹے پر باندھی اور خود حضرت کے پاس آکر کہنے لگا حضور میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میری بھینس دودھ نہیں دیتی اور میں اسے بھی ساتھ لایا ہوں، حضور دُعا کریں کہ وہ ٹھیک ہو جائے، آپ نے فرمایا "بیلیا پہلے توں آپ ٹھیک ہو فیر اوہ بھی ٹھیک ہو جاوے گی"۔ آپ نے فرمایا "توں کتھے ٹھیک ایں، نماز پڑھدا نئیں، رب دے آکھے لگدا نئیں تے مجھ تیرے آکھے کس طراں لگے"۔ وہ بولا حضور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا، پھر اس نے ظہر کی نماز آپ کی معیت میں پڑھی اور پھر آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے اسے دیکھا اور کہا "چنگا بیلیا چل فیر مجھ ٹھیک ہو جاوے گی"۔ وہ شخص بولا حضور میں بھینس دھو کر نہ دیکھ لوں، فرمایا "تیری مرضی آساں کدوں روکیا اے پر ایہدی کنڈ تے پانی دی بالٹی سٹ لئیں، دُھپے کھلوتی رہی اے"۔ اس نے ایسا ہی کیا، ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بھینس نے بھرپور دودھ دیا، اس دیہاتی نے وہ سارا دودھ نذر کیا اور اپنے گھر چل دیا۔

Marfat.com

۲۹

لونارياں کے مستری غلام حیدر کا بیان ہے کہ میری بھینس چوری ہو گئی۔ ہم نے بہت تلاش کی، مگر بھینس نہ ملی۔ میں نے اپنے بھائی مستری معراج دین کو کہا کہ وہ حضرت کے حضور حاضر ہو کر دُعا کرائے تاکہ ہماری بھینس مل جائے۔ وہ حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا "مل جاوے گی قسم نہ لویں"۔ اس نے آکر بتایا کہ حضرت نے ایسا فرمایا ہے، میں چُپ ہو رہا یہاں تک کہ چھ ماہ گزر گئے اور ہم مایوس ہو گئے۔ اسی اثنا میں میں خود حاضرِ خدمت ہوا، تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "بیلیو دُعا منگو" آپ نے دُعا فرمائی اور میں واپس گھر چلا آیا۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ ایک شخص خود بخود بھینس ہمارے گھر چھوڑ گیا اور یہ سب آپ کی دُعا کا اثر تھا۔

۳۰

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حاضرِ خدمت ہوئی اور اپنے دیہاتی انداز میں حضرت سے عرض کرنے لگی "میاں جی! میری نونہہ (بہو) دے گھر کوئی اولاد نئیں ہوندی، کتنے ای ورے لنگھ گئے نے، توں چنگا ساڈا پیراں ساڈھے لئی دُعا وی نئیں کردا۔" آپ یہ سن کر مسکرانے لگے اور اس بوڑھی عورت سے فرمایا "ماں جی نونہہ نوں جَو دی روٹی کھلایا کرو، تے نالے مٹھے تیل دی مالش دی کرو، رب بھاگ جگاوے گا، نالے اماں جی نماز تے درود شریف پڑھیا کرو۔" وہ عورت بولی آہنج ہی کراں گی۔ حضرت کے خدام کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ بعد وہی عورت بہو کو اس کے بچے کے ساتھ لے کر حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا "اماں راضی ایں" وہ بولی "اللہ دا بڑا کرم اے، میاں جی پر ہُن اہدا ناں تسیں ای رکھو" آپ نے اس بچے کا نام چراغ دین تجویز فرمایا اور دُعا دے کر رخصت فرمایا۔

۳۱

Marfat.com

جھیڈو کے مولوی محمد دین کا بیان ہے کہ وہ ایک رشتہ کے بارے میں بہت پریشان تھے اور کوشش بسیار کے باوجود کوئی بات نہ بنتی تھی، لاچار ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور دُعا کے لئے گذارش کی۔ آپ نے فرمایا "مولوی جی حالی ایک سال پیا ہویا اے"۔ میں واپس چلا آیا پورا ایک سال گزرا تھا کہ مسئلہ خود بخود حل ہو گیا۔

۳۲

آپ کے بھانجے محمد ابراہیم کا بیان ہے کہ میں لڑکپن کے زمانے میں ایک ہندو دوست جس کا نام "منگت رام" تھا، کے ہمراہ حاضرِ خدمت ہوا۔ منگت رام نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا تھا، اس نے عرض کی حضور دُعا فرمائیں کہ میں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں، آپ نے فرمایا "پاس ہو جاؤ گے بشرطیکہ جو ہم بتاتے ہیں، وہ پڑھا کرو"۔ منگت رام نے کہا اچھا حضور ایسا ہی کروں گا۔ آپ نے کچھ پڑھنا بتایا اور ہم اپنے گاؤں "گوہاوا" واپس آ گئے۔ منگت رام نے ابھی چند روز ہی پڑھا تھا کہ اس پر جنون کی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ اس حالت میں گھنگ شریف کی طرف دوڑتا، اس کے والدین اس صورتِ حال سے بہت مضطرب ہوتے اور اسے گھنگ سے پکڑ کر امرتسر لے گئے اور وہاں پنڈتوں سے جھاڑ پھونک کی درخواست کی۔ جب انہوں نے منتر وغیرہ پڑھنے شروع کئے، تو منگت رام کی حالت غیر ہو گئی اور اس نے اس زور سے "اللہ ہو" کی آواز نکالی کہ سارے پنڈت تھر تھر کانپنے لگے اور گھبرا گئے، ان میں سے ایک پنڈت بولا، یہ کسی مسلمان فقیر کا اثر ہے، اسے لے جاؤ کہیں اور مصیبت نہ ڈالے۔ منگت رام کو اس کے والدین واپس گوہاوا لے آئے، مگر منگت رام موقعہ پاکر گھنگ بھاگ گیا۔ آپ نے توجہ فرمائی منگت رام ٹھیک ہو گیا اور عرض کرنے لگا حضور مجھے مسلمان کر لیں۔ آپ نے کرم کیا اور اسے مشرف باسلام کیا اور اس کا نام محمد علی رکھا۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

۳۳

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ حاضرِ خدمت ہوا۔ ہم نے نمازِ ظہر آپ کی اقتدا میں ادا کی اور مہمان خانے چلے آئے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اب حضرت سے اجازت لے کر چلتے ہیں، کیونکہ گھر میں کوئی نہیں تھا جو بھینس کو چارہ ڈالے اور ڈھوئے۔ میرا ساتھی بولا آج تو بسوں میں بہت رش ہے، شاید بس بھی نہ ملے۔ میں نے کہا تاہم ہمیں ضرور چلنا چاہیئے۔ جب آپ تشریف لائے تو ہمیں دیکھ کر فرمانے لگے "چنگا پیلیو چلو فیر تیری مجھ بھُکھی اے، پر نماز رستے وچ ای پڑھ لویا جے، بس تہانوں مل جاوے گی"۔ ہم یہ سن کر بہت حیران ہوئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہمیں بس فی الفور مل گئی حالانکہ بھیڑ زیادہ تھی اور اس امر کا کوئی امکان نہ تھا اور یہ سب آپ کی برکت تھی۔

۳۴

موضع ارائیاں کے کالا ولد نواب دین کا بیان ہے کہ میں بیمار رہتا تھا، لیکن مجھے آپ سے عقیدت و ارادت تھی، میں بیعت کی غرض سے حاضرِ خدمت ہوا اور بیعت کے لئے درخواست کی۔ آپ نے از راہ کرم مجھے مرید بنایا۔ میں چاہتا تھا کہ صحت کے لئے آپ سے دُعا کراؤں۔ آپ نے خود ہی فرمایا "بھئی توں تگڑا نہیں رہندا"۔ میں نے عرض کی حضور ایسا ہی ہے، آپ نے فرمایا "بھئی ایہدے لئی دُعا منگو اللہ تعالیٰ اینہوں ظاہری و باطنی بیماریاں توں صحت عطا فرماوے"۔ حضور نے دُعا فرمائی میں اجازت لے کر واپس گھر لوٹا، ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ بالکل تندرست ہو گیا، کیوں نہ ہوتا، یہ سب حضرت کا کرم تھا۔

۳۵

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں شروع ہی سے متشرع تھا، میرے تمام رشتے دار، بہن بھائی

Marfat.com

حتیٰ کہ ماں باپ بھی میری ڈاڑھی کے خلاف تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری شادی نہیں ہو گی، بہتر ہے ڈاڑھی صاف کرا دو، میں نے کہا اب یہ تو ممکن نہیں، میں انہی دنوں حضرت سے بیعت بھی ہو گیا۔ شادی کا مسئلہ ڈاڑھی کی وجہ سے الجھ گیا، مگر میں ڈٹا رہا۔ کسی نے حضرت سے یہ ماجرا کہا، تو آپ نے اُس شخص سے کہا "جھیڑی بختاں وچ لکھی اے اوہ تے ملنی ای ملنی اے، دین کیوں خراب کرے"۔ جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو پوچھنے لگے "کی حال اے، شادی ہوئی آ کہ نہیں"۔ میں نے عرض کی اور کہا حضور اب تو دس بارہ سال گزر گئے ہیں، مگر معاملہ نہیں سلجھتا۔ آپ نے فرمایا "سنّت تے ڈٹیا رہو رب کریم نے تیرا کم چنگا بنا دتّا اے"۔ میں جب واپس لوٹا تو ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ ایک بہت اچھا رشتہ مل گیا۔

۳۶

مناظرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی (رحمتہ اللہ علیہ) نے بیان کیا کہ مجھے چند علمائے کے ساتھ قابلِ اعتراض تقاریر کے الزام میں نظربند کر دیا گیا۔ مارشل لاء کا زمانہ تھا، ہم پر بہت سختی کی گئی، ہم بہت پریشان ہوئے، میرے ساتھی تو بہت ہی گھبرا گئے۔ میں نے ایک ملنے والے کی معرفت حضرت کو دعا کے لئے پیغام بھیجا۔ انہی دنوں ایک رات جبکہ ہم جیل میں سو رہے تھے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت میاں صاحب قبلہ تشریف لائے اور ہمیں دلاسا دیا اور کہنے لگے "بیلیو گھبران دی لوڑ نئیں، دو دن دی گل اے"۔ اگلے روز ہم پر اور زیادہ سختی کی گئی، ہم بہت ہی گھبرا گئے۔ اگلی رات آپ پھر ملے اور فرمایا "کل چھٹی ہو جائے گی"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اگلے روز ہمیں عدالت میں طلب کیا گیا اور وجہ بتائے بغیر رہا کر دیا گیا۔

۳۷

شیراکوٹ کے محمد عنایت کا بیان ہے کہ میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں دوسرے حاضرین کی طرح آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک طوطا حجرہ شریف کی

Marfat.com

ایک دیوار کی "کھڈ" میں بیٹھا ہوا تھا، اُس پر حجرہ شریف کی بلی نے جست لگائی اور اسے منہ میں دبوچ کر بھاگ نکلی، طوطے نے شور کیا، حضرت متوجہ ہوئے اور ہمیں چھڑانے کے لئے فرمایا، ہم دوڑے مگر بلی قریبی کپاس کے کھیت میں گھس گئی۔ حضرت نے جب یہ دیکھا تو فرمایا "تسی مڑ آؤ آپی آ جاندی اے۔" ہم جوں ہی واپس لوٹے، بلی آئی اور حضور کے سامنے آکر طوطا چھوڑ دیا" طوطا خلاصی پاتے ہی اڑ گیا، ہم حیران تھے کہ جانور تک آپ کے تابع فرمان تھے۔

۳۸

محمد عنایت ہی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے اپنے چند مریدوں کے ساتھ میرے ہاں قدم رنجہ فرمایا، میں نے حسب الحکم صبح کے ناشتے کی تیاری کی، کیونکہ آپ نے جلد واپس پہنچنا تھا، میں نے ایک سیر سوجی کا حلوہ تیار کرایا اور ان کے ساتھ روٹیاں پکوائیں۔ ابھی ناشتہ تیار نہیں ہوا تھا کہ تیس پینتیس آدمی اور آپ کی زیارت کے لئے آگئے۔ مجھے تشویش ہوئی تو مجھے بلا کر فرمانے لگے "بیلیا فکر نہ کر جو کجھ تیار اے، ڈھک کے لے آ، اللہ برکت پاوے گا" میں نے حسب الحکم سب کچھ لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے سید سردار علی شاہ سے فرمایا "بیلیا اٹھ تے پکڑائی جا" آپ کھانا دیتے رہے اور وہ لوگوں تک پہنچاتا رہا، یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ یہ سب تقریباً چالیس آدمی تھے۔ آپ نے سب کو پورا کیا، مگر کھانا ابھی باقی تھا۔ جب سبھی کھا چکے تو مجھے فرمانے لگے "بھئی ایہ تبرک تساں بھی کھاؤ" میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میں جو کچھ لایا تھا اُس میں سے کافی باقی تھا اور یہ سب آپ کی برکت تھی۔

۳۹

لاہور کے معراج دین کا بیان ہے کہ میں حضرت میاں صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ آپ بڑی تکریم سے پیش آتے تھے کیونکہ آپ میرے پیر بھائی تھے، فرمانے لگے "بھئی کیسے آئے ہو؟" میں نے عرض

Marfat.com

کی حضور مجھے طمانیت قلبی حاصل نہیں، باوجودیکہ میں شرع کا پابند ہوں اور اعلیٰ حضرت شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے وظائف بھی پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا "بیلیا کوئی گل نئیں میرے پیر دا صدقہ مولا کرم کرے گا۔" کچھ دیر توقف فرما کر کہنے لگے "معراج دین سخی دا مرتبہ بلند ہے، اپنے کھانے وچوں کجھ جانوراں نوں بھی دیا کر، پر ایہہ گل چپ کر کے کری جا" اور دعا فرمائی۔ میں نے یونہی کیا، میرے دل کو سکون حاصل ہو گیا۔

۴۰

چک نمبر ۱۵۹ بھوپال والا کے نمبردار فوجہ سنگھ کی لڑکی کسی مہلک بیماری میں مبتلا تھی۔ نمبردار فوجہ سنگھ نے بہت علاج معالجہ کیا، مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت قریبی چک نمبر ۲۴ میں تشریف لے گئے۔ کسی نے نمبردار فوجہ سنگھ سے آپ کا ذکر کیا۔ وہ ننھی بچی کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور صورتِ حال عرض کر کے دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے بچی سے فرمایا "بیٹی کس دا ناں جپنی ایں؟" وہ لڑکی کہنے لگی "واہگرو جپنی آں، ست سری اکال آکھنی آں۔" آپ نے فرمایا "اج توں اللہ اللہ آکھیا کر، میرا اللہ تینوں تندرستی دیوے گا۔" وہ بچی کہنے لگی "بہت اچھا سرکار۔" آپ نے دعا دے کر رخصت کیا، وہ لڑکی چند ہی روز میں بالکل صحت مند ہو گئی۔

۴۱

عزیز احمد شاکر کا بیان ہے کہ میں قادیانی لٹریچر پڑھتا رہتا تھا اور جماعت کے اکثر لوگوں سے دوستانہ مراسم تھے۔ چوہدری عطا محمد ریٹائرڈ سب جج سے میرا خاص تعلق تھا اور وہ اس وقت قادیانی جماعت کے سیکرٹری تھے۔ چوہدری عطا محمد نے مجھے بہت قائل کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود کی بیعت کے لئے آمادہ کر لیا۔ ایک مرتبہ مرزا بشیر الدین محمود چوہدری عطا محمد کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ چوہدری عطا محمد کا ایک لڑکا جرمنی میں قادیانیوں کا بڑا مبلغ تھا، اس وجہ سے چوہدری خاصا بااثر تھا۔

Marfat.com

میں بھی دعوت میں شریک ہوا۔ طعام سے فارغ ہو کر چوہدری نے میرے لئے مرزا صاحب سے درخواست کی۔ مجھ سے مرزا صاحب نے پوچھا "شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ" میں نے کہا: "شادی شدہ ہوں" مرزا صاحب بولے "تو بیوی کو ساتھ کیوں نہیں لائے۔ میں نے کہا وہ جماعت کے سخت خلاف ہے اور اس ضمن میں کچھ سُننا گوارا نہیں کرتی۔ مرزا صاحب نے کہا "پہلے اُسے قائل کرو، پھر بیعت کریں گے۔" میں واپس لوٹ آیا۔ اس واقعہ کا میرے اور چوہدری عطا محمد کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔ چند روز کے بعد میں کسی کام سے گھنگ گیا اور وہاں حضرت میاں صاحب سے بھی ملا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "بیلیا رب نے تینوں مرتد ہو دن توں بچالیا اے۔" پھر اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے مسکرانے لگے۔ میں یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور اپنے ساتھیوں سے حقیقتِ حال بیان کی۔ وہ سب کہنے لگے یہ سب حضرت کی روشن ضمیری کی علامت ہے۔ اس کے بعد میں آپ کے سامنے تائب ہوا اور آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

۴۲

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں اپنے بچوں کے ہمراہ حضرت کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ میں جیا بگا سٹیشن پر اترا اور سٹیشن ماسٹر سے گاڑیوں کے اوقات آمد و رفت معلوم کر کے سٹیشن سے باہر نکلا۔ میرا خیال تھا کہ ڈیڑھ بجے والی گاڑی سے واپس چلا جاؤں گا۔ میں نے تانگے والے سے آمدورفت کا کرایہ طے کر کے گھنگ پہنچا۔ حضرت کی زیارت کی۔ آپ نے میاں عبدالحق سے کہا کہ ان کے کھانے کا اہتمام کرو اور ان کے اہل و عیال کو زنان خانہ بھیج دو، جب ہم کھانے سے فارغ ہو گئے تو میں نے دُعا اور اجازت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا "بیلیا حالی آرام کر شام توڑی کوئی گڈی نئیں آونی" میں نے بہت اصرار کیا، تو فرمانے لگے "آرام کرلیندوں تے چنگا سی پر تیری مرضی" میں اجازت لے کر نکلا۔ بیوی بچوں کو ساتھ لیا اور تانگے سے سٹیشن پہنچا، مگر راستے میں مجھے حضرت کے جملے "آرام کرلیندوں تے چنگا سی، شام توڑی کوئی گڈی نئیں لبھنی" کھٹکتے رہے۔ سٹیشن پر پہنچ کر میں نے سٹیشن

Marfat.com

ماسٹر سے پوچھا کہ کیا ڈیڑھ بجے والی گاڑی آرہی ہے۔ اُس نے کہا شام سات بجے تک کوئی گاڑی نہیں آئے گی، گاڑیاں لیٹ ہیں۔ میں بہت حیران ہوا کہ حضرت نے سچ فرمایا تھا، کاش میں آپ کی بات مان لیتا، چنانچہ بہت پریشانی اٹھا کر گھر پہنچا اور یہ سب آپ کی نافرمانی کا نتیجہ تھا۔

۴۳

آپ کے خدام کا بیان ہے کہ جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء سے چند روز پہلے آپ پریشان ہو کر اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے "بیلیو ہندوؤں نے حملہ کرتا اے، ہندوؤں نے حملہ کر دتا اے"۔ ہم بڑے متعجب ہوئے کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں؟ حالانکہ جنگ کی کوئی بات نہیں، چند روز ہی گزرے تھے کہ آپ کا فرمان سچ نکلا۔

۴۴

حضرت کے خدام کا بیان ہے کہ جون ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ سے پہلے آپ نیند سے بیدار ہوئے اور آہیں بھر کر کہنے لگے "مسلماناں دے گھر بار لٹے گئے، عوتاں بے عزتاں کیتیاں گیاں نے، تباہی"۔ اس کے بعد رونے لگے، ہم بہت پریشان ہوئے، ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ صیہونیوں کے مصر پر حملہ کی کربناک خبریں سنیں، اسی طرح ایوب خان کے آخری دنوں میں فرمانے لگے "بیلیو مارشل لآ"۔ اور ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ یحییٰ خان نے ملک بھر میں مارشل لآ لگا دیا۔

۴۵

ریاض صاحب کا بیان ہے کہ مجھے خونی بواسیر کی شدید شکایت تھی۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے مجھ کو تکلیف شروع ہوگئی۔ میں اٹھ کر باہر جانے لگا تو آپ نے فرمایا "کی گل اے"؟ میں نے عرض کی مجھے خونی بواسیر کی شکایت ہے اور اس وقت مجھے تکلیف شروع

Marfat.com

ہے اس لئے باہر جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا "تے بیلیا کوئی علاج کر" میں نے عرض کی حضور علاجوں سے تنگ آچکا ہوں۔ آپ مہربان ہوئے اور فرمایا "نیم گھوٹ کے پیا کر" میں نے عرض کی حضور یہ بھی آزما چکا ہوں اور اب کڑوی دوا پی نہیں جاتی۔ آپ فرمانے لگے "اچھا ساڈھے کہن تے پی" میں نے عرض کی حضور مجھ سے نہیں پی جاتی۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے "بچیاں وانگر ضد کرنا ایں اچھا نیم سونگھ لے"۔ چنانچہ میں نے حسب الحکم نیم سونگھ لی، آپ نے دعا فرمائی، بحمداللہ میں اس روز سے بالکل ٹھیک ہوں۔

۴۶

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ جس سال حضرت میاں رحمت علی صاحب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی حاضر تھا، وہاں مجھے آپ کی تشریف آوری اور طبع اقدس کے ناساز ہونے کا علم ہوا، میں نے تلاش کی، مگر آپ کو نہ پاسکا۔ رات خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا "تم میاں صاحب کی خبر لینے نہیں گئے"۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے ان کا گھر معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا "سامنے دیکھو" صبح اٹھ کر میں تلاش میں نکلا، تو قریب ہی حضرت کا ٹھکانہ مل گیا، میں جب حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور اشاروں میں خواب والا واقعہ بتادیا" میں بہت حیران ہوا اور آپ کی عظمت کا قائل ہوگیا۔

۴۷

حاجی جھنڈا (لدھیکی اونچے والے) کا حلفیہ بیان ہے کہ میں آستانہ عالیہ پر حاضر خدمت ہوا اور آپ سے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے بیعت فرمایا۔ مجھے حج و زیارتِ مدینہ کا بہت شوق تھا، مگر زادِ راہ نہیں تھا۔ ایک روز میں نے آپ سے عرض کی حضور اب تو شوق زیارت اس قدر

Marfat.com

بڑھ گیا ہے کہ مجھ میں برداشت کی تاب نہیں۔ آپ نے فرمایا "چنگا بیلیا لگا جا" میں آپ سے یہ سن کر رائے ونڈ سٹیشن پر پہنچا، میرے پاس صرف نو آنے تھے اور دل میں یہ کھٹکا کہ پیسے نہیں ہیں حج کیوں کر ہوگا، لیکن حضرت کا فرمان "لگا جا" دلاسا دیتا۔ میں رائے ونڈ سے سوار ہو کر کراچی پہنچ گیا، مجھے نہ تو راستے میں کسی نے ٹکٹ پوچھا اور نہ ہی اسٹیشن پر، کراچی میں حاجی کیمپ میں پہنچا اور دو تین روز تک وہاں رہا، پھر چپکے سے ایک جہاز میں سوار ہو گیا۔ جدہ تک مجھے کسی نے نہ پوچھا۔ جب جدہ پہنچا تو وہاں بھی کسی ملازم نے مجھے نہ ٹوکا اور میں وہاں سے حرم شریف چل دیا۔ تعجب تو یہ ہے کہ مکہ بھی بس سے پہنچا، مگر کسی نے کرایہ نہ مانگا۔ میں نے مکہ میں مزدوری بھی کی اور حج بھی کیا اور وہاں سے فارغ ہو کر مدینہ شریف حاضری دی۔ پھر حسبِ سابق واپس لوٹا، رائے ونڈ سٹیشن تک مجھے کسی نے کچھ نہ پوچھا۔ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے دیکھ کر آپ مسکرانے لگے اور فرمایا "آ گیا ایں، بیلیو جھنڈا حج کر کے آیا اے اینوں ملو" میں یہ سن کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور میں نے پیر بھائیوں کو سارا واقعہ سنایا، تو سب کہنے لگے کہ یہ سب آپ ہی کا کرم ہے، ورنہ اس طرح حج کہاں ممکن ہوتا ہے۔

۴۸

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک مرتبہ چک نمبر ۱۴۲ لاہوریاں والہ (نزد چک جھمرہ) تشریف لے گئے۔ بہت سے عقیدت مند اور مرید حاضر تھے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے جو وہاں کے رئیس اور وکیل عزیز الدین کے رشتہ دار تھے، گذارش کی حضور عزیز الدین مدت سے بیمار ہے، بہت علاج کئے، مگر بے سود، اب تو چلنے پھرنے سے بھی معذور ہے۔ اُس نے عرض کی کہ آپ ازراہِ کرم میرے ہاں ضرور تشریف لائیں اور میرے لئے دُعا بھی فرمائیں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ دوپہر کو محلے کی قریبی مسجد میں تشریف لے گئے اور وضو فرما کر نماز ادا کی، مسجد خستہ حالت تھی، پانی کا انتظام نہ ہونے کے برابر تھا، صفیں ٹوٹ پھوٹ چکی تھیں۔ آپ نے مسجد کی یہ حالت دیکھ کر بہت تأسف کیا اور اہالیانِ کو مسجد آباد کرنے کا حکم دیا۔ سہ پہر کو عزیز الدین کے رشتہ دار آئے اور آپ کو لے گئے۔

Marfat.com

انھوں نے تواضع بہت کی۔ عزیزالدین نے اپنا حال بیان کر کے دُعا کی گذارش کی۔ آپ نے فرمایا "چنگا بیلیا ایس مسیت دیاں صفاں مہیا کر دے، ٹوٹیاں ٹھیک کرا، کھوہ دا بوکا پوا، نالے مسیت دی مرمت کرا دے، توں ٹھیک ہو جاویں گا"۔ چوہدری عزیزالدین کہنے لگا حضور یہ تو فی الفور ہو جائے گا۔ اس نے اُسی وقت اس کام کے بندوبست کرنے کو کہا، اگلے روز کام شروع ہو گیا۔ اُسی روز عزیزالدین تندرست ہو گیا اور ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نے ظہر کی نماز ہمارے ساتھ ادا کی۔ کہاں وہ چلنے سے معذور اور کہاں نمازِ ظہر با جماعت پڑھنا، یہ سب حضرت کی مہربانی اور نگاہِ کرم کا اثر تھا، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر مشکل دی کنجی یار وسّے مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرے جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

۴۹

گھنگ کے چوہدری محمد ابراہیم کا بیان ہے کہ میں حاضرِ خدمت ہوا اور میں نے عرض کی حضور میری ہمشیرہ جو لائل پور رہتی ہے، شدید بیمار ہے، اُس کے لئے دُعائے صحت فرمائیں یا میرے ساتھ لائل پور تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا "اچھا کسی وقت چلیں گے۔ چند ہفتوں بعد آپ نے فرمایا "ابراہیم ہم لائل پور جا رہے ہیں"، میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے عزیزوں کو لائل پور آمد کے متعلق اطلاع دے دی۔ جب ہم لائل پور پہنچے تو معلوم ہوا کہ میری ہمشیرہ ہسپتال میں داخل ہے اور ڈاکٹروں نے علاج سے مایوسی ظاہر کر دی۔ آپ نے انتہائی کرم فرمایا اور ہسپتال تشریف لے گئے اور میری ہمشیرہ کو دیکھ کر فرمانے لگے "بی بی نوں گھر لے چلو" ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا "اینوں دیسی گھیو دے پروٹھے کھلاؤ" اور سرسوں کا تیل دم کر کے مالش کے لئے دیا۔ ہم نے حسب الحکم کیا۔ ڈاکٹر اس تجویز پر سخت حیران تھے، آپ نے میرے بہنوئی کو نماز اور داڑھی کی تلقین کی اور میری ہمشیرہ کو نماز کی پابندی کا فرمایا۔ دونوں نے تسلیم کیا۔ اس کے بعد آپ قریبی گاؤں کی طرف اپنے چند مریدوں

Marfat.com

کے ہاں تشریف لے گئے۔ ہم نے حضرت کا بتایا ہوا علاج جاری رکھا۔ ابھی تین چار روز ہی گزرے تھے کہ میری ہمشیرہ بالکل صحت یاب ہوگئی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی۔

۵۰

حاجی بہادر علی کا بیان ہے کہ ہمارے گاؤں (گھنگ) میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی۔ گھر کے گھر خالی ہوگئے۔ میں بھی شدید بیمار ہوگیا اور میرے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ میں اسی حال میں بستر پر پڑا تھا کہ حضرت کا گزر ہماری گلی سے ہوا۔ میری والدہ نے آپ سے عرض کی "میاں جی دُعا کرو نا م بچہ بچ جاوے، میں اینوں تہاڈی خدمت وچہ نذر کردیاں گی۔" آپ نے فرمایا "چنگا اماں جی اللہ اینوں شفا دیوے گا۔" آپ اتنا کہہ کر آگے بڑھ گئے۔ آپ کی نگاہ کا کرم ہوگیا کہ میں ایک دو دن میں بھلا چنگا ہوگیا۔ اُس دن سے آج تک میں خود کو حضرت کا خادم ہی کہتا ہوں اور میں نے آپ کی حیات میں پورے چھتیس برس آپ کی خدمت میں گزارے ہیں۔ اس دوران میں نے آپ کو ہمیشہ کریم، خلیق اور بڑا مہربان پایا۔

۵۱

چک نمبر ۲۴ لاہوریاں والہ (نزد چک جھمرہ) کے چوہدری نور محمد کا بیان ہے کہ میرے لڑکے محمد عباس کی ٹانگ پر "گھمیر" تھا۔ بہت علاج کئے، مگر کچھ فرق نہ پڑا۔ آخر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گذارش کی۔ آپ نے فرمایا اللہ رحم کرے گا اور تیل دم کرکے گھمیر پہ لگانے کا حکم دیا۔ ہم رخصت ہوئے، لیکن آپ کی طرف ہمارا حُسن اعتقاد نہ تھا۔ جب گھر پہ پہنچ کر مالش کی تو تکلیف بہت بڑھ گئی۔ ہم پریشان ہوکر دوبارہ حاضرِ خدمت ہوئے اور ماجرا بیان کیا، آپ کہنے لگے "بیلیو تہانوں درویشاں تے اعتبار نئیں۔" ہم تہہ تک پہنچ گئے اور آپ کے روبرو بدظنی کی معافی مانگی۔

Marfat.com

آپ نے دوبارہ تیل دم کر کے دیا اور دُعا فرمائی۔ اپنی موجودگی میں مالش کا حکم دیا۔ ہم نے اسی طرح کیا اور واپس لوٹ گئے۔ ابھی ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ محمد عباس کو مکمل آرام آگیا اور خود بخود چل کر حاضرِ خدمت ہوا، یہ تھا آپ کا فیضان کرم۔

۵۲

لاہوڑاں کوٹ کے صوفی محمد شفیع کا بیان ہے کہ میرے ایک دوست کی بچی کو آسیب ہوگیا۔ اُس نے بہت جتن کیے، کئی عاملوں کو بُلوایا، مگر آسیب دُفع نہ ہوا۔ اُس نے مجھ سے ذکر کیا، تو میں نے اسے حضرت میاں صاحب کے پاس چلنے کو کہا، وہ فی الفور تیار ہوگیا۔ ہم بچی کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ آپ نے بچی کو دیکھ کر اشارہ کیا، آسیب جاتا رہا۔ آپ نے دُعا فرمائی اور ہم بخوشی واپس لوٹے، وہ بچی بفضلہ تعالیٰ بالکل ٹھیک ہے۔

۵۳

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میری بچی بہت سخت بیمار ہوگئی، یہاں تک کہ اس کے بچنے کی امید نہ رہی، میں حاضر ہونے سے مجبور تھا۔ میں نے حضرت کو جوابی چٹھی لکھ دی اور دُعا کے لئے عرض کی۔ آپ نے جواب عطا فرمایا اور جوں ہی جواب موصول ہوا، بچی بالکل ٹھیک ہوگئی اور یہ سب آپ کی دعاؤں کا صدقہ تھا۔

۵۴

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت اپنی نوجوان لڑکی کو لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی حضور میری لڑکی کو آسیب ہے یہ کپڑے پھاڑ دیتی ہے۔ بہت تعویذ گنڈے کئے ہیں، مگر یہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ آپ دُعا فرمائیں، اللہ اسے تندرست کر دے۔

Marfat.com

آپ نے لڑکی کو دیکھ کر فرمایا "بی بی اینہوں آسیب نئیں اے، ایہدی شادی کر دوے" پھر فرمانے لگے "آجکل بے حیائی بہت وَدھ گئی اے، شیطان کیوں نہ رنگ وکھاوے" وہ بوڑھی عورت بولی اس حال میں شادی کیسے کروں، فرمایا "توں گل بات کر رب کرم کرے گا" اس عورت نے واپس آکر رشتہ طے کیا اور شادی کر دی، لڑکی بالکل ٹھیک ہو گئی۔

۵۵

باغبانپورہ لاہور کے ایک ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ میرا بھائی ساکت، صامت اور جامد ہو گیا۔ ہم نے بہت جتن کیے، مگر وہ بحال نہ ہوا۔ تنگ آکر حاضر خدمت ہوئے اور کیفیت عرض کی۔ آپ اُن دنوں خود بیمار تھے، فرمانے لگے "بیلیا میں آپی بیمار آں، میں کی علاج کی کراں" حضرت کے خدام نے میری پریشانی دیکھ کر حضرت سے بہت سفارش کی۔ آپ نے فرمایا "ڈاکٹر صاب، کدو پکاؤ تے اُودا پانی کڈھ کے مِٹھے تیل وچ پکالوو، دُھپے بٹھا کے مالش کرو، کجھ دیر بعد ہلکے گرم پانی نال نہالوو، مولا کرم کرے گا" پھر دُعا فرمائی۔ میں واپس لوٹا اور حسب الحکم عمل کیا۔ دو تین روز گزرے تھے کہ میرا بھائی بالکل ٹھیک ہو گیا۔ میں بخوشی دوبارہ حاضر ہوا، تو آپ سے اس بیماری کی وجہ پوچھی، فرمانے لگے "دماغ وچہ اک غدود ہوندی اے اوہ جدوں خشک ہو جاوے تے بندا سل پتھر ہو جاندا اے، پر مردا نئیں۔" میں حضرت کا معتقد تو تھا ہی، آپ کے علم طب کا بھی قائل ہو گیا۔ کیوں نہ ہو، اہل اللہ کی کیا عظمتیں ہیں۔

۵۶

صوفی معراج دین کا بیان ہے کہ میں بہت بیمار ہو گیا۔ بیماری کے دنوں میں میں نے اپنے مرشد (حضرت صاحب قبلہ) کو بہت یاد کیا۔ ایک رات حضرت خواب میں ملے اور مجھ سے فرمانے لگے۔ "ساری رات سُتا رہنا ایں، تہجد دی نماز پڑھیا کر۔" میں نے عرض کی حضور نماز کیسے پڑھوں؟ بہت

Marfat.com

بیمار ہوں،" فرمانے لگے "سبھناں بیلیاں دا ایہو حال اے، اسی آوندے آں تو اوہ سُتّے ہوئے ہوندے نے، ایہناں نوں کہہ دے رات نوں وی نماز پڑھن، چنگا توں تے اُٹھ، نماز پڑھ"۔ آپ نے یہ فرمایا تو میری آنکھ کھل گئی اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔ اُس روز سے میں باقاعدہ تہجّد پڑھتا ہوں، میں نے دوسرے پیر بھائیوں کو حضرت کا حکم سنایا، تو وہ بھی خدا کی مہربانی سے نمازِ تہجد کے پابند ہوگئے، لیکن مجھ پر تو یہ حضرت کا خاص کرم ہے۔

۵۷

ایک صاحب کا بیان ہے کہ مجھے ایک مرتبہ ٹائیفائیڈ ہوگیا جس سے میری ایک ٹانگ بالکل بیکار ہوگئی، بہت علاج کیے، مگر بے سود۔ آخر ڈاکٹروں نے بھی جواب دے دیا۔ میری ماں حضرت کی بہت ارادت مند تھی، وہ حضرت کو یاد کرنے لگی۔ ایک رات وہ آپ کا ذکر کر رہی تھی کہ مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ خواب میں حضرت ملے اور کھجور کی گٹھلی کی مانند کوئی شے میری ٹانگ پر ملنے کے لئے دی۔ میں نے وہ گٹھلی لی، تو میری آنکھ کھل گئی، دیکھتا ہوں کہ وہ گٹھلی میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اسے ٹانگ پر ملنے لگا، اس کی برکت سے جہاں میں لنگڑاتا تھا، بالکل ٹھیک چلنے لگا۔ میری والدہ نے کہا بات ہے، میں نے ساری تفصیل عرض کی، وہ بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی مجھے بھی وہ گٹھلی دکھاؤ، میں نے وہ گٹھلی ماں کو دکھلائی اور اسے سرہانے رکھ کر سو گیا، دن چڑھا تو وہ گٹھلی غائب تھی۔ میری والدہ مجھے لے کر حاضرِ خدمت ہوئی اور ماجرا عرض کرنے لگی۔ آپ نے چپ رہنے کا اشارہ فرمایا۔ آپ نے سرسوں کا تیل منگوایا اور دَم کر کے دیا اور کہا کہ اسے ملتے رہو۔ پھر دعا فرما کر جانے کی اجازت دی۔ چند روز ہی گزرے تھے کہ میں بالکل ٹھیک ہوگیا۔ میں اب چل پھر سکتا تھا، مگر ٹانگ میں قدرے لنگڑا پن تھا۔ میں پھر خود حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی حضور اب معمولی کسر باقی ہے، فرمانے لگے "رمضان المبارک دے پورے روزے رکھ، ایہہ کسر وی نہیں رہے گی۔" چنانچہ جوں ہی رمضان گزرا، وہ تکلیف بھی جاتی رہی، سُبحان اللہ کیا تصرّف ہے۔

Marfat.com

۵۸

ووٹنگ کے زمانہ میں جھیڈو میں دو پارٹیاں بن گئیں، ہر پارٹی اپنی کامیابی کے لئے کوشاں اور سرگرم عمل تھی، باہمی پروپیگنڈا جاری تھا۔ پروپیگنڈے کے نتیجہ میں دونوں پارٹیوں میں ٹھن گئی اور دونوں پارٹیاں لڑنے مرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ دونوں گروہ اسلحہ سے لیس تھے۔ علاقہ کے امن پسند لوگ بہت مضطرب تھے، کیونکہ فساد کی آگ کسی وقت بھی بھڑک سکتی ہے۔ جھیڈو کے میاں محمد دین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنا کر دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا "اللہ رحم کرے گا، لڑائی نئیں ہووے گی، تساں فکر نہ کرو۔" پھر دُعا فرمائی۔ یہ آپ کی دُعا ہی کا اثر تھا کہ ووٹنگ کا مرحلہ بخیریت گزر گیا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا، باوجودیکہ دونوں پارٹیاں موقعہ کی تاک میں تھیں۔ محمد دین کا بیان ہے کہ میں جب دوبارہ حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی کہ حضور خیریت گزری ہے، تو فرمانے لگے "ایہہ سبھ مولیٰ دی رحمت اے۔"

۵۹

چک نمبر ۱۴۲ ج۔ ب لاہوریاں والہ کے انور علی ناگرا کا بیان ہے کہ میرے والد صاحب شدید بیمار تھے اور صحت کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ انہوں نے مجھے دُعا کرانے کے لئے حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ میں حاضر ہوا اور تفصیل عرض کی۔ اگلی صبح آپ نے مجھے چینی دم کر کے دی اور دُعا فرما کر جانے کی اجازت دی۔ میرا خیال تھا کہ میں موضع ہلو کے رات بسر کر کے اگلے دن گھر پہنچ جاؤں گا۔ میں اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے فرمایا "انور علی جس مریض نے تینوں گھلیا اے اونہوں تیری ڈاہڈی انتظار اے، سدھا گھر چلا جا۔" میں نے عرض کی حضور اب تو گاڑی کا وقت نہیں۔ فرمانے لگے "توں جا مل جائے گی۔" میں حسب الحکم سٹیشن پہنچا، تو فی الواقعی گاڑی مل گئی، حالانکہ گاڑی کا وقت نہیں تھا، مگر گاڑیوں میں تاخیر کی وجہ سے یہ گاڑی یونہی رُکی ہوئی تھی۔ میں جب گھر پہنچا تو والد صاحب

Marfat.com

میرے منتظر تھے۔ میں نے تفصیل بیان کی اور چینی پیش کی، انہوں نے کھائی۔ کچھ دیر بعد ان کی طبیعت خراب ہوگئی اور انہوں نے انتقال فرمایا۔ میں حیران تھا کہ اگر میں ہلّو کے ٹھہر جاتا تو مجھے والد صاحب سے ملاقات میسّر نہ ہوتی اور یہ حضرت کا کرم تھا کہ مجھے جلدی جانے کی تاکید کی اور راستہ میں ٹھہرنے سے منع کیا، کیوں نہ ہو آپ باخبر درویش تھے

۶۰

چک نمبر ۴۲ ج۔ ب لاہوریاں والہ نزد چک جھمرہ کے انور علی ناگراہی کا بیان ہے کہ میرا لڑکا محمد صدیق شدید بیمار ہوگیا، کسی نے نمونیہ بتایا اور کسی نے کوئی مرض۔ میں پریشان ہوکر اسے ہسپتال لے گیا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ بچے کے پھیپھڑوں میں پانی بھر گیا ہے، اپریشن ہوگا۔ ہسپتال میں میرا ایک ہمنوا بھی ڈاکٹر تھا۔ اس نے کہا بچے کی زندگی موت کا مسئلہ ہے، تمہیں اجازت دینا ہوگی۔ دوسرے یہاں رات رہنا ہوگا۔ میں بہت گھبرا گیا اور بچے کو ساتھ لے کر گھر واپس آگیا۔ گھر آکر مجھے حضرت یاد آئے۔ میں نے اپنے پیر بھائی سید الطاف حسین شاہ کو خدمتِ اقدس میں حاضری اور دعا کرانے کے لئے بھیجا۔ شاہ صاحب جب حاضرِ خدمت ہوئے اور تفصیل عرض کی تو میاں صاحب نے فرمایا" اپریشن دی لوڑ نئیں ایہ تیل دم کیتا ہویا لے جا۔ بچے دی کنڈ تے مل دیہو، تے چھاتی تے ملٹھی، زوفہ، بنفشہ دا لیپ کرو۔ مولا کرم کرے گا۔" پھر دعا فرمائی۔ ہم نے حسب الحکم عمل کیا۔ لڑکا تین چار روز میں بالکل تندرست ہوگیا اور یہ سب آپ ہی کا فیض تھا۔

۶۱

حاجی برکت علی اچھروی کا بیان ہے کہ مجھے شیخ کامل کی تلاش تھی اور میں اس سلسلہ میں سوچتا رہتا تھا، کئی جگہ حاضر ہوا، مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ ایک رات خواب میں حضرت میاں صاحب ملے اور مجھ سے ملے اور مجھ سے پوچھا کہ تم پریشان کیوں ہو، گھنگ کیوں نہیں آتے۔ میں نے کہا مجھے گھنگ کا پتہ

Marfat.com

نہیں۔ آپ نے مجھے خواب ہی میں لاہور سے گھنگ تک کا راستہ دکھا دیا۔ میں جب بیدار ہوا تو میری عجب کیفیت تھی۔ میں فجر کی نماز ادا کر کے گھنگ روانہ ہوا اور حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ اس وقت چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور ہاتھ میں پنکھا لئے ہوئے تھے۔ میں نے حاضر ہو کر سلام کیا اور آپ نے پہچان لیا، حالانکہ میں نے اس سے قبل آپ کو نہیں دیکھا تھا۔ آپ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے "بیلیا آگیا ایں، بیٹھ جا"۔ میں یہ سن کر رونے لگا اور مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں رونا جاتا تھا اور آپ دلاسا دیتے جاتے تھے بالآخر فرمانے لگے "بیلیا خالی رون نال تے کم نئیں بن دا"۔ کچھ دیر کے بعد جب میں پُرسکون ہوا تو میں نے بیعت کے لئے عرض کی۔ آپ فرمانے لگے "اعلیٰ حضرت شرقپوری فرماوندے ہوندے سن کہ جدوں بندا گھروں بیعت لئی نکل دا اے اودہی بیعت گھر ای ہو جاندی اے"۔ پھر مجھے شرفِ بیعت سے مشرف فرمایا اور ضروری امور کی تلقین فرمائی۔ نمازِ ظہر کے بعد میں نے اجازت چاہی تو فرمانے لگے چلو ہم تم کو خود الوداع کہتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ نہر کے کنارے تک تشریف لائے اور فرمانے لگے "چنگا بیلیا" میں نے دیکھا کہ آپ کسی اور طرف جلد متوجہ ہونا چاہتے تھے۔ میں نے اس کے باوجود عرض کی حضور، مجھے اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا بہت شوق ہے۔ فرمانے لگے "اچھا ہو جاوے گی، خدا حافظ"۔ میں وہاں سے لاہور پہنچا اور اسی رات مجھے خواب میں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہو گئی، اور یہ سب آپ کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے۔

۶۲

صوفی معراج دین کا بیان ہے کہ میری ایک حاجت تھی جو پوری نہیں ہوتی تھی اور مجھے اس کے بارے میں تشویش تھی، میں چاہتا تھا کہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر حضرت سے دعا کی التماس کروں، مگر مجھے وقت نہیں ملتا تھا۔ انہی دنوں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان ہے۔ اس کے باہر بہت سی جوتیاں پڑی ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ اتنی جوتیاں

کیوں پڑی ہوئی ہیں، وہ کہنے لگا کہ تونسہ شریف والے بزرگ تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ لوگ ان سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ میں جب اندر داخل ہوا، تو میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ میرے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہی حضرت میاں صاحب بھی تشریف لائے۔ میں نے حضرت کو دیکھا تو دُعا کے لئے عرض کی۔ آپ نے اُن بزرگ سے میرے لئے دُعا کی فرمائش کی۔ وہ بزرگ فرمانے لگے "ابھی پورے دو برس باقی ہیں، اللہ مہربانی کرے گا۔" میری آنکھ کھُلی تو میں بہت حیران تھا؛ چنانچہ جب میں حاضر خدمت ہوا، تو مجھے اس امر کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے "مولی مہربانی کرے گا۔" دو سال گزرے ہی تھے کہ وہ حاجت خود بخود پوری ہو گئی اور یہ سب آپ کا فیضان تھا۔

[stamp]

۶۳

حاجی برکت علی اچھردی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت کی علالت کی اطلاع ملی تو میں حاجی محمد دین کے ہمراہ میو ہسپتال پہنچا جہاں آپ زیر علاج تھے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آپ فارغ ہو کر دوبارہ گھنگ تشریف لے گئے ہیں؛ چنانچہ ہم دونوں وہاں سے سیدھے گھنگ پہنچے۔ ابھی ہم گاؤں میں داخل ہی ہوئے تھے کہ آپ نے ایک خادم سے فرمایا "دو حاجی ہسپتالوں لگے آوندے نے انہاں نوں میرے کول لے آ۔" وہ خادم ہمارے پاس آیا اور حضرت کا پیغام سنایا۔ ہم حاضر ہوئے تو فرمانے لگے "بھئی تہانوں فرصت نئیں ملدی، اٹھتیں دسیں مہینی ملدے او۔" ہم نے معذرت کی اور کچھ دیر ٹھہر کر اجازت لے کر واپس آ گئے۔ حاجی محمد دین کہنے لگا میاں صاحب کو کیسے علم ہوا کہ ہم ہسپتال گئے تھے۔ میں نے کہا یہی تو اہل اللہ کی نگاہ اور باخبر ہونے کی دلیل ہے۔

۶۴

چک نمبر ۲۴ ج۔ب لاہوریاں والہ (نزد چک جھمرہ) کے ریٹائرڈ رسالدار کیپٹن نذیر احمد ناگرا کا بیان ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے گلے کے دائیں طرف کے

Marfat.com

پٹھوں پر فالج ہے۔ میں نے ہر قسم کا علاج آزمایا، مگر صحت نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا" کالے شہتوت دا شربت پی، اللہ رحم کرے گا۔" میں نے حسب الحکم شربت استعمال کیا مجھے فائدہ ہوا، مگر تکلیف باقی تھی۔ اسی دوران میں سیالکوٹ سے بدل کر سبی چلا گیا، وہاں میرا گلہ بہت زیادہ خراب ہو گیا۔ میں نے بہت علاج کیئے، مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بالآخر ایک رات میں نے حضرت کو خط لکھا اور ملازم کو جلدی پوسٹ کرنے کے لئے دیا، اگلے دن میرا گلا بالکل ٹھیک تھا جیسے کوئی موذی مرض تھا ہی نہیں، حالانکہ ایسی تکلیف اتفاقیہ ٹھیک نہیں ہوتی اور یہ سب آپ کی توجہ اور برکت کی وجہ سے تھا اور میرا یہ یقین ہے کہ جوں ہی میں نے آپ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ کو خبر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی نگاہِ کرم بھی ہوئی۔

۶۵

کیپٹن نذیر احمد ناگرا کا بیان ہے کہ سبی میں ملازمت کے دوران مجھے شوق ہوا کہ میں قرآن شریف بمعہ ترجمہ و تفسیر پڑھوں؛ چنانچہ میں نے اس کارِ خیر کا آغاز کیا۔ چند روز کے بعد مجھے خیال ہوا کہ عربی متن پڑھنے کی ضرورت نہیں، صرف ترجمہ و تفسیر کافی ہے۔ میں نے اسے بہتر سمجھا اور بدوں عربی متن کے ۲۲ پارے مطالعہ کیئے۔ چھٹیوں کے دوران میں حاضرِ خدمت ہوا تو حضرت میاں صاحب نے مجھے سلام کا جواب نہ عطا فرمایا اور بڑے ناراض ہو کر فرمانے لگے" اگر عربی نہ اوندی ہووے تے تفسیر نئیں پڑھنی چاہی دی، ایس طراں عقیدہ خراب ہو جاندا اے۔" میں بہت حیران ہوا اور حضرت سے معافی مانگی۔ آپ نے کرم فرمایا اور کہنے لگے" بیلیا جے تینوں بہتا شوق اے تے تفسیر نعیمی پڑھ لیا کر، جھنگ بازار لائل پور توں مل جاوے گی۔" میں نے عرض کی بہت اچھا حضور، پھر میں واپس چلا آیا۔ میں نے اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد معلوم کیا کہ میں جو ترجمہ و تفسیر پڑھتا تھا، وہ بدعقیدہ حضرات کی تھی، تب میں سمجھا کہ آپ کیوں ناراض ہوئے تھے اور آپ نے عقیدہ کی خرابی کا ذکر کیوں کیا تھا۔

Marfat.com

۶۶

کیپٹن نذیر احمد ناگرا کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا تو آپ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ میں نے خدام سے پوچھا، وہ کہنے لگے آپ تشریف رکھیں ابھی آجاتے ہیں۔ میں ایک چارپائی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ حضرت کے خدام نے مجھے روکا، مگر میں نے سُنی ان سُنی کردی۔ وہ خاموش ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔ میں سگریٹ پی چکا تھا کہ حضرت تشریف لے آئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب عطا فرمایا اور کہنے لگے "بیلیا اسی سگریٹ پین توں اس لئے روک دے آں کہ ایتھے ہر ویلے درود شریف پڑھیا جاندا اے۔" میں بہت متعجب اور شرمندہ ہوا، میں نے معذرت کی حضور نے مسکرا کر دُعا فرمائی۔ کچھ دیر کے بعد میں واپس چلا آیا۔

۶۷

کیپٹن نذیر احمد ناگرا کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا۔ رات گھنگ میں گزاری اور اگلے دن فجر کی نماز حضرت کی اقتداء میں پڑھی۔ نماز کے بعد چادر بچھادی گئی اور شماروں (کھجور کی گٹھلیاں) کے ڈھیر لگا دیئے گئے اور سب لوگ ذکر میں مشغول ہوگئے اور میں حضرت کے بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور کافی دور تھا۔ یہ خاموش ورد تھا۔ میں نے گمان کیا کہ اسم ذات کا ورد ہوتا ہوگا اور مجھے جو درود شریف بتایا گیا ہے، وہ لمبا ہے اور مجھے اسم ذات ہی کا ورد کرنا چاہیئے۔ دوسرے لوگوں کو کام پر جانا ہوتا ہے، لمبا وظیفہ مناسب نہیں۔ حضرت نے جو چادر میں منہ چھپا کر تشریف فرما تھے، چادر ہٹا کے مجھے فرمایا "نذیر جو آکھیا ہویا اے اوہو ای پڑھ" میں یہ سن کر حیران ہو گیا کہ آپ کس قدر روشن ضمیر تھے۔

۶۸

کاہنہ کے مستری رحمت اللہ انصاری کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ ایک ٹھیکہ لیا۔ کارخانہ

Marfat.com

کے مالک مولوی عبدالقادر سے طے پایا کہ اگر کوئی پرزہ جس کی قیمت سو روپے سے زائد ہوگی کا نقصان ہوا، تو میں ذمّہ دار ہوں گا اور کم قیمت میں کوئی ذمّہ داری نہیں۔ میں نے منظور کیا۔ کام کے دوران مشینری خراب ہوگئی اور تقریباً ساڑھے چار ہزار روپے کا نقصان ہوا۔ میں بہت فکرمند ہوا، کیونکہ مجھ میں اتنی رقم برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ مولوی عبدالقادر نے مجھ پر دعویٰ کر دیا اور مختلف ذرائع سے مجھے ڈرایا دھمکایا۔ میں بہت زیادہ ہی پریشان ہوگیا۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولوی عبدالقادر میرے خلاف ساڑھے آٹھ ہزار روپے کی قرقی کا انتظام کر رہا ہے۔ میں بہت زیادہ ہی پریشان ہوگیا۔ میں یہ ساری رقم کہاں سے ادا کرتا۔ مجھے ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ماجرا سن کر دعا فرمائی اور ایک تعویذ باندھنے کو دیا اور فرمایا "اللہ کرم کرے گا"۔ میں تعویذ باندھ کر عدالت میں پیش ہوا، تو جج نے الٹا مولوی عبدالقادر کو ڈانٹا اور مقدمہ خارج کر کے مجھے بری الذمّہ قرار دیا۔ میں بہت متعجب تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ میں دوبارہ حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا "رحمت اللہ کی حال اے"۔ میں نے تفصیل عرض کی۔ آپ نے فرمایا "بیلیا فکر نہ کر ایہ کارخانہ ای رہنا"۔ چند ہفتے گزرے تھے کہ وہ کارخانہ بالکل ختم ہوگیا اور یہ سب آپ کا فیضان تھا۔

۶۹

کرنانہ کے محمد دین کا بیان ہے کہ مجھے زمین کا ایک پلاٹ خریدنا تھا، مگر مالکِ زمین نہیں مانتا تھا۔ میں مضطرب تھا کیونکہ وہ پلاٹ مجھے ضرور چاہیئے تھا۔ حضرت واصل بالحق ہو چکے تھے۔ میں آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا اور دُعا مانگی۔ ابھی دو تین روز ہی گزرے تھے کہ مالکِ زمین راضی ہوگیا اور میں نے وہ پلاٹ خرید لیا۔

۷۰

حضرت مولانا سلطان باہو صاحب کا بیان ہے کہ میرا بچپن کا زمانہ حضرت کے زیرِ سایہ

Marfat.com

گزرا ہے۔ ایک سال رمضان میں مَیں نے آستانہ عالیہ پر ختم قرآن کیا۔ ۲۸ رمضان المبارک کو اجازت چاہی، مگر آپ نے فرمایا "حافظ صاحب عید کے پڑھ کے جانا"۔ میں نے ضد کی۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب عید پڑھ کے ای جاؤگے"۔ میں نے پھر اصرار کیا۔ حضرت صاحب قدرے ناراض ہوئے اور فرمایا "اپنی مرضی کرو"۔ میں جوں ہی تیاری کے لئے اپنے حجرہ میں آیا تو مجھے سردی لگی اور شدید بخار ہوگیا۔ میں جانے کی بجائے حجرہ میں پڑا رہا، یہاں تک کہ عید کا دن آگیا۔ میں نے اُس دن قدرے آفاقہ محسوس کیا اور آپ کے پیچھے نماز عید ادا کی۔ فارغ ہو کر حاضرِ خدمت ہوا تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا "حافظ صاحب گئے کیوں نئیں"؟ میں نے عرض کی "بابا ڈاڈھا اے مینوں جاون نئیں دیندا"۔ یہ سن کر آپ ہنسنے لگے اور فرمایا "حافظ صاحب ہن لگے جاؤ" آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مجھے مکمل صحت ہوگئی اور میں گھر چلا گیا۔

۱۷

صوفی معراج دین کا کہنا ہے کہ حضرت کا خادم غلام محمد پہلے مذہبًا عیسائی تھا اور بہت زیادہ فاسق تھا، لیکن اُسے مسلمانوں کے روزے بہت اچھے لگتے تھے اور وہ اکثر رمضان المبارک کے روزے رکھتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ایک روز حضرت اُسے خواب ملے اور ارشاد فرمایا "بیلیا مسلمان کیوں نئیں ہو جاندا"؟ میں نے یہ سن کر کچھ توجہ نہ کی۔ چند روز کے بعد آپ پھر خواب میں ملے اور فرمایا "بیلیا مسلمان کیوں نئیں ہو جاندا"۔ میں نے عرض کی حضور کیسے مسلمان ہو جاؤں، میرے لئے بہت مجبوریاں ہیں اور یہ کہ میں سخت مجرم و گناہگار ہوں۔ آپ نے فرمایا "سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ میں صبح اٹھا تو میری حالت بدلی ہوئی تھی اور میں سخت بے قرار تھا۔ میں نے اپنی والدہ سے ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اب میرے بس کی بات نہیں اور میں مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔ میری ماں یہ سُن کر چپ ہوگئی۔ میں حاضرِ خدمت ہوا، تو آپ نے فرمایا "آ گیا ایں، چنگا آیا ایں"۔ پھر مجھے مسلمان کیا۔ کلمہ پڑھنا تھا کہ میری کیفیت بالکل بدل گئی اور سبھی تعلق مجھے ہیچ نظر آنے لگے۔ میرے عزیزوں

Marfat.com

نے جس قدر کوشش کی کہ مجھ سے تعلق نہ ٹوٹے، اسی قدر مجھے ان سے نفرت ہوگئی۔ آپ نے مجھے غلام محمد کے نام سے موسوم کیا اور آج میرا یہ حال ہے کہ میری آرزو ہے کہ میں آپ کی خدمت کرتے ہوئے اس دُنیا سے چل بسوں۔ میرا ایمان و اسلام اور موجودہ درویشی کی زندگی حضرت ہی کا کرم ہے، اگر آپ کرم نہ کرتے، تو مجھے یہ نعمتِ دارین نہ ملتی۔

۷۲

مولانا محمد اسحاق صدیقی مہتمم مدرسہ احیاء العلوم بھائی پھیرو کا بیان ہے (جو کہ حضرت میاں صاحب کے وقت میں آپ کے مدرسۃ الرحمت کے صدر مدرس رہ چکے ہیں) ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب کی صدارت میں مولانا محمد عمر صاحب اچھروی تقریر فرما رہے تھے۔ کسی نے ایک رقعہ بھیجا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا "مولوی جی اس پر کیا لکھا ہے۔ عرض کی حضور لکھا ہے کہ سید سُنی نہیں اور کاٹھ کی کُنی نہیں۔ یعنی سید سُنی نہیں ہو سکتا اور لکڑی کی ہنڈیا چولہے پر قائم نہیں رہ سکتی، یعنی جل جاتی ہے۔ حضرت صاحب جلال میں آکر فرمانے لگے اس کا جواب میں دیتا ہوں۔ آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا "لو بھئی یہ سوال کیا گیا ہے۔ میں اپنے مذہب کی صداقت کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ سوال کرنے والا اپنے ہم مسلک لوگوں کو جمع کر لے اور یہ فقیر اگر بغیر پانی ڈالے لکڑی کی ہنڈیا چولہے پر چڑھا کر نیچے آگ جلا دے، اگر جلنے سے محفوظ رہے تو میرا مسلک اہل سنت وجماعت قبول کر لینا۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ سوال کرنے والے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور فضا نعرۂ تکبیر ورسالت سے گونج اٹھی اور چند بدعقیدہ آپ کے اسی جذبہ مسلک سے متاثر ہو کر بدعقیدگی سے توبہ کر کے حضرت کے بیعت ہو گئے۔

Marfat.com

مناظرے

حضرت میاں رحمت علی صاحب نہایت علم دوست بزرگ تھے۔ علماء سے خاص انس رکھتے تھے۔ آپ حنفی المسلک تھے اور عقائدِ اہلِ سنت کے پُرجوش مبلّغ تھے۔ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق رگ رگ میں سرائت کیا ہوا تھا، جہاں کوئی ایسا امر ملاحظہ فرماتے جو کتاب و سنت کے مخالف ہو یا عقائدِ اہلِ سنت کے منافی ہو۔ اس کے تدارک کے لئے ڈٹ جاتے اور اصلاحِ احوال کر کے دم لیتے۔ گھنگ، اور اس کے نواحی علاقوں میں غیر مقلدوں، نیچریوں اور وہابیوں نے اپنا تبلیغی جال بچھا رکھا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت کے عقیدہ و مسلک کے بارے میں اعتراض شروع کئے اور اہلِ سنت کے مشہور عقائد پر طعن و تشنیع کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مناظروں تک نوبت پہنچی۔ آپ کے زیرِ سیادت چند مناظرے ہوئے جن کی وجہ سے غیر مقلدوں کی خانہ ساز آزادی پرستی اور عمل بالحدیث کا پول کھل گیا اور یہ علاقہ ان کی شورشوں سے پاک ہو گیا۔ یہ سب حضرت کی نگاہِ ولایت اور علم دوستی کا صدقہ تھا کہ وہابیت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا اور یہ خود ہی میدان سے بھاگ گئے اور اہلِ سنت کی حقانیت اظہر من الشمس ہو گئی۔ ہم ان چند مناظروں کی مختصر تفصیل پیش کرتے ہیں جن میں حضرت نے خود شرکت فرمائی۔

(۱)

شرفِ خلافت سے مشرف ہونے کے بعد جب آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، تو آپ کی ذات مرجع خلائق بن گئی۔ آپ درود شریف کا کثرت سے ذکر کرتے اور مریدین کو بھی درود سلام

Marfat.com

کی تلقین کرتے۔ درود پاک کی کثرتِ محبت رسول کی علامت ہے اور اہل سنت کا امتیازی وصف ہے جبکہ غیر مقلد درود سے جلتے ہیں اور مختلف حیلوں بہانوں سے اس درود پاک سے روکتے ہیں جمعہ کے ایک خطبہ میں آپ نے فضائل درود شریف اور مسئلہ حاضر و ناظر پر خطاب فرمایا۔ اس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ غیر مقلد ٹولے نے حسب عادت شرک و بدعت کا راگ الاپنا شروع کر دیا اور آپ سے کہنے لگے، حضرت جی آپ جیسے مردِ صالح کے لئے یہ عقیدہ درست نہیں۔ آپ یہ سن کر فرمانے لگے "میرے آقا حاضر و ناظر بھی نے، میں اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ پڑھاں گا، جہڑا ایس گل دا منکر اے، اوہ اپنے ایمان دی خیر منا دے۔ تساں بے ادباں نوں کی خبر اے، میرے سوہنے کملی والے دے شانِ پاک دی" اس پر غیر مقلدوں نے مناظرہ کی پیش کش کی، آپ نے منظور فرمایا اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی (رحمتہ اللہ علیہ) کو مناظرہ کے لئے بُلا بھیجا۔ غیر مقلدوں نے مولوی احمد دین گکھڑوی کو بلوایا۔ قصبہ جہانگیر میں مناظرہ طے ہوا اور وہاں کے سکھ نمبردار منصف مقرر ہوئے اور حسب پروگرام مناظرہ شروع ہوا۔ مولانا محمد عمر صاحب نے فریق مخالف کو للکارا۔ مولوی احمد دین کا یہ حال تھا کہ کوئی بات اُس سے صحیح طور سے ادا نہیں ہوتی تھی۔ مولانا محمد عمر صاحب نے فضائل درود شریف اور مسئلہ حاضر و ناظر پر ٹھوس دلائل دیئے۔ اور جب غیر مقلد مناظر سے کچھ نہ بن پڑا، تو منصفوں نے اسے کہا مولوی صاحب اگر تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے تو مانتے کیوں نہیں۔ مولوی احمد دین گکھڑوی نے کہا کہ یہ عقیدہ بدعت اور گمراہی ہے اس پر مولوی محمد عمر صاحب نے کہا کہ دلیل لاؤ۔ گکھڑوی بولا تمہارے پاس کونسی دلیل ہے اور الزامی جواب دے کر جان بچانا چاہی۔ مولانا محمد عمر صاحب نے کہا "خدا درود پڑھتا ہے، فرشتے بھی پڑھتے ہیں۔ ایمان والوں کو حکم ہے کہ پڑھو۔ ایمان والے پڑھتے ہیں، مگر وہابی چونکہ بے ایمان ہیں اور بے ایمان کو حکم نہیں ہے۔ یہی بے ایمان نہیں پڑھتے اور بہانے تراشتے ہیں اور حضور نے فرمایا ہے "جو درود شریف پڑھے گا وہ جنت کی راہ نہیں بھولے گا" (ابن ماجہ شریف) اور جنت سے روکنے والے شیطان ہیں۔ گکھڑوی یہ سن کر گھبرا گیا اور لوگوں نے اونچی آواز سے کہنا شروع کیا جواب کیوں نہیں دیتے۔ بالآخر

Marfat.com

منصفوں نے فیصلہ دیا کہ مسلک اہلِ سنّت حق ہے اور غیر مقلدوں نے فیصلہ سنتے ہی راہ فرار اختیار کی۔ میاں صاحب نے اس موقعہ پر ارشاد فرمایا "حق تے عمر دی زبان تے بولدا اے نالے شیطان عمر دے سائے کولوں بھج جاندا اے"۔ یہ ذو معنی کلام تھا۔ آپ نے مسلکِ حقہ کی خدمت کے سلسلہ میں مولانا کو خصوصی دعاؤں سے لوازا۔ اس مناظرے سے غیر مقلدوں کا ناطقہ بند ہو گیا۔

(ب)

موضع جھیڈو کے محمد عبداللہ شیر فروش، اور موضع کلس کے عبداللہ وہابی کے درمیان رکعاتِ نماز تراویح کی تعداد پر بحث ہو گئی۔ عبداللہ نے کہا کہ تراویح بیس رکعت ہیں اور وہابی نے کہا آٹھ رکعت، عبداللہ وہابی نے کہا کہ اگر تم یا تمہارا کوئی عالم بیس رکعت تراویح ثابت کردے، تو میں وہابیت سے تائب ہو جاؤں گا۔ یہ بحث طول پکڑ گئی، یہاں تک کہ حضرت میاں صاحب تک معاملہ جا پہنچا، وہابیوں نے مناظرہ کرنے کی پیشکش کی۔ آپ نے فرمایا "چنگا اسی تیار آں"۔ آپ نے حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کو بلوالیا۔ وہابیوں نے مولوی عبدالقادر روپڑی کو بلایا۔ مناظرہ ہوا تو روپڑی نے قیام اللیل کی حدیث کا سہارا لے کر دھوکا دینا چاہا۔ مولانا محمد عمر صاحب نے پکڑلیا اور اب روپڑی کی جان پر بن آئی، بالآخر اس نے شکست تسلیم کرلی، مگر اس کے ساتھ ہی مباہلہ کی دھمکی دینے لگا۔ اس پر حضرت میاں صاحب فرمانے لگے "بیلیا اساں نوں ایہہ بھی منظور اے"۔ وہابیوں نے روپڑی کو سمجھایا کہ حضرت مردِ خدا ہیں، ان کے ساتھ مباہلہ ٹھیک نہیں، تو اس نے چالاکی شروع کر دی، کہنے لگا گھنگ میں نہیں، کسی اور گاؤں میں مباہلہ ہو۔ حضرت نے یہ بھی منظور کیا اور فرمانے لگے "عبدالقادر تمہارے ساتھ ایک تمہارا آدمی اور ایک ہمارا آدمی ہو اور رسّی کا ایک سرا تمہارے گلے میں اور ایک ہمارے آدمی کے گلے میں جو پہلے مر جائے وہ جھوٹا اور جو زندہ رہے وہ سچا"۔ یہ سُن کر روپڑی کانپنے لگا اور مباہلہ سے پہلوتہی کرنے لگا۔ حتیٰ کہ گاؤں سے بھاگ گیا۔ جب حضرت کو معلوم ہوا تو فرمانے لگے "محمد عمر! خدا دی قسم! اج میں فیصلہ ای مکا دینا سی پر جھوٹا آپی نس گیا اے"۔ رات مولانا نے تراویح پر

شاندار خطبہ ارشاد فرمایا اور بہت سے وہابی رو پڑے کافر ار دیکھ کر تائب ہو گئے۔

(ج)

حضرت میاں صاحب قبلہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ قصور شہر کی ایک مسجد میں تشریف فرما تھے کہ موضع میر محمد کے چند لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی "مولوی عبد الرحیم پتوکی والے نے ہمارے مسلک کے خلاف بڑی زوردار تقریریں کی ہیں اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کو چیلنج کیا ہے اور مناظرہ یا مباہلہ کی پیشکش کی ہے۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا "ہمیں دونوں صورتیں منظور ہیں۔" آپ نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کو پیغام بھجوایا اور اس دوران اشتہار بھی شائع کروادیا۔ مولوی عبد الرحیم وہابی کو پیغام بھیجا کہ اب چیلنج کیا ہے تو تاریخ و مقام کا تعین بھی کرو تاکہ احقاق حق ہو۔ مولوی عبد الرحیم نے چک نمبر ۲/۱۱ نزد ملہیاں والہ تجویز کیا۔ حضرت نے منظور فرمایا اور تاریخ مقررہ کو بمعیت مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب چک مذکور میں پہنچے۔ وہابی مولوی پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا۔ اُس نے وہاں کے ذیلدار سے مل کر ڈپٹی کمشنر ساہیوال سے دفعہ ۱۴۴ لگوادی۔ اس کے باوجود حضرت نے اسے تحریری مناظرہ کی دعوت دی، مگر مولوی عبد الرحیم نہ مانا۔ بالآخر دفعہ ۱۴۴ کی آڑ میں وہابی مولوی نے اپنی جان بچائی۔ حضرت نے اہل سنت کی فتح کا اشتہار شائع کرایا۔ چند دنوں کے بعد حضرت، بمعیت مناظر اسلام منڈی عثمان والا تشریف لے گئے۔ واپسی پر عثمان والا اسٹیشن پر مولوی عبد الرحیم سے ملاقات ہو گئی۔ مولوی مذکور تقریباً دو سو آدمیوں کے ساتھ وہاں منتظر تھا۔ مولوی عبد الرحیم نے حضرت کے روبرو مناظر اسلام کو اسی وقت مباہلہ کی دعوت دی۔ حضرت نے اور مناظر اسلام نے منظور کیا۔ مولوی عبد الرحیم سے پوچھا گیا کہ کس امر پر مباہلہ کرو گے۔ اس نے کہا مسلک اہل سنت پر۔ آپ نے فرمایا منظور ہے۔ آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھانے ہی تھے کہ وہابی مولوی کہنے لگا حضرت آپ دُعا نہ فرمائیں۔ میرا آپ سے مباہلہ نہیں محمد عمر سے ہے، فرمایا ٹھیک ہے۔ دُعا ہوئی آپ نے آمین کہی۔ ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ مولوی عبد الرحیم کا لڑکا

Marfat.com

مرگیا اور چند دن ادر گزرے تھے کہ خود بھی ہلاک ہوگیا اور مناظرِ اسلام اس کے بیس برس بعد تک حیات رہے۔ حضرت سے جب اس کی ہلاکت کا بیان کیا گیا تو فرمانے لگے "اہل سنت کا مسلک حق ہے، اس نے خود ہلاکت کو دعوت دی ہے۔" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں دُعا کرتا تو تم دیکھتے کہ انشاء اللہ وہ منڈی عثمان والہ سٹیشن سے ہی زندہ نہ جاتا۔

(۵)

گھنگ کے سید فرزند علی شاہ جو مذہباً شیعہ تھے، لیکن حضرت سے حسنِ اعتقاد رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت کے روبرو اس بات پر بحث پڑے کہ شیعوں میں ہزاروں حافظِ قرآن ہیں۔ آپ نے فرمایا "بیلیا اک وی نئیں، نہ ای ہو سکدا اے، ایہناں نوں صحابہ دا اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دی بد دُعا اے نالے اونہاں دی گستاخی کرن دی سزا اے۔" شاہ صاحب یہ سُن کر بہت جز بز ہوئے اور آپ کو مناظرہ کی دعوت دے دی اور کہنے لگا کہ میں آپ کے سامنے شیعہ حفاظ پیش کردوں گا۔ آپ نے فرمایا "چنگا شاہ جی"۔ شاہ صاحب مزنگ لاہور سے حافظ اور ایک شیعہ عالم کو لے کر گھنگ کے مشرقی ڈیرہ میں جمع ہو گئے۔ ادھر حضرت نے مولوی محمد عمر صاحب اچھروی اور مسجد آڑھتیاں لاہور کے حافظ صاحب کو بلوایا، حافظ صاحب نے شیعہ حافظ کو سورۃ الذاریات کا دوسرا رکوع پڑھنے کو کہا۔ پانچ منٹ گزر گئے، مگر شیعہ حافظ تھر تھر کانپ رہا تھا اور وہ ایک لفظ تک نہ پڑھ سکا۔ پھر حافظ صاحب نے اُسے چند مقامات قرآن پر سوال کئے، مگر شیعہ حافظ مہر بلب تھا اور یہی حال اس کے رفقاء کا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے فرزند علی شاہ سے کہا "کیوں شاہ جی ساڈی گل ٹھیک اے ناں۔" اس پر اُن کے مولوی نے کہا کہ میں بات کروں گا، فرمایا ٹھیک ہے، لیکن قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تم "متعہ" کے قائل ہو، وہ سٹپٹایا، کہنے لگا ہم تو صرف شیعہ ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ حضور مولوی صاحب اور ان کے حافظوں سے پانچ سوال کریں، کیونکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پنجتن پاک کے ماننے والے ہیں، حالانکہ یہ پنجتن پاک کے منکر ہیں۔ حضرت نے فرمایا

Marfat.com

"کیوں بیلیا منظور اے" لیکن شیعہ مولوی اور حافظ اس قدر حواس باختہ تھے کہ کچھ جواب نہ دے سکے، بالآخر شیعوں نے سید عبداللہ شاہ کلرک، محمد حسین شاہ حوالدار جیا بگا کی موجودگی میں تحریر کیا "ہمارے مذہب شیعہ میں کوئی حافظِ قرآن نہیں" یہ تحریر حاجی بہادر علی صاحب کے پاس محفوظ ہے یہ کھلی فتح اس امر کی علامت تھی کہ آپ کے منہ سے جو الفاظ نکلے، وہ عین حقیقت تھے۔ عارف رومی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

فقر اور زہد

معلوم ہو کہ فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنی ضرورت کی چیز کا محتاج ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی کو سب سے پہلے ضرورت اور حاجت اپنی ہستی اور زندگی کی ہے۔ اس کے بعد زندگی کے ثابت اور ہمیشہ رہنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد غذا اور مال اور اس کے سوا اور بہت سی چیزوں کی ضرورت اور حاجت رہا کرتی ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ان تمام چیزوں میں سے کوئی چیز اس انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور یہ انسان ان تمام چیزوں کا محتاج ہے۔ اور غنی اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے سوا دوسرے سے بے نیاز ہو اور یہ صفت بجز اللہ پاک کے اور کسی میں نہیں ہے۔ (جل جلالہ)

اور دوسری بات یہ ہے کہ تمام مخلوق جو جن اور فرشتے اور انس اور شیاطین وغیرہ ہیں ان سب کی زندگی اور ہستی ان کی ذات کے ساتھ قائم نہیں ہے اور جب زندگی ذات کے ساتھ قائم نہ ہوئی تو وہ محتاج ٹھہرا۔ یہاں سے ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ سب مخلوق فقیر اور محتاج ہے؛ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰہُ الغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَاءُ یعنی خدا تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم سب فقیر ہو۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فقیر کے معنی یہ فرماتے ہیں اصبحت مرتهنا بعملی والامر بید غیری فلا فقیر افقر منی یعنی میں اپنے عمل میں پھنسا ہوا ہوں اور بات یہ ہے کہ میرا کام دوسرے کے اختیار میں ہے۔ پھر کون ایسا فقیر ہوگا کہ جو مجھ سے زیادہ عاجز اور لاچار ہو۔ اور اللہ رب العزت نے بھی اس مطلب کو یوں بیان فرمایا ہے وَرَبُّكَ الۡغَنِیُّ ذُو الرَّحۡمَةِ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِكُمۡ مَّا یَشَآءُ۔ یعنی تیرا پروردگار غنی ہے، رحمت والا ہے۔ اگر

Marfat.com

چاہے تو سب کو ہلاک کر کے دوسری قوم کو پیدا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب لوگ فقیر ہیں، لیکن اہلِ تصوف کی اصلاح میں فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے آپ میں محتاجی و لاچاری کی صفت دیکھے اور اس بات کو یقین کرے کہ خود سر سے لے کر پیر تک محتاج ہے اور دنیا و آخرت میں کسی چیز کی ہستی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

اس جگہ فقیر کے وہی معنی مراد ہیں کہ جو حضرات صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بیان کئے ہیں۔ اب یہاں اتنی بات سمجھ لی جائے کہ اگر کوئی مال عمداً چھوڑ دے، اُسے زاہد کہتے ہیں۔ اگر خود مال ہی نہیں ملا تو اسے فقیر کہتے ہیں۔ فقیر کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت یہ ہے کہ اس کے پاس مال نہ ہو، مگر حتی المقدور مال کو ڈھونڈتا ہے۔ ایسے فقیر کو حریص کہیں گے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ مال کو طلب نہ کرے اور اگر اس کو دیویں تو نہ لے۔ تیسری حالت یہ ہے کہ نہ مال ڈھونڈھے اور نہ طلب کرے، لیکن اگر دیویں تو لے لیوے، نہیں تو قناعت کرے، ایسے شخص کو فقیر قانع کہتے ہیں۔ اوّل ہم درویشی کی فضیلت اور بعد میں زہد کی خوبیاں بیان کریں گے کہ مال نہ رہنے میں بھی ایک بزرگی ہے۔ اگرچہ آدمی حریص اور طلب گار ہو۔

Marfat.com

درویشی اور فقیری کی فضیلت

حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تنگدست پارسا کو دوست رکھتا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے بلال! تو اس بات کی کوشش کر اور اس فکر میں لگا رہ کہ جب تو اس جہان فانی سے کوچ کرے، تب تیری حالت درویشی کی ہو نہ تونگری کی۔

پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت کے درویش اور فقیر جنت میں پانچ سو برس پہلے تونگروں سے جائیں گے۔ اور آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں سب سے بہتر درویش اور فقیر لوگ ہیں اور آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے دو پیشے ہیں۔ اب جو کوئی میرے ان دو پیشوں کو اختیار کرے گا اور پسند کرے گا اور محبوب رکھے گا، تو گویا اس نے مجھے پسند کیا اور محبوب رکھا۔ ان دو پیشوں میں ایک پیشہ درویشی اور فقیری ہے اور دوسرا پیشہ جہاد ہے۔

روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ پر درود وسلام بھیجا اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر منظور ہو تو تمام روئے زمین کے پہاڑوں کو سونا بنادیں اور جہاں کہیں تمہاری مرضی ہو، وہاں ساتھ ہی ساتھ وہ سونے کے پہاڑ بھی آیا کریں۔ تب آپ نے فرمایا اے جبرائیل دنیا بے ثباتی کی جگہ ہے اور اس کا مال بے مال والوں کے لئے ہے اور دنیا میں مال جمع کرنا بے عقلوں کا کام ہے۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ! آپ نے عجب فرمایا بے شک اَللّٰہُ بالقول الثابت۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا کہ وہ سو رہا تھا۔ آپ نے اسے سویا ہوا

Marfat.com

دیکھ کر فرمایا اے بندۂ خدا اٹھ اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کو یاد کر، تب اس نے کہا کہ مجھے نہ چھیڑ کیوں کہ دنیا کو میں نے دنیا داروں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اب فراغت سے آرام کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو کہ اپنا سر اینٹ پہ رکھ کر سو رہا تھا۔ آپ نے عرض کیا کہ خداوند تو اس اپنے بندے کو کیوں ذلیل کرتا ہے کہ جو تکیہ کی اینٹ رکھی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تجھے کچھ خبر ہے کہ جس کی طرف میں رجوع ہوتا ہوں، اس کو دنیا سے بالکل باز رکھتا ہوں۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایک مہمان آیا، اس وقت آپ کے نزدیک کچھ بھی موجود نہ تھا۔ تب آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ فلاں یہودی جو چین کا رہنے والا ہے، اس کے پاس جا اور میرے لئے تھوڑا سا آٹا قرض مانگ۔ یہودی نے قسم کھائی کہ جب تک کوئی چیز گروی نہ رکھو گے آٹا نہ دوں گا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں آسمان اور زمین میں ہوں، اگر وہ قرض دے دیتا تو بے شک میں اس کا قرض ادا کر دیتا۔ اب تو میرا یہ بکتر لے جا۔ میں نے اس بکتر کو لے جا کر گروی رکھا۔ تب یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے نازل ہوئی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ یعنی یہی بات ٹھیک ہے کہ تو دنیا اور دنیا داروں کی طرف آنکھ بھی نہ پھرائے، کیونکہ یہ سب کچھ ان کے حق میں بھلاوا ہے، اور تیرے لئے اللہ پاک کے یہاں جو چیز رکھی ہے، وہ اس سے کئی درجہ بڑھ کر اور رو بہ پا ہے۔

کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ جب تجھ پر درویشی اور فقیری اور محتاجی آئے تو اسے مبارک باد دے اور مرحبا کہہ۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہشت میں کثرت سے مجھے درویش اور فقیر اور دوزخ میں کثرت سے مجھے تونگر اور امیر نظر آئے اور آپ نے فرمایا کہ عورتیں مجھے بہشت میں کم دکھائی دیں۔ تب میں نے کہا کہ اس کا کیا باعث ہے اور کہاں ہیں، تب جواب ملا کہ ان کو زیور اور رنگین لباس نے قید کر ڈالا ہے۔

Marfat.com

اور روایت ہے کہ کسی پیغمبر کا گزر دریا کے کنارے پر ہوا، وہاں وہ کیا دیکھ رہے ہیں کہ ایک ماہی گیر یعنی مچھلیاں پکڑنے والے نے خدا کا نام لے کر جال دریا میں پھینکا، مگر اس میں ایک مچھلی بھی نہ آئی اور دوسرے نے شیطان کا نام لے کر دام پھینکا اور پھینکتا ہی تھا کہ بہت سی مچھلیاں دام میں آگئیں۔ تب پیغمبر علیہ السلام نے کہا خداوندا میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ تیرا ہی کام ہے، لیکن اس میں کیا حکمت ہے۔ تب رب العزت کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ میرے پیغمبر کو ان دونوں شکاریوں کی اصلی جگہ بتا دو، چنانچہ جس نے خدا کا نام لیا اس کا ٹھکانا جنت ہے اور جس نے شیطان کا نام لیا ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ شیطان کا نام لے کر دنیا کی کشادگی کو حاصل کیا ہے اور رحمٰن کا نام لے کر آخرت کی نعمت کو حاصل کیا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز درویش اور فقیر کو لایا جائے گا اور جس طرح لوگ آپس میں معذرت کرتے ہیں، اسی طرح قیامت کے روز اللہ سبحانہٗ تعالیٰ درویش اور فقیر سے معذرت فرمائے گا کہ اے درویش اور اے فقیر دُنیا کو میں نے تجھ سے دُور رکھا۔ اس کا باعث یہ نہیں تھا کہ میرے نزدیک تو ذلیل وخوار ہے، بلکہ اس کا باعث یہ تھا، مجھے تجھ کو بہت ہی نعمتوں اور کرامتوں سے نوازنا مقصود تھا۔ اے درویش ان صفوں میں جا گھس اور جس کسی نے تجھے میرے لئے ایک دن کھانا کھلایا ہو یا کپڑا پہنایا ہو، اس کی دستگیری کر، کیونکہ میں نے دنیا میں اس کو تیرے کام میں لگایا تھا۔ آج کے روز کہ لوگ پسینہ میں غرق ہیں، تو بھی ان کے کام میں لگ۔ تب وہ درویش جا کر ایسے لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالے گا کہ جنہوں نے دنیا میں اس پر احسان کیا ہو گا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم فقیروں اور درویشوں سے محبت اور دوستی پیدا کرو اور ان پر احسان کرو، کیونکہ ان کی راہ میں دولت اور نعمت دھری ہے۔ تب عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا دولت اور نعمت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز درویشوں اور فقیروں سے کہا جائے گا کہ دُنیا میں جس کسی نے تم کو ٹکڑا یا گھونٹ پانی کا یا ایک ٹکڑا کپڑے کا دیا ہو، اس کا ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جاؤ۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مخلوق جب ہمہ تن مال کے جمع کرنے اور دنیا کی عمارتوں کی طرف مائل ہو گی تب اللہ پاک ان کو چار بلاؤں میں مبتلا کرے گا۔ اوّل قحط کی بلا، دوسری ظالم بادشاہ کی بلا، تیسری قاضیوں کی خیانت، چوتھی کافروں اور دشمنوں کی شوکت کی بلا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں پر لعنت ہو گی کہ جو درویشی اور فقیری کے سبب سے کسی کی حقارت کرے اور تونگری کے باعث اس کو عزیز رکھے۔

اور بزرگوں نے کہا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس تو نگر اور مالدار لوگ ذلیل ہوتے تھے، کیونکہ آپ مالداروں اور تونگروں کو آخری صف میں بیٹھنے کا حکم فرماتے اور درویشوں اور فقیروں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اے بیٹا جب کسی کا جامہ اور کپڑا میلا ہو، تو اسے حقیر مت جان، کیونکہ تیرا اور اس کا خدا ایک ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز فقیر اور تونگر دونوں اس بات کی آرزو کریں گے کہ کیا ہی خوب ہوتا کہ دنیا میں ہم کو اپنی قوت اور غذا سے زیادہ نہ ملتا۔

حق تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ اے اسمٰعیل مجھ کو ان دلوں میں پائے گا کہ جو شکستہ اور ٹوٹے ہوتے ہوں۔ تب آپ نے عرض کی کہ خدایا وہ کون ہیں۔ ارشاد ہوا کہ وہ سچے فقیر ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا ایک روز نظر آئی۔ نظر آتے ہی آپ نے فرمایا "اے مکّار مجھ سے دُور ہو جا۔"

حضرت ابوسلیمان دّرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آہ نامرادی کی جو درویشی کی حالت میں نکلے، تونگر کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت بُشر حافی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی عیال دار اور لاچار نے عرض کی کہ حضرت

Marfat.com

میرے لئے دُعا فرمائیے۔ تب آپ نے فرمایا کہ جب تیری عورت تجھ سے کہے کہ روٹی اور آٹا نہیں ہے اور تجھ میں اس وقت لانے کی طاقت نہ ہو، اور دل میں دکھ درد اور رنج پیدا ہو، اس وقت میرے حق میں دُعا کیجیو، کیونکہ ایسے وقت میں میری دُعا سے تیری دُعا کی درجہ بہتر ہو گی۔

Marfat.com

درویشی اور فقیری کے آداب

معلوم ہوا کہ درویشی اور فقیری کا ادب یہ ہے کہ آدمی اپنے باطن میں راضی برضائے الٰہی رہے اور ظاہر میں گلہ نہ کرے اور فقیر کا باطن تین حالت سے خالی نہ ہوگا۔ ایک حالت یہ ہے کہ درویشی اور فقیری میں شاد اور شاکر اور خوش رہے اور آگاہ رہے کہ درویشی اور فقیری تو حق تعالیٰ کی کمال عنایت ہے کہ جو اپنے دوستوں اور پیاروں کو عنایت کرتا ہے اور دوسری حالت یہ ہے کہ اگر شاد اور خوش رہنے کا حوصلہ نہ ہو، تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے کام سے کراہت نہ رکھے، اگرچہ درویشی سے بیزار رہے۔ مثلاً کوئی شخص حجامت کے درد سے ناخوش رہتا ہے، مگر حجام سے ناخوش نہیں رہتا ہے، یہ بڑی بات ہے۔ تیسری حالت یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے کام سے کراہت رکھے۔ یہ بات نعوذ باللہ حرام ہے اور درویشی کے اجر کو باطل کر دیتی ہے۔ ظاہر میں فقیر کو لازم ہے کہ شکایت نہ کرے اور محنت و سختی میں تحمل کرے۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ درویشی اور فقیری کبھی عذاب کا سبب ہو جاتی ہے۔ باعث اس کا یہ ہے کہ بدخوئی اور شکایت کیا کرے اور حکمِ الٰہی پر راضی نہ ہو اور درویشی اور فقیری کبھی سعادت کا سبب بن جاتی ہے۔ باعث اس کا یہ ہے کہ نیک خوئی اور شکر گزاری کرے اور شکایت سے باز رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ درویشی اور مفلسی کو مخفی اور پوشیدہ رکھنا خزانۂ عامرہ کا حکم رکھتا ہے۔

اور فقیری کے دوسرے آداب یہ ہیں کہ تونگروں کے ساتھ میل جول نہ رکھے اور عاجزی سے پیش نہ آئے اور حق گوئی میں ان کا لحاظ بالکل نہ رکھے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ جب کوئی درویش کسی تونگر کے پاس آیا کرے، تو سمجھ لو کہ وہ درویش ریاکار اور مکار ہے اور جب کسی سلطان سے ملا کرے تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ درویش اور فقیر کو لازم ہے کہ بعض اوقات اپنی حاجت کو موقوف کر کے وہ چیز دوسرے کو خیرات کر دے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کبھی ایک درہم ایسا ہوگا جو لاکھ درہم پر سبقت لے جائے گا۔ تب آپ سے عرض کیا گیا کہ حضور ایسا کب ہوگا؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی ایسا ہو کہ اس کے پاس دو درم ہوں، وہ ایک درم کسی کو خیرات کر دے، تو یہ افضل ہے ان لاکھ درہم سے جو کوئی بڑا مالدار ہو اور وہ ایک لاکھ درہم کسی کو خیرات کرے اور درویش کو چاہیئے کہ ہمیشہ ذاکرو شاغل رہے۔

چنانچہ فقیر عرض کرتا ہے کہ کسی بادشاہ کا دربار بھرا ہوا تھا اور اس دربار میں بادشاہ امیر و وزیر سب حاضر تھے۔ وہاں ایک درویش کامل اس خیال سے تشریف فرما ہوئے کہ اس بادشاہ کو دیکھا جائے کہ یہ بادشاہ ہے یا فقیر ہے۔ دربار میں قدم رکھتے ہی آپ نے فرمایا ؎

شاہی و امیری و وزیری ہمہ دوزخ

یعنی بادشاہی اور امیری اور وزیری سب کا سب جہنم ہے، مگر بادشاہ چونکہ درویش فقیر تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میرے سردار اور پیشوا سن لیجئے ؎

بے یادِ خداوند فقیری ہمہ دوزخ

یعنی فقیر اور درویش ہو، مگر ذکرِ خدا سے غافل ہو تو ایسی درویشی اور فقیری بھی دوزخ ہے

Marfat.com

زہد کی حقیقت

معلوم ہو کہ زہد کی حقیقت کی مثال ہے ایک شخص گرمی کے موسم میں برف رکھتا ہو اور اس برف کے رکھنے سے اس کی یہ مراد ہو کہ گرمی کے وقت پانی سرد کرکے پیا جائے۔ اب شخص سے کسی نے کہا ہو کہ اس برف کو قیمت لے کر میرے ہاتھ بیچ دو۔ تب وہ شخص خیال کرے کہ برف تو گھلنے والا ہے اور اس کی قیمت کہ جو نقد ہے وہ کچھ گھلنے والی اور ضائع ہونے والی نہیں ہے، اس لئے برف کہ جو گھلنے والا ہے، اس کو بیچ دو اور نقد کے جو باقی رہنے والا ہے، اس کو لے لو۔ خیر اس بیچنے میں اگر دیر کے لئے گرم پانی پینا ہوگا تو پی لیں گے۔ اس خیال سے برف کو بیچ کر پیسے ہاتھ میں لے لے۔ اب پیسے کے سبب سے برف کی طرف جو بے رغبتی پیدا ہوئی اس کا نام زہد ہے۔

سبحان اللہ عارف کا معاملہ دنیا کے ساتھ بعینہ ایسا ہی ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا فانی اور ناپائیدار مثل برف کے ہے کہ جب اجل کے آفتاب کی حرارت اس برف پر گرے گی، تو فوراً مر جائے گا اور گھل جائے گا اور جب آخرت کو اور نقد کو دیکھتا ہے، تو وہ باقی اور پائیدار ہے اس خیال سے یہ دنیا جو کہ مانند برف کے ہے، اس کی نظروں میں حقیر نظر آتی ہے، اس لئے دنیا کو دے کر آخرت کا سودا کر لیتا ہے، اس کو زاہد کہتے ہیں

چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جان اور مال بہشت کے عوض میں مول لے کر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ سودا تو نہایت ہی مبارک سودا ہے۔ تم اس سودے سے شاد اور خوش رہو، کیونکہ تم کو آئندہ چل کر بڑا ہی فائدہ ہوگا۔

Marfat.com

حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا کہ تمام روئے زمین کا مال آپ کے ہاتھ میں تھا، مگر آپ اس سے فارغ تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ایک دن سو ہزار درہم صرف کئے اور اپنے واسطے ایک درہم کا گوشت نہ خریدا۔ ہم آگاہ ہو جائیں کہ انسان کا کمال اس بات میں ہے کہ اس کا دل دنیا سے بالکل متنفر ہو جائے، نہ اس کی طلب سے کام رکھے نہ ترک سے، نہ اس سے جنگ کرے نہ صلح، نہ اس سے دوستی رکھے نہ دشمنی اور ماسوی اللہ سے سروکار نہ رکھے اور باوجود قدرت کے دنیا کے مال سے دستبردار رہو۔

چنانچہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا یا زاہد! تب آپ نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ زاہد ہیں، زاہد میں نہیں ہوں کیونکہ وہ باوجود قدرت کے دستبردار ہیں اور میں مفلس ولاچار ہوں، مجھے زاہد کہنا مناسب نہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

Marfat.com

زُہد کی فضیلت

معلوم ہو کہ دنیا کی دوستی مہلکات سے ہے اور اس دنیا کی دشمنی منجیات سے ہے اور زہد کی بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کو خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل علم کی طرف منسوب کیا ہے کہ جب قارون فوج اور حشم کے ساتھ باہر نکلا تو ہر ایک شخص کہتا تھا کہ کاش یہ دولت مجھے میسر ہوئی وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۝ یعنی ان لوگوں نے کہا کہ جو عالم تھے، افسوس تم پر۔ خدا کا ثواب اس کے لئے بہتر ہے کہ جو ایمان لایا اور جس نے نیک کام کیا۔ اس لئے کہا ہے کہ جب کوئی آدمی چالیس روز زہد اختیار کرے تو حکمت کے دروازے اس پر کھلتے ہیں؛ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تو چاہتا ہے کہ خدائے پاک تجھے دوست اور محبوب رکھے، تو دنیا میں زاہد رہ اور جب حضرت حارسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا کہ بے شک میں مسلمان ہوں، تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی کیا دلیل ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرا نفس دُنیا سے ایسا بیزار رہے کہ میرے نزدیک پتھر اور زر دونوں مساوی ہیں اور میرا یقین کامل ایسا ہے کہ گویا جنت اور دوزخ کو دیکھ رہا ہوں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا کہ اے حارسہ! تجھے جو ملنا تھا، وہ مل چکا۔ اس چیز کو حفاظت سے رکھ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بندہ ہے جس کا دل اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے روشن کر دیا ہے۔

اور جبکہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ

Marfat.com

لِلْاِسْلَامِ ط یعنی جس کسی کے ساتھ اللہ رب العزت ہدایت اور بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے، صحابہ نے عرض کی کہ حضور شرح صدر کا کیا مطلب ہے اور وہ کس طور پر ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے باعث سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ تب عرض کیا گیا کہ حضور ! اس کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور عاقبت کی طرف دل رجوع ہو جاتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کر لیتا ہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خدائے پاک سے شرم رکھو کہ جو شرم رکھنے کا حق ہے۔ تب عرض کیا گیا کہ حضور ہم شرم رکھتے ہیں، فرمایا کہ جب شرم رکھتے ہو، تو پھر کیوں اتنا مال جمع کرتے ہو جو کھا نہ سکو اور کیوں ایسا گھر بناتے ہو جس میں ہمیشہ نہ رہ سکو۔

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دُنیا میں زہد اختیار کرے گا تو حق تعالیٰ اس کے دل پر حکمت کے دروازے کھول دے گا اور اس کی زبان کو حکمت کی باتوں سے گویا کر دے گا اور دنیا رہنے سہنے کی تدبیر اس کو بتلا دے گا اور دنیا سے صحیح وسالم جنّت کو کوچ کر جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ حضور اگر ارشاد ہو تو ایک عبادت خانہ ہم آپ کے لئے بنا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ پانی پر گھر بناؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پانی پر کس طرح بن سکے آپ نے فرمایا کہ دنیا کی دوستی اور عبادت یہ دونوں کیونکر جمع ہو سکیں۔

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تجھے منظور ہو کہ اللہ پاک تجھے محبوب رکھے تو دنیا سے ہاتھ اٹھا لے۔ اور اگر تجھے یہ منظور ہو کہ لوگ تجھے چاہیں، تو ان کے مال سے بے پرواہ ہو جا۔

حضرت سہیل تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی عبادت خلوص دل سے اس وقت ہو گی کہ جب آدمی چار چیز سے نہ ڈرے، ایک گرسنگی، دوسرے برہنگی، تیسرے درویشی چوتھے خواری۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔

Marfat.com

در بیانِ نیّت

معلوم ہو کہ تمام اعمال لب لباب اور روح نیت اور اعتبار نیت ہی کا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر ہر ایک عمل نیت ہی پر ہے۔

چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور کاموں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ ذات پاک تو دل اور نیت دیکھتا ہے اور وہ پاک ذات دل پر اس لئے نظر کرتا ہے کہ دل نیت کی جگہ ہے اور آپ ارشاد فرماتے کہ کاموں کا ثواب نیت پر ہے اور ہر ایک کو عبادت کا ثواب ایسا ہی ملتا ہے جیسی کہ اس کی نیت ہو، مثلاً اگر کوئی حج اور رعزا کے لئے خالصاً لوجہ اللہ اپنے شہر کو چھوڑے گا، تو اس کی ہجرت خدائے پاک کے لئے ہے، لیکن اگر کوئی مال یا عورت کے لئے ہجرت کرے، تو وہ ہجرت خدائے پاک کے لئے نہیں، بلکہ مال اور عورت کے لئے ہے

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ بہت سے نیک کام کرتا ہے اور اس کام کو فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تب خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کاموں کو اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دو، کیونکہ اس نے میرے لئے نہیں کیا اور فلاں فلاں کام لکھ لو، تب فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے خداوند! یہ کام اس بندہ نے نہیں کیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اس کام کی نیت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ تبوک میں تشریف فرما ہوتے اور ارشاد فرمایا کہ مدینہ میں بہت سے لوگ ایسے رہ گئے ہیں کہ جو ہمارے

Marfat.com

ساتھ نہیں ہیں جو کچھ ہم تکلیف اور رنج اور بھوک اور غم سہتے ہیں۔ اس تمام ثواب میں وہ لوگ ہمارے ساتھ شریک ہیں، عرض کیا گیا کہ حضور وہ لوگ تو ہمارے ساتھ یہاں نہیں ہیں۔ پھر وہ ثواب میں کیسے شریک ہوتے ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ عذر کے سبب ہمارے شریک نہ ہو سکے، مگر ان کی نیت ایسی ہی ہے جیسی کہ ہماری۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص کا قحط کے زمانے میں ایک بالو کے ڈھیر پر گزر ہوا اور کہنے لگا کہ اے خداوند! اگر اس ڈھیر کے برابر مجھے گیہوں میسر ہوتے، ایسے وقت میں خیرات کر دیتا۔ تب اس زمانہ کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اس بندے کو کہہ دو کہ ہم نے تیری نیت کے موافق اتنا ہی ثواب دیا۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کرے اور مہر ادا کرنے کی نیت نہ کرے، تو وہ زانی ہے اور جو شخص قرض لے کر اس کے ادا کرنے کی نیت نہ رکھے تو وہ چور ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو، اس کے بعد عمل کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز نیتوں کے موافق حشر ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کی نعمت اور بہشت چند روز کے عمل سے آدمی کو حاصل نہ ہوگی، بلکہ اچھی نیت سے حاصل ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

Marfat.com

نیّت کی حقیقت

معلوم ہو کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ آدمی سے جو کام صادر ہوتا ہے اور جس کام کو آدمی ک
ہے ۔اس کام کا صادر ہونا اور ظہور میں آنا ثابت نہیں ہو سکتا ،جب تک کہ تین چیزیں اس کام
پہلے نہ ہوں ۔ایک علم جاننا اور سمجھنا ۔ دوسری چیز ارادہ اور قصد ،تیسری چیز قدرت اور طاقت ،
جب تک آدمی کھانا نہ دیکھے نہ کھائے گا ،کیونکہ علم نہ ہوا ،یعنی اگر کھانے کو دیکھا ،مگر کھانے کی خ
نہ ہوئی ،تب بھی نہ کھائے گا ،کیونکہ ارادہ اور قصد نہ ہوا ۔ پھر اگر کھانے کی خواہش تو ہے مگر ہا
مفلوج ہو گیا کہ حرکت بھی نہیں کر سکتا ،تب بھی نہ کھائے گا ،کیونکہ طاقت اور قدرت نہیں ہے
سے معلوم ہوا کہ کسی کام کا ظہور میں آنا اور کسی فعل کا صادر ہونا ۔تین چیز یعنی علم اور ارادہ اور
پر منحصر ہے اور یہ بات بھی سمجھ لی جائے کہ حرکت قدرت کے تابع ہے اور قدرت ارادہ ک
ہے ،کیونکہ اگر طاقت اور قدرت نہ ہو تو حرکت نہیں ہو سکتی اور ارادہ نہ ہو تو قدرت اور طاقت
نہیں آ سکتی ۔جب ارادہ ہو گا تبھی طاقت اور قدرت کام آئے گی اور علم و خواہش اور ارادہ ک
تابع نہیں ہے ،کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی بہت سی چیزوں کو دیکھتا ہے ،مگر ان کو نہیں چاہ
بغیر علم کے چاہنا دشوار ہے ،کیونکہ آدمی جس چیز کو جانتا ہی نہ ہو ،اُسے کیونکر چاہے گا ۔اب ان
تین چیزوں سے خواہش اور ارادے کا نام نیّت ہے ۔ نہ قدرت اور علم و خواہش وہ چیز ہے ک
کو کسی کام پر کھڑا کر دے اور اس کام پر لگا دے ۔

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں نِیَّۃُ الْمُؤمِنِ خ

Marfat.com

...نِ عَمَلِهٖ ط یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

اب یہاں ایک بات سمجھنے کے قابل ہے، وہ یہ ہے کہ اس بات سے کوئی ناواقف نہیں ہے کہ طاعت تن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے۔ ان دونوں سے جو چیز دل سے علاقہ رکھتی ہے وہی بہتر ہے، کیونکہ تن کے عمل سے یہی مقصود ہوا کرتا ہے کہ یہ تن کا عمل دل کی صفت پر ہو جائے اور بعض، یہ سمجھتے ہیں کہ نیت عمل کے واسطے درکار اور ضرور ہے، مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ عمل نیت کی خاطر ضرور ہے اور یہ اس لئے ہے کہ سب کاموں سے مقصود دل کی سیر ہے اور یہ دل اس جہان میں مسافرانہ آیا ہے۔ شقاوت اور سعادت اس دل کے ساتھ ہے۔ اگرچہ تن بھی درمیان میں رہتا ہے، مگر دل کا تابع ہو کر رہتا ہے جیسے کہ اونٹ بدوں اس کے حج نہیں کر سکتے، مگر اس سے اونٹ حاجی نہیں ہو سکتا اور دل کی سیر یہ ہے کہ دُنیا سے آخرت کی طرف متوجہ اور رجوع ہو، بلکہ دنیا اور آخرت سے بے التفات ہو کر حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف ملتفت ہو، اور سبحان اللہ تمام کاموں سے مقصود تو دل کی سیڑھی ہے۔ خیال کیجئے کہ سجدہ سے مقصود یہ بات نہیں ہے کہ پیشانی زمین پر دھری جائے بلکہ مقصود سجدہ سے یہ ہے کہ دل میں فروتنی اور عاجزی اور خاکساری پیدا ہو اور دل سے تکبر اور غرور دُور ہو جائے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مراد نہیں کہ زبان حرکت کرے، بلکہ اللہ اکبر کہنے سے یہ مراد اور مقصود ہے کہ دل سے خودی اور مَیں پُنا دُور ہو اور اللہ رب العزۃ کی بزرگی اور عظمت دل میں سما جائے اور حج میں سنگریزے اور کنکریاں پھینکنے سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ جگہ سنگریزوں اور کنکریوں سے بھر جائے، بلکہ اس کے پھینکنے سے مراد یہ ہے دل اللہ رب العزۃ کی فرماں برداری اور بندگی پر قائم رہے اور ہوا و ہوس کی پیروی دور ہو اور دل عقل کی اطاعت سے باز آ جائے اور اللہ رب العزۃ کا فرمان بجا لائے اور اپنے اختیار کو چھوڑ کر حکمِ الٰہی کا مطیع اور فرماں بردار بن جائے اور قربانی سے یہ مراد نہیں کہ ایک بکرے کا خون گرایا جائے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دل سے بخیلی کی نجاست دُور ہو جائے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام عبادتوں کو اس پر قیاس کر لیجئے اور دل کی بناوٹ اور سرشت اس طور پر ہے کہ جب دل میں کچھ ارادہ پیدا

Marfat.com

ہوا اور بدن کی حرکت بھی اس ارادہ کے موافق ہو تو وہ صفت دل میں بہت ہی ثابت اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ مثلاً یتیم کو دیکھنے سے دل میں رحم آیا اور اس رحم کے آنے کے ساتھ اگر ہاتھ اس کے سر پر پھیرا، اس جگہ دل کی صفت کہ جو رحمت ہے مضبوط ہو گئی۔ اور جب تواضع اور عاجزی کا خیال دل میں پیدا ہوا اور اس خیال کے ساتھ سر کو زمین پر جھکا دیا، تو اس کی جگہ دل کی صفت جو کہ تواضع ہے مضبوط ہو گئی، اور یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لی جائے کہ تمام عبادتوں میں طلب خیر کو نیت کہتے ہیں، یعنی دنیا سے کام نہ رکھے، بلکہ آخرت کی طرف متوجہ ہو۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم بجاہ النبیّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحٰبہٖ وسلّم ۵

Marfat.com

نیّت کے سبب بعض اعمال کے بدلنے کے بیان میں

حدیث شریف: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتُ یعنی اعمال کا نیتوں پر دارو مدار ہے — اس سے کوئی یہ نہ خیال کرے کہ گناہ کا کام بھی اچھی نیّت سے اچھا اور طاعت ہوجاوے گا، بلکہ نیتِ خیر کو گناہ کے کام سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ بُری نیّت بدکام کو بدتر کردیتی ہے۔

مثلاً کوئی شخص کسی کا دل خوش کرنے کے ارادہ سے غیبت کرے یا مالِ حرام سے مسجد اور مسافر خانہ اور مدرسہ تعمیر کرادے اور خیال کرے کہ میری نیت خیر ہے، مگر یہ خیال سراسر غلط ہے، کیونکہ بدی سے نیکی کا قصد کرنا خود بدی ہے۔ یہ کیا عقل کی بات ہے کہ غیبت کرکے دل کو خوش کرنے کے ثواب کا طالب بنے اور مالِ حرام سے باقیات الصالحات کا امیدوار رہے۔ اگر اس بدی کو بدی جانے تب بھی فاسق ہے اور اگر نیکی سمجھے تب بھی گنہ گار ہے۔ یہ بات جہالت کے باعث پیدا ہوئی اور اکثر لوگ جہالت کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔

حضرت سہیل تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہل سے بڑھ کر کوئی معصیت اور گناہ نہیں ہے۔ اور ایسے شاگرد کو پڑھانا بھی حرام ہے کہ جس کا مقصود علم پڑھنے سے یہ ہو کہ عہدہٗ قضا ملے یا کہ مالِ یتیم یا مالِ وقف یا بادشاہوں کا مال ہاتھ لگے یا کہ دنیا کماوے اور فخر و بحث اور جدال و فساد میں مشغول ہوئے گو علم بہت اچھی شے ہے، مگر اس کے ساتھ جو نیّت ہے، وہ نیت بہت بُری ہے۔ اب اگر مدرّس اور استاد یہ کہے کہ پڑھانے سے ہمارا مطلب علم کا پھیلانا ہے۔ اگر شاگرد اس کو بُرائی میں خرچ کرے تو ہمارا اجر باطل نہ ہوگا۔ یہ جواب باصواب نہیں، کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ ایک شخص رہزنی کرتا ہو، اس کے ہاتھ میں آبدار تلوار دیں یا ایک شخص شراب بناتا ہو اس کو انگور دیں اور کہیں کہ ہمارا مقصود تلوار اور انگور دینے سے سخاوت ہے اور اللہ رب العزۃ سخی کو بہت ہی دوست اور محبوب رکھتا ہے۔ اب اس طور سے خیال رکھنا ایسا ہے جیسا کہ جَو بو کر گیہوں کی اور گائے کے گوبر سے عنبر سارا کی امید رکھنا غرضیکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَجَرَۃٌ مُبَارَکَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شَجَرہ مَنظُومَہ

حضرت میاں رحمت علی صاحب قدس سرہ العزیز

بخش دے یارب مجھے اپنی سخا کا واسطہ — رحم فرما شافع روزِ جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبرؓ کیلئے — فقر دے سلمانؓ محبوبِ پیمبرؐ کے لئے

حضرتِ قاسمؓ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا — حضرت جعفرؒ کا صدقہ دے مرے دل کو ضیا

رکھ مجھے باعافیت بہرِ جنابِ بایزیدؒ — بوالحسنؒ کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بوعلیؒ کا واسطہ کر دے میری مشکل کو حل — دے مجھے علمِ طریقت اور توفیق عمل

بہرِ یوسفؒ قیدِ غم سے دہر میں آزاد کر — عبدالخالقؒ کے لئے عقبیٰ میں دل کو شاد کر

حضرت عارفؒ کے صدقے میں مجھے عرفان دے — حضرت محمودؒ کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علیؒ کا فقر درویشانہ دے — واسطہ بابا سماسیؒ کا دل دیوانہ دے

اے خدا بہر جناب شیر حق میر کلالؒ — حرصِ دنیا کو مرے نہخانۂ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدینؒ کا — کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤالدینؒ کا

دے مرے دل کو سکوں یعقوبؒ چرخی کے طفیل — حضرت احرارؒ کے صدقے میں دھو دے دل کا میل

Marfat.com

حضرتِ زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرتِ درویشؒ کے صدقے میں دے فقر و غنا

خواجہ امکنگیؒ کا صدقہ داغِ عصیاں کو مٹا
حضرتِ باقیؒ کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

شیخ احمدؒ کے لئے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

کھول دے دل کی کلی بہرِ سعیدؒ نامدار
تاکہ مرے گلشنِ امید میں آئے بہار

حضرتِ معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسول
بس رہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسول

واسطہ عبد الاحدؒ کا مالکِ ارض و سما
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خدا بہرِ جناب خواجہ حنفیؒ پارسا
وقتِ آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

واسطہ حضرت زکیؒ کا اپنی الفت کر عطا
بخش دے شیخ محمدؒ کے لئے میری خطا

واسطہ خواجہ زماںؒ کا دے مجھے ذوقِ فنا
بہرِ احمدؒ قبر میں ہو نورِ احمدؐ کی ضیاء

اے خدا بہرِ جناب خواجہ حاجی شہ حسینؒ
دے مرے بےچین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں ہو جب ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبی بہرِ امام

بہرِ حضرت میر صادقؒ صاحبِ صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیر الدینؒ کا
دے مجھے حلم و حیا رزق و شفا صبر و غنا

واسطہ آخر میں دیتا ہوں تجھے اُس نام کا
جو ہمیشہ تری محبوبی کے گُن گاتا رہا

عشق میں جس کے دل حسرت زدہ دیوانہ ہے
شہر قصور اب جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے

اے خدا کیا نام پیارا ہے ترے محبوب کا
حضرت شیر محمدؒ صاحب جود و سخا

قطبِ دوراں شیخِ عالم ہادیٔ راہِ صفا
نائبِ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ

اے خدا صدقہ میاں رحمت علیؒ کے نام کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِ رحمت میں چھپا

اے صدقے میں ان ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

(حکیم نیرؔ واسطی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افضل الذکر:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

شجرہ منورہ

حضرت میاں رحمت علی صاحب قدس سرہ العزیز تا جمیع
حضرات خاندان نقشبندیہ مجددیہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

الٰہی بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سیدنا و شفیعنا وسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ منورہ

الٰہی بحرمت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ مدینہ منورہ

الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ رجب ۲۳ھ مدائن

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد ابی بکر ۱۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ مدائن

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ مدینہ منورہ

الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ بسطام

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ محرم ۴۲۵ھ خرقان

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۴ ربیع الاول ۷۷ھ طوس

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ رجب ۵۳۵ھ مرو

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ غجدوانی

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ریوگری رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال ۶۱۶ھ ریوگر قریب بخارا۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۵ھ انجیر فغنوی

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ ۲۸ ذیقعد سنہ ۷۲۱ھ خوارزم علاقہ بخارا

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود باباسماسی رحمتہ اللہ علیہ ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۷۵۵ھ سماس قریب بخارا

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ ۸ جمادی الاوّل سنہ ۷۷۲ھ سوخار قریب بخارا

الٰہی بحرمت حضرت امام الطریقت و شریعت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ ۳ ربیع الاوّل سنہ ۷۹۱ھ قصر عارفاں بخارا

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطّار رحمتہ اللہ علیہ ۲۰ رجب سنہ ۸۰۲ھ نوحفانیاں

الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ ۵ صفر سنہ ۸۵۱ھ ہلغور

الٰہی بحرمت حضرت چراغ خاندان خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ ۲۹ ربیع الاوّل سنہ ۸۹۵ھ سمرقند

الٰہی بحرمت حضرت مولانا زاہد ولی رحمتہ اللہ علیہ یکم ربیع الاوّل سنہ ۹۳۹ھ موضع وخش

الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد درویش رحمتہ اللہ علیہ ۲۹ محرّم سنہ ۹۰۷ھ اسقد مضافات ماوراء النہر

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمتہ اللہ علیہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۰۰۸ھ امکنگ قریب شہر سبزوار

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الباقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ دہلی شریف

الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ علیہ ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ سرہند شریف

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۰ھ سرہند شریف

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ ۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۷ھ سرہند شریف

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الاحد رحمتہ اللہ علیہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۶ھ

الٰہی بحرمت حضرت محمد حنیف پارسا رحمتہ اللہ علیہ یکم صفر سنہ ۱۰۳۳ھ بامیاں از تواضع کابل

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد ذکی رحمتہ اللہ علیہ سنہ ۱۰۲۶ھ سرہند شریف

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ۹ ذی الحجہ مکہ مکرمہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زماں رحمۃ اللہ علیہ ۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ ملک سندھ لوری شریف

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۳ھ موضع قاضی احمد علاقہ سندھ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۲۲۴ھ رتڑ چھتر مکان شریف پنجاب

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۳ شوال ۱۲۸۲ھ رتڑ چھتر مکان شریف پنجاب

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ رتڑ چھتر مکان شریف پنجاب

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ کوٹلہ پنجوبیگ ضلع شیخوپورہ پنجاب

الٰہی بحرمت حضرت غوثِ زماں قطبِ دوراں شیر ربّانی سیّدنا حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳ ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ شرقپور شریف۔

الٰہی بحرمت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سیّدنا و مرشدنا حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ شرقپور شریف۔

الٰہی بحرمت حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ محرّم ۱۳۹۰ھ گھنگ شریف

تمّت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ کرامات

خواجہ امام علی شاہ صاحبؒ

اگرچہ آپ کا مقام اور مرتبہ اس سے بہت اعلیٰ ہے کہ آپ کے ذکر کو کرامات سے آراستہ کیا جائے۔ کیونکہ حضور کی کرامتوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ یہ بات تھی کہ جو شخص آپ کو دیکھتا ہزار جان سے عاشق ہو جاتا۔ کسی شخص کو طاقت نہ تھی کہ آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا یا جواب دیتا۔ ہزاروں مردہ دل آپ کی ادنیٰ توجہ سے اعلیٰ منازل اور مقامات پر پہنچے اور بے شمار کفار آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے زنا تو ڈکر کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ مگر یہاں پر چند ایک کرامتیں بطور نمونہ لکھنی ضروری ہیں۔ تا آنکہ آپ کا ذکر مبارک اس شعبہ سے معرّا نہ رہے۔

آپ کے مریدوں میں سے حضرت میاں صاحب مظہر جمال ذکر کرتے ہیں کہ ہم فوج میں ملازم تھے۔ جس روز شیر سنگھ دربار اندری واقع لاہور متصل مزار حضرت بلال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قتل ہوا۔ ہم دو شخص فراش میں حاضر تھے چنانچہ جب سانحہ ظہور میں آیا ہم ڈر کے مارے زینہ کے راستے اوپر چڑھ گئے۔ ناگاہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے پیچھے دو شخص ننگی تلواریں لیے ہوئے دوڑے آرہے ہیں۔ اب بھاگنے کی کوئی جگہ نہ تھی

Marfat.com

دل میں ہلاکت کا خیال یقینی ہوگیا اسی حالت میں ذرا ذکر کی وجہ سے استغراق ہوگیا۔ اور تلوار والا آدمی تلوار اٹھا کر مجھے قتل کرنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضور قبلہ تشریف لاتے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھالیا ہے۔ میں نے اپنے میں کوئی جنبش نہیں دیکھی۔ مگر کیا دیکھتا ہوں کہ میں خواجہ سعید صاحب کے گنبد میں بیٹھا ہوں۔ بس میں نے لاکھ شکر خدا کا کیا اور دل میں یقین ہوگیا کہ یہ سب تصرفات حضور علیہ سے ہے۔ اسی دن سے ملازمت چھوڑ کر حضور کی خدمت میں عمر گذار دی اور جو کچھ یہاں سے حاصل ہوا وہ ذکر سے بالا ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت اپنی ایک بیمار لڑکی کو حضور کی خدمت میں دعا کے لیے لے کر چلی۔ راستہ میں لڑکی فوت ہوگئی۔ اس عورت کی صرف یہی ایک لڑکی تھی اور کوئی اولاد نہ تھی۔ لڑکی کو لے کر اس ارادہ پر مکان شریف پہنچی کہ مکان شریف میں دفن کر جب حضور کی خدمت میں پہنچی اور عرض کرنے لگی تھی کہ اچانک لڑکی کو جو دیکھا تو وہ بالکل تندرست ہے اور سابقہ بیماری کا بالکل کوئی اثر نہ رہا اور کھیلنے میں بھی مشغول ہوگئی ہزارہا آدمیوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی۔

ایک شخص مسمی نارائن سنگھ جو چک رہانہ میں رہتا تھا، اسے ستر سال کی عمر میں مرض فالج ہوگیا۔ چونکہ وہ دولت مند اور امیر کبیر آدمی تھا۔ بے شمار علاج کیے مگر کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا اور فائدہ ہونا ممکن بھی نہ تھا۔ کیونکہ اصول طب کے مطابق اگر ساٹھ سال کے بعد فالج ہو تو لاعلاج ہے۔ (مترجم)

حضور کی خدمت میں ارادت اور دعا کے لیے لایا گیا۔ بمجرد زیارت کے ایک صحیح فائدہ ظاہر ہوا کہ تمام اعضاء میں حس و حرکت جاری ہوگئی۔ جو کئی سال سے چارپائی سے ہل نہ سکتا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سات روز مکان شریف حضور کی خدمت میں

Marfat.com

اور بالکل تندرست ہوگیا۔ زنا توڑ کر کلمہ شہادت پڑھا اور حضور کی بیعت میں داخل ہوگیا۔ اور کاملین میں سے ہوگیا۔ یہی شخص ایک روز لوگوں نے جاڑے کے موسم میں دیکھا کہ شیرہ کاسنی میں سکنجبین ملا کر پی رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ جس روز سے حضور کی نظر کیمیا اثر بندہ پر پڑی ہے۔ یہ حال ہے کہ بغیر سرد چیزوں کے استعمال سے آرام نہیں ہوتا۔ اور اپنے باطن کا جو اس نے حال بیان کیا اس کو قلم تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ سبحان اللہ

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کلانوری فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک ساربان حضور کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور میرے اونٹوں کا سردار اونٹ اچانک بیمار ہوگیا ہے اور سخت کانپتا ہے اور ہل جل نہیں سکتا۔ میں سخت غریب ہوں اور میرا روزی کا آسرا اسی پر ہے۔ اس وقت آپ خاص حالت میں تھے اور اچھا وقت بنا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تیرا اونٹ تو بالکل تندرست ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضور اگر میرا اونٹ تندرست ہوتا تو میں آپ کو ہرگز تکلیف نہ دیتا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا تیرا اونٹ بالکل تندرست ہے۔ تیسری دفعہ اس نے عرض کیا کہ اونٹ در دولت پر حاضر ہے تکلیف گوارا فرما کر ملاحظہ فرماویں۔ سخت بیمار ہے۔ آپ نے دہلیز پر کھڑے ہو کر سامعین کو فرمایا کہ جا کر دیکھو اونٹ کو کوئی بیماری ہے ان کے علاوہ ساربان نے بھی دیکھا کہ اونٹ بالکل تندرست ہے اس نے اونٹ پر بوجھ لادا اور خوش بخوش دعائیں دیتا ہوا روانہ ہوا۔

مکان شریف میں بے شمار جذامی آتے اور حضور کے وضو کا پانی لے کر جسم پر ملتے اور بالکل تندرست ہو کر چلے جاتے۔ جن میں سے دو تندرست آدمی آج تک مکان شریف میں موجود ہیں جو باوجود بدنی صحت حاصل کرنے کے علاوہ روحانی صحت سے بھی مالامال ہیں۔

Marfat.com

ایک شخص کا صرف ایک ہی بیٹا تھا جس کی دونوں آنکھیں چیچک کی وجہ سے نابینا ہو گئیں۔ حضور کی خدمت اقدس میں اس کے باپ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا ایک ہی لڑکا ہے اور کاروبار دنیاوی اور ذریعہ معاش کا دارومدار اسی سے وابستہ ہے۔ وہ چیچک کی وجہ سے نابینا ہو گیا ہے۔ مہربانی فرما کر دعا فرما دیں۔ آپ نے اپنے دہن مبارک کا لعاب اس میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ چند یوم رہ کر لعاب دہن آنکھوں میں ڈالیں چنانچہ دو تین مرتبہ ڈالنے سے وہ بالکل بینا ہو گیا۔

ایک زمیندار حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی دردزہ سے قریب المرگ ہے اور بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا تجھے مبارک ہو تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جب وہ شخص گھر واپس گیا تو دیکھا کہ بیوی تندرست اور خوش و خرم ہے اور گود میں لڑکا لے کر بیٹھی ہوئی ہے۔

قوم ہنود میں ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسکے بدن پر سالہا سال سے اس قدر سوزش اور جلن تھی کہ وہ ہر وقت مکھن اور کافور جسم پر ملتا رہتا تھا۔ اور اسے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ بدن پر گویا آگ رکھی ہوئی ہے۔ وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں حضور کا نام سن کر حاضر ہوا ہوں۔ سخت لاچار ہوں۔ آپ وضو فرما رہے تھے۔ وضو سے فارغ ہو کر پانی کا بھیگا ہوا ہاتھ اس کے بدن پر مل دیا۔ جس سے اس کا مرض فوراً دور ہو گیا۔ اور پھر تمام عمر عود نہ کیا۔

ایک شخص مسمی میاں دل احمد ولد مولوی قل احمد کا بیان ہے۔ کہ میں ابتداء میں فرقہ وہابیہ کی طرف میلان رکھتا تھا۔ اور اپنے ہم عقیدہ بعض وہابیوں سے سنا کرتا تھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ مکان والے علم شہریت سے بے بہرہ ہیں۔ عام لوگ جو ان کی تعریف کرتے ہیں اور علمائے زمانہ کلمۃ الحق کہنے سے چپ ہیں۔ علمائے زمانہ ان سے دنیوی فائدہ

Marfat.com

اٹھاتے ہیں۔ اس لیے اصل بات ظاہر کرنے سے باز رہتے ہیں مگر دوسری طرف لوگ آپ کی کرامات اور مناقب اس قدر بیان کرتے ہیں جن سے انکار کی گنجائش نہ تھی۔ میں اس خیال سے مکان شریف روانہ ہوا۔ کہ اپنی آنکھ سے چل کر دیکھوں اور کانوں سے سنوں کہ اصل بات کیا ہے۔ میں مکان شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند روز صحبت عالیہ میں ملازم رہا۔ اس اثناء میں اس قدر حضور کی کرامات دیکھنے میں آئیں اور طریق زندگی آپ کی اس طرح مطابق شریعت مطاہرہ کے پائی یعنی کہ تمام زمانہ میں سوائے آپ کی ذات والاتے صفات سے محال تھی۔ علوم شرعیہ میں میں نے آپ کو وحید عصر پایا انکساری اور تواضع آپ کی طبعیت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہابی لوگ ہمیشہ اولیاء اللہ کے خلاف کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ میں وہ سب صفتیں جو علماء حقانی اور اولیاء ربانی میں ہونی چاہئیں۔ میں نے سب دیکھیں۔ اس وقت میں نے انکار اولیاء اللہ اور وہابیت سے فوراً توبہ کی اور بیعت کے لیے التجا کی۔ آپ نے کمال عنایت سے قبول فرما لیا۔

ایک دفعہ میں اپنے گھر میں سخت بیمار ہوا۔ میرے اقرباء اور میں زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اور سخت ضعف مجھ پر طاری ہوا۔ اس حالت میں حضور کی طرف میں نے خیال کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور تشریف لے آتے ہیں۔ آپ کا چہرہ مبارک اس قدر منور تھا کہ سارا گھر جگمگا اٹھا۔ بجز زیارت فیض بشارت سے مجھے ایسی کیفیت حاصل ہوئی اور وجد ہوا کہ میں اپنے آپ سے گم ہو گیا۔ جب اس بے خودی سے مجھے ہوش آیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اٹھ کر حضور کی قدم بوسی کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی لیٹا رہوں اور خاطر جمع رکھو کہ تیرا مرض خدا تعالیٰ نے دور کر دیا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے بدن میں طاقت پائی۔ اور مرض بھی اسی روز دور ہو گیا۔ آپ کی کرامتیں جو

Marfat.com

اس فارسی کتاب میں درج ہیں۔ وہ اس قدر ہیں کہ اگر سب تحریر میں لائی جائیں تو ایک علیحدہ کتاب بن جاتی ہے لہٰذا ان دو چار ہی کرامتوں پر تبرکاً اختصار کیا جاتا ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار بھی آپ کے بعد آپ کے سچے جانشیں گذرے ہیں اس لیے تبرکاً آپکے اسمائے گرامی تحریر کیے جاتے ہیں۔ آپ کے خلیفہ اعظم اور اعلیٰ خاندان نقشبندیہ محمدیہ کے روشن چاند میر صادق علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضور کے فرزند رشید ہیں۔ آپکی کرامتیں اور مناقب بھی بے شمار ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک مکان شریف میں حضور کے مرقد پاک کے پہلو میں ہے۔

دوسرے فرزند لبند میر لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ میں قطب گذرے ہیں۔

تیسرے خلیفہ حضور کے حضرت شاہ صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہادر شاہ طیب اللہ مشہدہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کو بعد اجازت حضور نے موضع بدبلہی ضلع سیالکوٹ میں تلقین کے لیے رخصت فرمایا۔

چوتھے خلیفہ آپ کے میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ۔

پانچویں خلیفہ مرزا سنگتین بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

چھٹے مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

ساتویں محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ۔

آٹھویں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

نویں مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ۔

دسویں مولانا شیر محمد خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کابلی۔

گیارہویں مولانا محمد شریف بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ۔

بارہویں مولوی فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

تیرھویں مولانا مولوی رسول بابا رحمۃ اللہ علیہ۔

چودھویں سید انور صاحب کشمیری

پندرھویں میاں شاہ محمد صاحب ہیں۔ اور

سولہویں منشی احمد جان صاحب ہیں۔

اور ان میں سے ہر ایک صاحبِ کرامت اور مناقبِ جلیلہ ہوئے ہیں جن کا ذکر طویل ہے لیکن یہاں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حالات حضرت خواجہ امیر الدین صاحب[7]

حضرت خواجہ امیر الدین صاحب قدس سرہٗ اس سلسلہ عالیہ کے بزرگ قصبہ دھرم کوٹ کے رہنے والے ہیں۔ جو مکان شریف سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ قوم افغان گگے زئی ہیں۔ آپ اوائل عمر میں ہی خواجہ امام علی شاہ رحؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ صاحب رحؒ سے کمال محبت تھی اور آپ ان کے لاڈلے تھے اور آپ حضرت خواجہ امام علی صاحب بہت مہربان تھے۔ آپ کو ایک روز حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم ملازمت کرو اور آپ نے سفارش بھی کی۔ حضرت خواجہ کی مدد سے آپ تھانیدار ہو گئے۔ اور لاہور سے جو سڑک ملتان کو جاتی ہے۔ رستہ میں جس جگہ اب جیل ہے اس کے قریب ہی ایک گاؤں پتّہ آباد ہے وہاں ایک چوکی پولیس کی تھی۔ اس چوکی پر آپ افسر تھے۔ یہاں ایک ٹیلہ تھا جس پر آپ نے ایک مسجد تعمیر کروائی اور دعا کی کہ خدایا یہ جگہ آباد کر جس جگہ اب قصبہ پتّہ آباد ہے۔ اس جگہ نہر کا ہیڈ ہے۔ یہ واقع آپ نے مولوی یار محمد مرحوم کو فرمایا تھا کہ ہم نے ہی موضع پتّہ کی بنیاد رکھی تھی۔ تین برس تک آپ نے ملازمت کی اور پھر اس کے بعد آپ نے استعفٰی دے دیا اور مکان شریف حضرت

Marfat.com

خواجہ امام علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دریا پر وظیفہ پڑھنے کے لیے بھیجا اور آپ کے ہمراہ دو آدمی زبردست نگہداشت بھیجدیئے کہ مبادا آپ وجد میں آکر دریا میں گریں۔

دریا پر آپ کو خضر علیہ السلام کی زیارت ہوتی اور بہت سی فیضوضات اور برکات اس عرصہ میں آپ کو حاصل ہوئیں۔ جب انگریزوں کی بادشاہی ہوئی تو انہوں نے نوسو گھماؤں زمین بطور ہدیہ آپ کی نذر کی جس جگہ کہ اب کوٹلہ شریف آباد ہے۔ حضرت خواجہ امام درویشوں کو اس زمین پر بھیجتے مگر وہ دیہاتی انہیں قبضہ نہ کرنے دیتے۔ آخر حضرت خواجہ امیرؒ کو بھیجا گیا۔ آپ بفضل خدا بہت جوان تھے۔ آپ نے ہمت سے اس زمین پر قبضہ جمالیا۔ دیہاتی لوگ بہت مخالفت کرنے لگے مگر آپ نے ظاہری اور باطنی طاقت سے ان پر تسلط جمالیا۔

ایک دیہاتی نے مخالفت سے سخت تکلیف پہنچائی اور اس نے اپنے کیے کی سزا پائی وہ بیمار ہوگیا۔ اس کے جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ آپ کو بذریعہ کشف اللہ تعالیٰ نے جتلا دیا کہ شرقپور شریف میں ایک مرد شیر پیدا ہوگا۔ اس لیے آپ شرقپور شریف میں سال بہ سال تشریف لاتے۔ چار پانچ سال بعد دریائے راوی طغیانی پہ آیا۔ اندیشہ ہوا کہ شرقپور شریف کو دریا گھیر لے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ دعا فرمائیں۔ آپ نے اپنا رومال ان لوگوں کو دیا اور فرمایا کہ میرا رومال دریا کو دکھاؤ اور میری طرف سے اس کو اسلام علیکم کہو۔ صبح جب آکر دیکھا تو دریا دو میل پرے ہٹ گیا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کرے گا کہ تم دنیا سے کیا لائے ہو تو عرض کروں گا کہ دنیا سے شیر محمد کو لایا ہوں۔ آپکی عادت شریف تھی کہ آپ جب کسی کو رخصت فرماتے تو اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ جان و مال خدا کے حوالے۔ اس وقت

Marfat.com

ایک خاص کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ آپ تین دفعہ قصور بھی تشریف لاتے ہیں۔

بندہ نے ایک تسبیح جو حضرت حافظ غلام مرتضیٰ جدامجد حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ ان کے ہاتھ کی تسبیح تھی۔ آپ کی خدمت میں نذر کی اور آپ نے قبول فرمالی اور اس تسبیح پر فخر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ تسبیح حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کی ہے۔ اس تسبیح کے بہت موٹے موٹے دانے تھے۔ اکثر ہاتھ میں بھی آپ اسے رکھتے اور بازار میں بھی برہنہ رکھتے۔

ایک دفعہ آپ قصور میں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ ایک مجذوب تھا۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہے تو مجذوب بولا "اتنے اوہ" آپ نے فرمایا، چپ رہ گئے۔ بندہ کو اس وقت عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اس مجذوب اس کلمے سے معیّت ذاتی کا انکشاف ہوا۔

ایک دفعہ آپ کے ہمراہ مکان شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صادق علیؒ نے فرمایا۔ "تم خلفاء لوگ اگر دن کے دن آ ؤ تو پھر باقی لوگوں کا کیا حال۔ آپ نے اسی وقت کمر باندھی اور تمام عرس کا ذمہ اپنے ہاتھ لے لیا۔ دو دن اور دو رات چارپائی پر نہیں لیٹے تیسرے روز مولوی یار محمد مرحوم سے فرمایا کہ پیروں کی خدمت یوں کی جاتی ہے۔ آپ کے حالات بہت ہیں۔ اگر تحریر کیے جائیں تو ایک کتاب بن جائے۔ منجملہ ان کے ایک اور لکھ دیتا ہوں۔ ۱۱

ایک شخص میاں محمد الدین نامی آپ کے پاس معاملہ کا روپیہ لینے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے روپیہ دے کر اسے جبراً بیعت کر لیا۔ چند روز بعد وہ نوکری چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس شخص کا حال اس زمانہ میں یہ تھا کہ چکّی خود پیستا اور روٹی پکاتا۔ آپ کی ڈاچی کے آگے دوڑتا۔ پاؤں میں آکر کانٹا لگ جاتا۔ اس پر سکر یہ ایک

Marfat.com

ایسا عالم طاری ہوگیا تھا۔ کہ سوا حضرت صاحبؒ کی خدمت کے کوئی کام نہ سوجھتا۔ مگر افسوس حضرت میاں صاحب سے کچھ اسے بدظنی ہوگئی تھی۔ اس سبب سے گر گیا تھا۔ اس کا حال ہم نے آگے کتاب میں درج کیا ہے۔ حضرت خواجہ امیرالدینؒ بڑے قدوقامت کے مرد تھے خوش صورت تھے۔ باوجود ضعیف ہونے کے دو دو گھنٹے دو زانو پر بیٹھ کر درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کا سن مبارک ایک سو ساڑھے تیئس کا ہوا۔ آپ کو ایک سیپی فالج گرا اڑھائی سال بیمار رہے۔ ایک روز بندہ کو فرمایا۔ یہ جو ماں باپ دعا دیتے ہیں کہ تم عمر کے بڑے ہو یہ دعا نہیں بددعا ہے۔ جب آپ کا سن مبارک ایک سو پچیس سال کا ہوا۔ تو آپ واصل بحق ہوئے اور اس جہان فانی سے داغ مفارقت دے کر تشریف لے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

Marfat.com

باب ۳

عادات

اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، رہنا، سہنا، کھانا، پینا، لینا، دینا، اوڑھنا، پہننا، پڑھنا، پڑھانا، دیکھنا، بھالنا، بولنا، چالنا غرض تمام امور میں احوال میں یکساں شاہراہ سنت پر قدم زن نظر آتے تھے بلکہ اگر کسی دوسرے مسلمان بھائی کو اس کے بغیر دیکھتے تو سخت طیش میں آکر اُسے متنبہ فرماتے کہ نبی کریم ؐ کی سنت کے سوا کوئی چھٹکارا نہیں۔ مسلمان وہی ہے جو نبی کریم ؐ کی سنت کا پیرو ہے۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ایک دن قاری اللہ بخش صاحب آئے۔ آپ نے اُن کو جھٹ سیدھا کھڑا کر دیا۔ اور ٹخنے سے لے کر گلے اوپر کو بیٹہ سے ناپتے۔ دیکھنے والے حیران کہ انہیں کیا ماجرہ ہے۔ جب چھ چپتے ناپ چکے تو قاری صاحب کے کرتے تک پہنچے اور فرمایا کہ میں قاری صاحب سے اس لیے محبت رکھتا ہوں کہ میں نے ان کو کُرتہ سلوا کر بھیجا ہے دیکھو یہ کیسا شرع کے مطابق اُترا۔ اب فرمایئے اس قسم کا متبع رسول ؐ کون ہو سکتا ہے۔ جو کُرتے کی لمبائی بھی ناپتا پھرے۔ بھلا کوئی ایسا ہی دیکھئے جو اس نظریہ کا اس قدر پابند ہو۔

آپ کی عادات کے صرف ایک حصہ لطیف پر مؤلف نے اکتفا فرمائی۔ ورنہ یہ باب بھی اپنے دوسرے ابواب کی طرح نہایت تفصیلی لذت رکھتا تھا۔ اور اس کے اندر بہت سے حصول تھے۔

مگر یاد رہے کہ جس طرح ایک پری پیکر کی خوبو دیکھنے والوں کو محو تماشہ بنا کر کھڑی

Marfat.com

کر دیتی ہے۔ اور اس کی نیک و بد ادا میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ اس کی ہر ادا ہر فعل، ہر حرکت اپنے اندر ایک منفناطیسی جذب رکھتی ہے۔ اسی طرح ولی اللہ کی ہر ادا، ہر فعل ہر حال میں دیکھنے والوں کے دلوں پر ایک عجیب کیفیت پیدا کر دیتا ہے جس کی لذت دنوں نہیں بلکہ مہینوں اور سالوں نہیں جاتی۔ خواہ وہ حرکت وہ فعل وہ حال قوانین تہذیب سے تعلق رکھے یا نہ رکھے لیکن دل کو چیر کر پار نکل جاتا ہے۔ ایسے وقت میں دلائل نفسیہ، استدلال اخلاقیہ سب بیکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور محبت کا شاہباز اسے لے اُڑتا ہے۔ اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عادات کے مطالعہ کا مزہ اُسی وقت تھا جب حضور تھے۔ اور آپ کی ہر جنبش لب مسیحا دمی کا دعویٰ کرتی تھی۔ اور آپ کا دو زانو بیٹھنا معراج نبوت کی یاد تازہ کرتا تھا۔ آپ کی سادہ تبلیغ حضرت نبی کریمؐ کا اثر دکھاتی تھی۔ آپ کی درد بھری نگاہ جنیدؒ کا نقشہ سامنے کر دیتی تھی۔ غرض اب اس کاغذی نقشہ میں کیا کچھ آسکتا ہے اور کیا کچھ نہیں جبکہ گلِ کاغذ کی طرح اس میں بھینی بھینی خوشبو ہی نہ ہو۔
(عفی عنہٗ)

آپ کے ہاں کسی دنیا دار کی دال نہیں گلتی تھی۔ اگر کوئی دنیا دار خدمت شریف میں حاضر ہوتا تو اُس کو آپ مناسب تنبیہہ فرماتے۔ کہ لوگوں نے اب قرآن شریف کو تو بالکل چھوڑ ہی دیا ہے۔ جناب رسول مقبولؐ اور صحابہ کرامؓ نے کن کن تکالیف سے دین کو حاصل کیا۔ اپنی جانیں دیں۔ بھوک پیاس کے دکھ سہے لیکن ہم لوگوں کو کیا قدر آسانی سے دین ہم تک پہنچا اور ہم اپنے نفس کے پیچھے پڑ گئے ہم نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا لیا۔

Marfat.com

آپ کی مجلس میں اگر کوئی پالتی مار کر یا گھٹنے کھڑے کر کے سوا دو زانو بیٹھنے کے کسی اور طرح بیٹھا تو آپ فرماتے اول بیٹھنے کا ڈھنگ تو سیکھنا چاہیئے۔ لوگوں کو بیٹھنا بھی نہیں آتا۔

طریق دُعا اکثر بیمار بھی خدمت شریف میں برائے دُعا حاضر ہوتے تو آپ فرماتے نہ تو میں ڈاکٹر ہوں اور نہ ہی حکیم۔ تم بیمار کیوں آئے ہو۔ میں نے کب اشتہار دیا تھا کہ بیمار کو اچھا کر سکتا ہوں۔ آخر میں فرماتے۔ میاں موت تو ضرور ہے۔ اس سے تو کسی کو چارہ نہیں۔ اور یہ پنجابی کا شعر بھی پڑھتے۔

مرن مول جیون
لدہا وچہ دیگری گھاٹا

دوا بھی کرو میں بھی دعا دوں گا اور اُن سے فرماتے کہ الحمد شریف میں بسم اللہ کے میم کو الحمد سے ملا کر سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پلا دیا کرو۔ اور اکثر آپ ہی سے پانی دم کرا کے لے جاتے۔ اور بیمار اس سے اچھے ہو جاتے۔

اگر آپ کسی مہمان کے گلے یا ہاتھ میں تسبیح دیکھتے تو فرماتے کہ اس پہ کیا پڑھا کرتے ہو۔ جواب ملنے پر فرماتے کہ میاں اللہ کے واسطے پڑھا کرو۔ لوگوں کو دکھانے کی کیا ضرورت۔

آپ کی عادت تھی کہ گرمی کے موسم میں دو کرتے پہنا کرتے تھے۔ اگر کوئی سوالی آجاتا تو ایک کرتہ اُتار کر دے دیتے۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ بازار یا رستے میں کوئی شخص مل جاتا تو اس کو خود السلام علیکم کہتے۔ اگر کوئی بدعتی یا فاسق مل جاتا تو بعض وقت اُس سے بہت بیزار ہوتے اور بعض دفعہ شفقت سے سمجھاتے۔ اگر کوئی غیر مسلم تعظیم کے لیے جھک جاتا یا گھٹنوں کو ہاتھ لگاتا تو آپ خاموش رہتے۔ مگر

Marfat.com

کوئی مسلمان ایسا کرتا تو سخت ناراض ہوتے۔

اکثر اوقات آپ کے ہمراہ جنگل میں یا بازار میں راستہ چلنے کا اتفاق ہوا ہے۔ رستے میں اگر کوئی اینٹ یا پتھر یا کوئی پاؤں سے اٹکنے والی چیز یا پاؤں پھسلانے والی پڑی پاتے تو آپ اپنے ہاتھ سے ہٹا دیتے۔ آپ بازار میں چلتے تو اپنی نظر کو اپنے پاؤں کے آگے آگے رکھتے۔ اور اگر بازار میں کوئی چیز فروخت کرنے والے ملتے تو آپ اس سے خرید لیتے چاہے ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اور اس کے خوانچے میں جو چیز خراب نظر آتی وہ آپ خوشی سے خرید لیتے۔ بندہ نے ایک روز عرض کی کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا یہ لوگ سوالی ہیں ان کو کچھ دینا چاہیے۔

لباس وغیرہ آپ موٹا کپڑا پہنا کرتے تھے زیادہ باریک کپڑے کو آپ ناپسند فرماتے تھے۔ اکثر آپ دیسی گھٹی کا کپڑا بنوایا کرتے تھے۔ پاؤں میں زرد رنگ کی بڑے اور لمبے پنجے کی قصور سے بنوایا کرتے تھے۔ بہت چھوٹی سی بوٹی (پھول) اس کے اوپر ہوتی تھی۔ سیاہ جوتی سے آپ نفرت کرتے تھے۔ اگر کسی کے پاؤں میں بوٹ دیکھ لیتے تو سخت ناراض ہوتے اور سیاہ کپڑے کو بھی پہننا ناپسند فرماتے تھے اور پگڑی کے ساتھ ٹوپی بھی ضرور رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص صرف پگڑی پہنتا تو ناراض ہوتے تھے اور فرماتے حدیث شریف میں آیا ہے۔ صرف ٹوپی نصاریٰ رکھتے تھے اور صرف پگڑی یہودی پہنتے تھے۔ حضور نے اپنے صحابہ کو دونوں چیزیں پہننے کا حکم دیا تھا۔

بعض یاروں کو دیکھا گیا جب شرقپور شریف آپ کی خدمت میں جاتے تو ٹوپی اور پگڑی دونوں پہن کر جاتے اور بوٹ بھی اتار جاتے اور دیسی جوتی پہن کر جاتے یہ بات اچھی نہیں ہے بلکہ نفاق ہے حدیث شریف میں آیا ہے ٹوپی پر پگڑی باندھ

Marfat.com

کر نماز پڑھنا ستر حصے زیادہ فضیلت ہے۔

پیر یا شیخ سے بیعت کرنے کی ضرورت تو اس لیے ہوتی ہے کہ جس طرح منہ زور اور سرکش گھوڑے کو کسی چابک سوار کے حوالے کر دیا جاتا ہے کہ اس کی چال درست کرے اس سے معلوم ہوا جو شخص ایسا کرتا ہے کہ گھر میں آکر ادر لباس ہے اور آپ کے پاس جا کر دوسرا لباس پہن لے تو گویا اس نے اپنے جسم کو پیر کے سپرد نہیں کیا بلکہ وہ شخص دغاباز ہے پیر سے دھوکہ کرتا ہے۔ اب تو آپ اس دنیا فانی سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ اب کہنے والے تو چلے گئے کچھ خوف خدا دل میں ہے تو آپ کے فرمان کو عمل میں لائیں۔ ورنہ خالی مرید کہلانے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کا ایک مرید تھا اس کو تبرک کھانے کا بہت شوق تھا جب آپ کچھ پس خوردہ چھوڑتے تو وہ دوڑ کر لیتا اور کھا جاتا جس وقت آپ کوئی پرانا کپڑا چھوڑتے تو بہت کوشش سے حاصل کر لیتا ایک دن خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا میاں تجھے تبرک کھانے کا اور ہمارے اُتارے ہوئے کپڑے پہننے کا بہت شوق ہے۔ تو مجھے ذبح کر کے میرا گوشت بھی کھا لے اور میری کھال اپنے اوپر پہن لے تو تجھے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ تو میرے کہنے پر عمل نہ کرے۔ پس ثابت ہوا کہ صرف مرید کہلانے سے کچھ فائدہ نہیں۔

طریقہ تبلیغ و تربیت حکیم علی محمد صاحب خلف حکیم پیر بخش سکنہ تلو کی کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ نے سخت جذبہ میں فرمایا کہ اب تمہارے والد صاحب کہاں رہتے ہیں جس سے حاضرین سمجھے کہ شاید واقعی یہ کوئی خبر پوچھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا حضرت وہ تو فوت ہو چکے ہیں تب

Marfat.com

آپ نے ارشاد فرمایا اگر اچھے آدمی فوت بھی ہو جاتے ہیں۔ تو یہ دنیا باطل ٹھہری۔ پھر اس کے ساتھ صحبت کیسی بس یہی کلید معرفت ہے۔ آدمی کو یقیناً فنا ہونا ہے اور عنداللہ حساب دینا ہے جس کا یہ خیال پختہ ہو جائے اس کے لیے نجات ہے۔

آپ کی عادت مبارک تھی۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد چنگیر میں بہت سی روٹیوں کے ٹکڑے کر کے رکھ لیتے اور چنگیر کو بغل میں لے لیتے اور ایک ہاتھ میں چھڑی پکڑ لیتے۔ مسجد سے باہر نکلتے۔ تو بہت سے کتے آپ کے منتظر بیٹھے ہوتے آپ کتوں کو ٹکڑے ڈالتے اور گھر کی جانب چلے جاتے جب کسی کمزور کتے کو ٹکڑا ڈالتے تو طاقتور کتا اس پر حملہ کرتا تو آپ چھڑی سے ڈرا کر اسے پرے ہٹا دیتے اسی طرح گھر تشریف لے جاتے۔ ایک روز بندہ نے عرض کی کہ یہ جو ہم منڈیا فقیروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے پیچھے دس دس بارہ بارہ کتے لگائے پھرتے ہیں شاید ان کے کسی بزرگ نے کتوں کو خدا کی مخلوق سمجھ کر ان کو کچھ کھلانے کی غرض سے ایسا کیا ہو تو بعد میں ان کے مریدوں نے بھی جو غیر شرع ہو گئے۔ ایسا کرنا شروع کر دیا ہو کہ ہمارے بزرگ اپنے ساتھ کتے رکھتے تھے۔ اسی طرح خیال ہے کہ شاید کوئی پیچھے بھی ایسا نہ کرتا ہو۔ اور اسے آپ کی سنت سمجھ کر کتے ہی رکھ لیتے ہوں۔ بندہ کی یہ بات سن کر آپ نے فکر کی اسی اثنا میں ایک کتے نے ہاتھ مبارک کو اچھل کر کاٹ لیا۔ اس کے بعد آپ نے اس طرح پیچھے لگا کر کھلانا چھوڑ دیا۔

اتباع سنت

حضرت قبلہ میاں صاحبؒ ہر قول، ہر فعل میں اتباع سنت ملحوظ رکھتے تھے اگر کسی سے خلاف سنت فعل صادر ہوتا تو آپ سخت ناراض ہوتے بلکہ اس سے اُلجھ جاتے۔ آپ کے ہر مکتوب میں جو کہ بندہ کی نظر سے گزرے ہیں۔ یہ لفظ ضرور ہوتا ہے۔ دین کی سعی کرو۔ انشاءاللہ

Marfat.com

آپ کے مکتوب بھی کسی دوسرے باب میں ناظرین دیکھیں گے۔

سفید سادہ لباس سے محبت

آپ سیاہ جوتی اور سیاہ لباس سے نفرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ لباس دوزخیوں کا ہے سارے سفید لباس کو آپ پسند کرتے۔ ایک دن ایک مولوی صاحب سیاہ جوتا پہنے ہوئے حاضر خدمت ہوئے تو آپ سخت ناراض ہوئے کہ لوگوں کو بھی وعظ سنایا کرتے ہو۔ آپ نے تو سیاہ جوتا پہنا ہے پھر آپ نے انہیں نیا جوتا خرید دیا۔

بعض آدمی سرخ رومی ٹوپی پہنے ہوئے حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کہ صرف ٹوپی عیسائی پہنتے ہیں اور صرف پگڑی یہودی پہنتے ہیں۔ پگڑی والے کو آپ ٹوپی دیتے اور ٹوپی والے کو پگڑی پہنا دیتے۔ آپ دیسی لٹھے کی ٹوپیاں سلا کر پاس رکھتے تھے۔

Marfat.com

باب ۵

معمولات

عبادات

آپ عشا کی نماز اکثر آخر وقت کر کے پڑھا کرتے تھے کبھی مہمانوں کو کھانا عشاء سے پہلے کھلاتے اور کبھی بعد میں۔ اگر کوئی شخص رات کو بارہ ایک بجے بھی آجاتا تو کھانا موجود ہی رہتا۔ رات کے بارہ بجے تک آپ اکثر یاروں کی طرف توجہ فرماتے رہتے۔ اور کبھی مسائل بیان کرتے۔ پھر گھر میں تشریف لے آتے۔ اور تہجد کی نماز گھر میں ہی ادا کرتے۔ اکثر وتر آپ پہلی ہی رات پڑھ لیتے تھے۔ نماز فجر کے وقت مسجد میں تشریف لے آتے اکثر نماز آپ کے چچا حمید الدین صاحب ہی پڑھایا کرتے تھے۔ کبھی چچا صاحب نہ تشریف لاتے تو آپ ہی نماز پڑھاتے۔ پھر درود شریف خضری شماروں پر تمام یاروں سے مل کر پڑھتے بعد ادائے نماز اشراق بچوں کو قرآن مجید کا درس فرماتے۔ جو بچہ بھاگ جاتا۔ یا اُسے سبق نہ آتا۔ تو آپ اُسے دو انگلیوں سے چٹکی جسے پنجابی میں (چونڈی) کہتے ہیں سے سزا دیتے بعد فراغت تدریس گیارہ بجے پھر مہمانوں سے کھانا اُٹھا اُٹھا کر کے لاتے۔ اور خود ہی اپنے ہاتھوں سے سالن برتن میں ڈال کر مہمانوں کے آگے رکھتے۔ اور اُن کے ہاتھ بھی خود دھلاتے۔ اگر کسی کا پاؤں دسترس پہ آجاتا تو سخت ناراض ہوتے۔ آپ سب مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ اُس وقت روٹیوں میں اگر کوئی سوکھی باسی ہوتی تو اُسے خود اختیار کر لیتے ہر لقمہ پکڑتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے اور کھانا آہستہ آہستہ کھاتے۔ کھانے میں یاروں

Marfat.com

کی طرف توجہ فرماتے رہتے۔ جب آپ دیکھتے کہ سب نے کھانا کھالیا ہے تب آپ ہاتھ اُٹھا کر دعا فرماتے۔ پھر ظہر کی نماز سے پہلے کیلولہ یعنی لیٹ کر آرام فرما لیتے۔ پھر ظہر کی نماز اول وقت پڑھتے۔

اسی طرح عصر کی نماز بھی آپ اوّلِ وقت ہی ادا فرماتے۔ عصر کے فرضوں سے پہلے سنتیں بھی پڑھ لیتے۔ پھر قبل از نماز مغرب وضو فرماتے۔ ہر وضو میں آپ کسی سے مدد نہ لیتے۔ وضو میں اگر کوئی بات چیت کرتا تو سخت ناراض ہوتے۔ وضو کے بعد ریش مبارک پر خلال بھی کرتے اور کنگھی بھی کرتے۔ وضو کر کے مسواک کو اپنے پاس رکھتے۔ وضو میں مستحب کی بڑی رعایت رکھتے اور پانی بھی وضو میں بہت کم خرچ کرتے پھر مغرب کی نماز ادا کرتے بعد نمازِ شام آپ مسجد کی چھت پر تشریف لے جاتے چھ رکعت نماز نفل ادا کرتے۔ بعد میں وظیفہ پڑھنا شروع کر دیتے۔ تمام لوگ صفیں باندھ کر اکاسی (۸۱) مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتے پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ۔ کا تکرار کئی بار کرتے۔ پھر اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھتے اور سونے سے پہلے تیسرا کلمہ کبھی بلند آواز میں اور کبھی آہستہ پڑھتے اور ساتھ ہی یہ استغفار بھی پڑھتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ادا فرماتے اور ہر چار رکعت کے بعد تسبیح بڑی دلجمعی سے اور شوق سے پڑھا کرتے اور قرآن شریف کا ختم بھی سنتے تھے۔ کبھی کبھی آپ لاہور تشریف لے جا کر اکثر حضرت شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حافظ فخر الدین صاحب کے پیچھے قرآن شریف سنتے تھے خواہ آپ سفر میں ہوں خواہ حضر میں تراویح کی آپ بیس رکعت ہی ادا فرماتے تھے آپ سوائے نماز تراویح کے کسی اور نفلوں کی جماعت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

Marfat.com

جنازے کی نماز کے لیے اکثر شامل ہوا کرتے تھے اور پس ماندگان کے پاس برائے فاتحہ خوانی کے لیے بھی جایا کرتے تھے۔ جا کر ہاتھ پہلے اُٹھاتے۔ اور زبان سے پہلے اللہ اکبر اللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پھر سورۂ فاتحہ پڑھ کر متوفی کے لیے دعائے مغفرت فرماتے پھر تھوڑا عرصہ بیٹھ کر چلے جاتے۔ آپ اکثر قبرستان میں جاتے اور قبور کی زیارت فرماتے۔ اور مراقبہ کر کے بیٹھ جاتے اور کبھی کھڑے رہتے۔ اور موتیٰ کے واسطے دعائے مغفرت فرماتے۔ اور کسی قبر کے پاؤں کو ہاتھ نہ لگاتے۔ آپ فرماتے تھے کہ قبر کو ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے جب تک دل نہ لگے۔ کئی دفعہ اتفاق ہوا کہ آپ کے اوپر کی پلکوں سے قطرہ قطرہ آنسو گر رہے تھے۔ آپ مزاروں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے اور پھر دعا کر کے واپس آتے اور راستے میں بے ساختہ آپ کی زبان سے اللہ اکبر نکل جاتا اور بازار میں اگر کہیں بکرے کی ہڈی کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ ہڈی جائے عبرت نہیں ہے۔ یہ بھی تو کل زندہ تھا۔ آج اس کی ہڈی بازار میں خوار ہو رہی ہیں۔

Marfat.com

باب ۶

حضرت خواجہ باقی باللہ کا مجدد علیہ الرحمۃ کے پاس جانا

اسی طرح متقدمین میں بھی بعض ہونہار ایسے گزرے ہیں کہ جن کی تلاش کے واسطے پیر یعنی شیخ خود آتے ہیں جن میں سے ایک مثال حضرت خواجہ باقی باللہ کی درج کی جاتی ہے۔ کہ ایک دن حضرت خواجہ بیرنگ باقی رحمۃ اللہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ کے مزار پر بیٹھے تھے۔ کہ یکایک کیف بےخودی طاری ہو گئی۔ حالت کشفی میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت بہاؤالدین نقشبندیہؒ فرما رہے ہیں کہ اے بیرنگ اس سرزمین ہند پر ایک مجدد دین کا ظہور ہونے والا ہے جس سے کفر و ظلمت خسران طغیان، ضلالت و گمراہی شرک و بدعت مٹ جائیں گے۔ میری آرزو ہے کہ وہ صالح اُمت میرے ہی سلسلہ میں مبعوث ہو لہٰذا تم ہندوستان جاؤ۔ اور اُس سے ملو اور نسبت نقشبند القا کرو۔ ہاں مگر جانے سے پہلے اتنا ضرور کرنا کہ وہ نسبت جو رسول کریمؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو القا فرمائی تھی۔ اور اُن سے ہم تک پہنچی تھی وہ اُس وقت ہمارے سلسلے کے بڑے خلیفہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ ان کے پاس تم جاؤ اور اُن سے نسبت حاصل کر کے پھر ہند کا رخ کرنا۔ جب اس صالح اُمت سے ملو تو یہ امانت اُسے پہنچا دینا۔

Marfat.com

باب

(نکتہ) بے ارادہ نظر کا اثر

ایک روز کا ذکر ہے حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا۔ جب کسی نظریے پر بے اثر پڑتی ہے تو اُس پر فوراً اثر ہوتا ہے۔ جب ارادۃً نظر کرتے ہیں تو اُس کا اثر نہیں ہوتا۔ بندہ نے عرض کی پہلی نظر حلال ہے ثانی حرام۔ وہ نظر جو ارادے کے بغیر پڑتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہ مسئلہ تُو نے کہاں سے نکالا ہے۔

(مؤلف) مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سنّت کی اتباع میں جو فرماتے ہیں۔ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

پہلے یہ :۔

۱۔ امام مجدّد رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہر فعل و عمل میں سنتِ نبویہؐ کو ملحوظ رکھتے چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مجدّد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کام اور عمل کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے وہ اس کا محض فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس کے فضل و کرم کے لیے بہانہ ہو سکتا ہے تو پیغمبر خدا کی متابعت ہے جو کچھ ہمیں عطا ہوا ہے۔ وہ اسی اتباع کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ یہ آپ کے قول سیرتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ تین پر درج ہیں۔

Marfat.com

تخت بلقیس کیونکر لایا گیا

ایک روز کا ذکر ہے کہ بندہ شرق پور شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ذکر ہوا کہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک آدمی ایک اشارہ آنکھ جھپکنے میں لے آیا۔ اور قرآن مجید میں اُس کا جانا ثابت نہیں ہوتا۔ جو تخت لایا تھا وہ کس طرح لایا تھا۔

بندہ نے عرض کی۔ اس شخص نے وہاں تخت کی نفی کی۔ اور یہاں اس کا اثبات کیا۔ اس پر آپ کو عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ فرمایا اُس شخص کی ہمت دیکھو جو تخت لایا تھا۔

پیر کا کیا کام ہے

ایک روز فرمایا کہ قرآن مجید میں تو سب کچھ ہے۔ ذکر اذکار کی آیات بھی ہیں پیر کیا کیا کرتا ہے۔ بندہ نے عرض کی کہ قرآن شریف میں جو آیات ذکر کے متعلق ہیں یا معیت کے متعلق ہیں یا اقربیت کے متعلق ہیں یا النفس کے متعلق ہیں۔ پیر کامل ان کی کیفیت اور مشاہدہ طاری کر دیتا ہے۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی جواب دیا ہے۔ آپ سُن کر بہت خوش ہوئے۔

ایک روز آپ نے خداوند کریم کی معیت کا سوال کیا، بندہ نے اس پر بھی بہت تقریر عرض کی آپ سن کر بہت خوش ہوئے لیکن وہ تقریر یہاں لکھ نہیں سکتے۔

نکتوں کے اندر کچھ نہیں

ایک روز آپ نے سوال کیا کلمہ کی نفی کتنی ہیں بندہ نے عرض کیا۔

۱۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ۔

۲۔ نہیں کوئی مقصود مگر اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

۳ ۔ نہیں کوئی محبوب مگر اللہ۔

۴۔ نہیں کوئی موجود مگر اللہ۔

۵ ۔ نہیں ہیں۔

۶ ۔ نہیں جہاں۔

۷ ۔ اور نہیں وہ خدا جو وہم و گمان میں آسکے ۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ان نکتوں سے کوئی کام نہیں چلتا۔ کچھ کرنا چاہیئے ۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خداوند کریم کی بارگاہ میں دو رکعت نماز آئی نکتے نہ کام آئے ۔ بندہ نے عرض کی کہ اس میں بھی نکتہ ہے کہ تھوڑی عبادت کو کم نہ سمجھا جائے ۔ فرمایا ہاں درست ۔ پھر اپنی چارپائی پر لیٹ گئے اور بندہ بھی اپنی چارپائی پر سوگیا۔ آپ اکثر سوال فرماتے تھے مگر یہ امتحاناً ہوتا تھا۔

Marfat.com

باب ۱۱

کرامات کا احادیث سے ثبوت

احادیث کی کتابوں میں تو بہت کثرت کے ساتھ ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک درج ذیل کی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہؐ پہلے لوگوں کے عجائبات میں سے کچھ فرمایئے آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ تین آدمی جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں انہیں بارش نے آگھیرا۔ بارش سے بچنے کی غرض سے وہ پہاڑ کے اندر جا چھپے۔ اتنے میں ایک بڑا بھاری پتھر پہاڑ سے آگے گرا جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا۔ انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو کہا۔ کہ بھائی اپنے اپنے ان اعمال کا جو ریا سے بالکل پاک اور مبرا ہوں وسیلہ پکڑ کر خدا تعالیٰ سے التجا کرو۔ کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دیوے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ دونوں بہت بوڑھے اور ضعیف تھے اور میرے ننھے بچے بھی تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا کہ ان کا دودھ والدین اور بچوں کو پلایا کروں۔ دن بھر بکریاں چرانے کے بعد میں شام کو ان کے پاس جاتا۔ دودھ نکال کر پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر اپنے بچوں کو دیتا۔ اتفاق ایک دن میں بکریوں کو چرانے کے لیے دور لے گیا۔ جب گھر واپس آیا تو شام ہو چکی تھی۔ میرے والدین سو رہے تھے میں حسب معمول دودھ نکال کر ایک برتن میں ان کے پاس لایا۔ اور چارپائی کے پاس کھڑا رہا۔ میں نے ان کو بیدار کرنا

Marfat.com

مناسب نہ سمجھا۔ باوجود اس امر کے بچے میرے پاس کھڑے بھوک کے مارے روتے اور چلاتے تھے۔ لیکن میں نے اس بات کو بھی بُرا جانا کہ ان سے پہلے اپنی اولاد کو دودھ پلاؤں میں اسی حالت میں پڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اے مولا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری رضا کا طالب ہو کر کیا تھا تو اس غار کے منہ پتھر کو اس قدر ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور پتھر کو اس قدر ہٹا دیا کہ انہیں آسمان نظر آنے لگا۔

اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا۔ اے میرے مولا کریم میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس کی محبت میں از حد مبتلا تھا۔ میں نے اُس کے ساتھ صحبت کرنے کی خواہش ظاہر کی اور کسی شخص کو اسے بلانے کے لیے بھیجا۔ لڑکی نے اس امر سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ پہلے سو دینار لائے۔ چنانچہ میں نے کسب و کام کر کے سو دینار جمع کئے اور وہ اس کے پاس لے گیا۔ پس جب میں نیت فاسدہ سے اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں بیٹھا۔ تو اس نے کہا اے خدا کے بندے خدا سے ڈر۔ اور میری امانت کو نہ کھول۔ چنانچہ میں ان الفاظ سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اے رب العالمین اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اس غار کے منہ کو اور کشادہ فرما دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

اس کے بعد تیسرے صاحب نے کہا کہ یا الٰہی میں نے ایک مزدور کو چاولوں کی ایک معین مقدار دینے کا وعدہ کر کے مزدوری پہ لگایا تھا جب وہ مزدور اپنا کام ختم کر چکا۔ تو اُس نے کہا کہ اب مجھے میرا حق دے دو۔ میں نے اُس کا حق اُسے پیش کیا۔ مگر وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ میں ہمیشہ ان چاولوں سے زراعت کرتا رہا۔ چنانچہ میں نے ان چاولوں کی آمدنی سے بیل خرید لئے۔ بعد میں انکے چرانے کیلئے آدمی بھی حاصل کئے ایک مدت بعد وہ شخص

Marfat.com

میرے پاس آیا اور کہنے لگا خدا سے ڈرو۔ اور مجھ پر ظلم نہ کر۔ مجھے میرا حق دے دے
میں نے کہا جاوہ بیل اور ان چرانے والے تیرے ہیں۔ انہیں لے جا یہ سب تیرا
حق ہے۔ مزدور نے کہا۔ خدا سے خوف کر۔ اور مجھ سے ہنسی نہ کر۔ میں نے جواب
دیا کہ میں ہرگز تمسخر نہیں کرتا۔ یہ سب بیل اور چرانے والے تیرے ہیں۔ چنانچہ
وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اے خدا۔ اگر تیرے علم میں میں نے یہ کام تیری خوشنودی
کا طالب ہو کر خالص تیرے ہی لیے کیا تھا تو تُو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دے۔
چنانچہ اس کی التجا کو بارگاہ خداوندی نے شرف قبولیت بخشا اور غار کا منہ کھول
دیا۔ اور انھوں نے اس ناگہانی صورت سے نجات پائی۔ یہ واقعہ بھی خرق عادت
اور کرامت تھا کیونکہ وہ تینوں آدمی نبی نہ تھے۔

دلیل دیگر دوسری حدیث شریف۔ جُریج راہب کی ہے جس کے راوی حضرت
ابوہریرہؓ ہیں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب
درویش تھا جس کا نام جُریج راہب تھا۔ یہ شخص نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور عابد
تھا۔ اس کی ماں پردہ نشین تھی۔ وہ ایک دن اپنے بیٹے کے دیکھنے کو آئی۔ چونکہ
اس وقت وہ نماز میں مشغول تھا اس لیے اپنے حجرے کا دروازہ نہ کھولا۔ وہ
لوٹ گئی دوسرے اور تیسرے دن بھی آئی اور بے نیل و حرام واپس گئی۔ آخر
ماں نے سنگدل ہو کر کہا۔ خدا میرے بیٹے کو رسوا کر۔ اور میرے حق کے سبب
اسے پکڑ۔ اُس زمانہ میں ایک اور بھی بدکار عورت تھی۔ اُس نے کہا کہ میں جُریج
کو گمراہ کر دوں گی۔ چنانچہ اس غرض سے اس کے حجرے میں گئی۔ جُریج نے
ادھر توجہ نہ دی۔ (پھر راستہ میں اس نے ایک چرواہے کے ساتھ صحبت
کی اور حاملہ ہو گئی) جب شہر میں آئی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد کہنے لگی یہ مجھے جُریج

Marfat.com

کا حمل ہے۔ جب اُس نے بچہ جنا۔ لوگوں نے جرنج کے عبادت خانے کا قصد کیا اور اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے۔ جُرنج نے کہا بچے تیرا باپ کون ہے۔ بچے نے کہا میری ماں نے تجھ پر بہتان کیا ہے۔ میرا باپ تو چرواہا ہے۔ یہ حدیث بھی منکرین کرامت پر قوی حجت ہے۔ اسی طرح کئی واقعات صحابہ کرامؓ کے جو پچھلے کشف کے مضمون پر آ چکے ہیں۔

دُعائے مبارک حضرت قطب العالم میاں صاحبؒ گھنگ شریف

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ وَقِنَا عَذَابَ الْحَشْرِ وَقِنَا عَذَابَ الْمِيْزَانِ ۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْم

وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

Marfat.com

تیری یاری باجھ نہ طاقت کراں جو ترک برائی
تیرے باجھ توفیق نہ قوت کراں جو نیکی کائی
یا اللہ پیدا کیتے دی لاج ای تو ستار العیوب ایں
ستاری کر ساڈے عیباں پر
بخش گناہ تقصیراں کل جو بے فرمانی
تو مالک اسی بندے علیمی تیری صفت کریمے
فضل تیرے تے ناز کریماں ہور غرور نہ کوئی
بحرمت پاک نبی صاحب دی یا اللہ بخشیں کل برائی
یا رب ساڈیاں سب وڈیائیاں لائق نے تیرے تائیں
توبہ ساڈی کفر شرک توں توبہ ہور گناہوں !
سجادین محمدؐ بنیرا رکھ لئیں بدراہوں
روز حشر تے قبر عذابوں آخر نوں بخشائیں !
دور کریں دلگیری غم وی ہر دم خوشی دکھائیں
حشر دہاڑے نال نبیؐ دے سانوں رکھیا جائیں !
یا رب جی جیہ جیون بہتر نال ایمان جوائیں
جاندی ویری وقت نزع دے شیطان کولوں بچائیں
یا رب جی جیہ جیون بہتر نال ایمان جوائیں
جاندی ویری وقت نزع دے کلمہ یاد کرائیں
یا اللہ ہتھاں نوں طاقت دے تاں تیری مخلوق دی خدمت کراں
اکھاں نوں طاقت دے تاں تیرے حبیب دے روضے دی زیارت کراں

Marfat.com

ظاہر باطن ہو برائے خدا۔ خدا سے نہ چاہے سوائے خدا

دیدہ بینا ہو ہر موئے تن۔ محو تجلّی رہے روح و بدن

حیاتی و مماتی ہمہ و قسمت ما۔ عطا کن وصال مرا مصطفیٰ

اے خدا میرے والی میرے ولی۔ کر عطا ہم کو بطفیل نبیؐ

جو کہ مسلمان بھائی ہیں میرے۔ ان کو رب تنے عطا کر

سنت کی راہ پہ چلا۔ بدعت، کفر، شرک سے بچا

عطا کر سبھی وہ نصیب جس سے خوش ہو جائیں تو اور تیرا حبیبؐ

اور جتنے باطل طریقے ہیں اے خدا اپنی رحمت سے توں ان سے رکھیو جدا

پیروی اصحاب و اہلِ بیت کی رہو ہمارا بس یہ فرض مناسبی!

یا اللہ اپنی نے اپنے حبیبؐ دی سچی محبت ساڈے دلاں وچ داخل کر یا اللہ

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ عِشْقِكَ وَعِشْقِ حَبِیْبِكَ۔ اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ وَمَعْرِفَتِ حَبِیْبِكَ۔ یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ۔ یَا وَھَّابُ۔ یَا کَرِیْمُ۔ یَا عَزِیْزُ یَا سَتَّارُ۔ یَا تَوَّابُ۔

یا رب ہیں پر گناہ ہم۔ تو دریائے رحمتی

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم!

صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

زشر نفس امارہ نگاہ ہم دار یا اللہ

ہوا و حرص نفسانی ز من بردار یا اللہ

یا اللہ تو بڑا ہے سمیعؐ مجیب!

Marfat.com

کرے مرادوں کو نیک مراد نصیب

جب دم واپس ہو یا اللہ

لب پہ ہو لا الٰہ الا اللہ

الٰہی بحق طفیل محمدؐ رسولؐ!

دعا ہم گنہگاروں کی کرے قبول

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ

اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

مختصر حالات زندگی جناب حضرت میاں محمد رفیق صاحبؒ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ گھنگ شریف

حضرت میاں محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ فیض یافتہ آستانہ عالیہ گھنگ شریف حضرت میاں رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ میں سگے بھتیجے تھے شروع ہی سے سادہ زندگی بسر کرنا پسند فرماتے تھے۔ اور زمینداری اور کاشتکاری میں مشغول رہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں عمر دینؒ اور والدہ ماجدہ کا نام کریم بی بی تھا۔

ابتدائی زندگی میں آپ نماز روزہ کے پابند تھے۔ لیکن جوانی کے عالم میں آپ کی قسمت کا ستارہ چمکا اور آپ نے حضرت میاں رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں زیادہ وقت گزارنا شروع کر دیا میاں صاحب کے فرمان کے مطابق آپ نے آٹا پیسنے والی چکی پہ لنگر تیار کرنے کے لیے آٹا پیسنا شروع کیا یہ فرض سولہ سال تک سرانجام دیا۔ اس طرح آپ میاں رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر ہو گئے

Marfat.com

اور آپ ہی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت میاں رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ سجادہ تبلیغی کے عہدہ پر ۱۲ سال تک فائز رہے (آخر ۹ جولائی بروز منگل ۱۹۹۱ء کو اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے) آپ کے پسماندگان میں پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ آپ کے وصال صابر نے مندرجہ ذیل مرثیہ کیا۔

روانداجاندا اے دل پھٹدی جاوے
لکھن لگیاں وچھوڑے دے احوال نوں
یاد تیری محمد رفیق آ گئی
چیر دے جاندے نے درد ہر وال نوں
ڈوراں کٹیاں گئیاں نے امیداں دیاں
زاریاں سن لے آ کے مریداں دیاں دے
روندے نیرے خلیل و ضیف آ گئے
ویکھ پتر اندے آ کے کدی حال نوں
اپنے ارشاد نوں مل جا آ کے کدی
رستہ تکدا اے تیرا غلام نبی
کیویں اٹھ و بہاندا منیر آپ دا
کیتا بے حال غم نے تیرے لال نوں
سب دی جھولی دے وچ خیر پاندا سیں توں
درد ہر اک دے سجناں ونڈدا سی توں
دس جا اپنی نے گل آ کے محفل دے وچ
کتھوں لبھے تیرے ورگے لجپال نوں

Marfat.com

لٹ خوشیاں دی ہے سانجھ ساری گئی

تیرے باہجوں اُداسی اے سجناں بڑی

دس جا اینہاں تے فردوس دے واسیا

کیوں جھلئے غماں دے اس جھال نوں

تیری محفل نوں سجناں سجایا اے اج

شفر قتپور والا ماہی وی آیا اے اج

آجا صائم دے اکھر دتے کہندے پئے

رب اُچا کرے تیرے اقبال نوں

مرتبہ

میاں منیر احمد ایم۔اے۔ایم۔ایڈ

چوہنگ بنگرائیں ملتان روڈ لاہور

Marfat.com

حاجی معراج دین صاحب نے حضرت میاں رحمت علی رحمتہ اللہ صاحب کی خدمت میں پچاس سال عمر گزاری اُس کے بعد صاحبزادہ میاں محمد رفیق رحؒ صاحب کی خدمت میں کافی عرصہ گزارا۔

اِس ناچیز نے یہ کتاب حضرت میاں رحمت علی رحؒ صاحب کی خدمت میں بطور نذرانہ عقیدت پیش کی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

سوانح مختصر قطب العالم حضرت میاں رحمت علی صاحب قدس سرہ العزیز

نائس کوالٹی پرنٹرز :- بیسمنٹ غفور مارکیٹ ۹ جان محمد روڈ
نزد بمبئے کلاتھ ہاؤس نیو انار کلی لاہور
فون نمبر:- ۲۳۷۶۸۰

Marfat.com

سوانح مختصر قطب العالم حضرت میاں رحمت علی صاحب قدس سرہ العزیز

نائس کوالٹی پرنٹرز:۔ بیسمنٹ غفور مارکیٹ ۹۔ جان محمد روڈ
نزد بمبئے کلاتھ ہاؤس نیو انارکلی، لاہور
فون نمبر:- ۲۳۷۶۸۰

Marfat.com